

عمران سیریز
فاسٹ ایجنٹ
خالد نور

محترم قارئین

السلام علیکم!

میرا نیا ناول ''فاسٹ ایجنٹ'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ میرے پہلے ناول ''ہارڈ ٹاسک'' کی طرح اسے بھی یقیناً پسند کر کے میری حوصلہ افزائی کریں گے۔ جس طرح آپ نے میرا پہلا ناول بے حد پسند کیا ہے اور مجھے ای میلز اور میسج کے ذریعے مبارک باد دی ہے اس پر میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھ ناچیز پر اپنا بے حد کرم کیا ہے۔ ہر رائٹر کی طرح میری بھی کوشش ہے کہ میں بھی آپ کے لئے اچھوتے، یادگار اور دلچسپ ناول لکھوں جو آپ کے اعلیٰ ذوق کے مطابق ہوں اور آپ کے معیار پر پورے اتر سکیں۔ اس بار میں اپنی کوشش میں کس حد کامیاب ہوا ہوں یہ آپ ہی مجھے بتا سکتے ہیں۔

اکثر قارئین کی خواہش ہے، کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سپر ایجنٹ صفدر پر ایسا ناول لکھا جائے، جس میں اس کی صلاحیتیں کھل کر سامنے آ سکیں۔ چنانچہ میں نے آپ کی خواہش کے مطابق صفدر کے کردار پر ناول لکھا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ایکریمیا، اسرائیل اور روسیاہ، پاکیشیا کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس بار روسیاہ نے پاکیشیا کے سائنس دان پروفیسر احسان فارانی کی

انقلابی ایجاد کا فارمولا اس طرح چرا لیا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کانوں کان خبر نہ ہوسکی۔ جب ایکسٹو کو معلوم ہوا تو اس نے فوری طور پر اس مشن پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کو بھیجنے کی بجائے صرف سپر ایجنٹ صفدر کو روسیاہ بھیج دیا۔ اس فارمولے کی بھنک ایکریمیا کو بھی پڑ چکی تھی اور وہ بھی پروفیسر احسان فارانی کا فارمولا اڑانا چاہتا تھا اس لئے اس نے بھی اپنے سپر ایجنٹ جیف مارشل کو روسیاہ بھیج دیا اور دونوں ایجنٹ اپنے ٹارگٹ کی طرف ایک ساتھ ہی بڑھتے رہے لیکن وہ ایک دوسرے کی موجودگی سے بے خبر تھے اور پھر بالآخر ایسا موقع بھی آیا جب دونوں سپر ایجنٹ ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے اور ایک دوسرے کی جان لینے پر تل گئے تھے۔ مجھے امید ہے کہ میرا یہ ناول آپ کو بے حد پسند آئے گا۔ ناول پڑھنے کے بعد آپ اپنے خطوط اور ای میلز کے ذریعے مجھے اپنی آراء ضرور بھیجیں تاکہ میں آئندہ آپ کے لئے اچھوتے اور یادگار ناول تحریر کرسکوں لیکن ناول کے مطالعہ سے پہلے آپ اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

لاء ڈیپارٹمنٹ جی پی جی سی ہری پور سے محمد اسماعیل صاحب نے میسج کیا ہے۔ ”آپ کا پہلا ناول ”ہارڈ ٹاسک“ بہت اچھا اور خوبصورت ناول تھا۔ میری طرف سے مبارک باد قبول کیجئے“۔

محترم محمد اسماعیل صاحب۔ ناول پڑھنے اور پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی میرے ناول پڑھتے اور پسند

کرتے رہیں گے۔

مانسہرہ سے سید فہدی ترمذی نے میسج کیا ہے۔ ”آپ کو بہت مبارک ہو کہ آپ نے پہلا ناول ”ہارڈ ٹاسک“ بہت اچھا لکھا ہے۔ اگر پہلا ہی ناول کرنل فریدی اور عمران کا مشترکہ ناول لکھتے تو بہت خوشی ہوتی۔ امید ہے سب سے پہلے میں نے مبارک باد دی ہو گی۔

محترم سید فہد ترمذی صاحب۔ ناول پڑھنے اور پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر فضل ہے کہ میرا پہلا ناول ہی سب کو پسند آیا ہے۔ جہاں تک کرنل فریدی اور عمران کے مشترکہ ناول کی بات ہے تو انشاء اللہ آپ بہت جلد میرا کرنل فریدی اور عمران پر مشترکہ ناول پڑھیں گے۔ آپ کا یہ دوسرا میسج تھا اور مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے ناول پڑھ کر فوراً ہی میسج کر دیا تھا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی میرے ناول پڑھتے رہیں گے۔

ملتان سے فاطمہ صاحبہ نے لکھا ہے۔ ”میں کافی عرصے سے جناب مظہر کلیم ایم اے صاحب کے ناول پڑھ رہی ہوں۔ آپ کا پہلا ناول ”ہارڈ ٹاسک“ پڑھا تو بے حد اچھا لگا۔ آپ کی پہلی کاوش بہت اچھی ہے خاص طور پر ناول کے آخر میں وہ سچویشن سسپنس فل تھی جب ایکسٹو خود کو جول کراس کے سامنے بے نقاب کر دیتا ہے۔ اچھا ناول لکھنے پر میری طرف سے مبارک قبول کریں۔

محترمہ فاطمہ صاحبہ۔ ناول پڑھنے اور پسند کرنے کا بے حد

شکریہ۔ جناب مظہر کلیم صاحب میرے روحانی استاد ہیں اور میں نے ان سے متاثر ہو کر ہی لکھنا شروع کیا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی میرے ناول پڑھتی رہیں گی۔

جھنگ سے عبدالرشید صاحب نے میسج کیا ہے۔ ''آپ کا پہلا ناول ''ہارڈ ٹاسک'' پڑھا جو بے حد پسند آیا۔ اتنا عمدہ ناول لکھنے پر مبارک باد قبول کریں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی معیاری ناول لکھیں گے۔

جناب عبدالرشید صاحب۔ ناول پڑھنے اور تعریفی کلمات کا بے حد شکریہ۔ میں اللہ تعالیٰ کا بے حد مشکور ہوں کہ میرا پہلا ناول ہی کامیاب رہا ہے اور انشاء اللہ میں آئندہ بھی معیاری ناول لکھتا رہوں گا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

خالد نور

آفس کے انداز میں ڈیکوریٹ کئے ہوئے کمرے میں ایک جہازی سائز ٹیبل کے پیچھے ریوالورنگ چیئر پر ایک بلڈاگ شکل کا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بیٹھنے کے انداز سے اور بار بار اپنی کلائی پر بندھی ریسٹ واچ پر بھی نظریں ڈالنے سے ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے کسی کا شدت سے انتظار ہو۔

ادھیڑ عمر نے لائٹ گرے کلر کی پینٹ، آف وائٹ شرٹ اور گرے کلر کا کوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس نے وائٹ کلر کی ٹائی باندھی ہوئی تھی جو اس پر بے حد جچ رہی تھی۔ ادھیڑ عمر کلین شیو تھا۔ اس کا سر درمیان سے گنجا تھا البتہ سائیڈوں پر چھوٹے چھوٹے بال تھے۔ اس کی ٹائی کے اوپر کونے میں ریڈ کلر کی کراس لائنیں لگی ہوئی تھی جو روسیاہ کی فعال اور سیکرٹ ایجنسی ریڈ کراس کا مخصوص نشان تھا۔ ادھیڑ عمر کا نام کرنل پاول تھا اور وہ ریڈ کراس ایجنسی کا چیف تھا۔ ریڈ کراس سرکاری ایجنسی تھی اور اس کے مختلف سیکشن تھے جو روسیاہ

کے علاوہ ایکریمیا، گریٹ لینڈ، اسرائیل اور دیگر ممالک میں کام کرتے تھے اور ہر سیکشن کا الگ چیف تھا جو کرنل پاول کا ماتحت تھا اور اسے ہی جوابدہ تھا۔

ریڈ کراس روسیاہ کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی تھی جس کے ایجنٹ انتہائی ذہین، تیز طرار اور فعال تھے۔ تیز رفتاری اور اعلیٰ کارکردگی کی بناء پر اس ایجنسی کی دھاک پوری دنیا میں پھیل چکی تھی۔ ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹ وائٹ کلر کی ٹائی پہنتے تھے جس کے کونے پر ریڈ کراس لائنیں لگی ہوتی تھیں اور یہی اس ایجنسی کے ایجنٹوں کی شناخت تھی۔

ریڈ کراس ایجنسی کو معرض وجود میں آئے ایک سال کا عرصہ ہوا تھا۔ اس ایک سال کے عرصے میں ریڈ کراس نے بے شمار کامیابیاں حاصل کی تھیں اور اس کے ایجنٹ پوری دنیا میں دہشت کی علامت سمجھے جانے لگے تھے۔ ریڈ کراس ایجنسی زیادہ تر ملکی مفادات کے حوالے سے کام کرتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ریڈ کراس ایجنسی کو کسی بھی مشن میں دوسری ایجنسیوں کی نسبت زیادہ فوقیت دی جاتی تھی۔ ریڈ کراس ایجنسی کا ریکارڈ تھا کہ آج تک اس ایجنسی کے ایجنٹ کسی بھی مشن میں ناکام نہیں ہوئے۔ اس ایجنسی کے ایجنٹ جس ملک کا رخ کرتے تھے وہاں تباہیاں مچا دیتے تھے اور اپنی کامیابی کی مہر ثبت کر دیتے تھے۔

چیف کرنل پاول نے ایک مرتبہ پھر ریسٹ واچ پر نظر دوڑائی

اور پھر اس نے اپنے سامنے میز پر رکھے چار مختلف کلر کے ٹیلی فونز میں سے وائٹ کلر کے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اسی لمحے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھانے کا ارادہ ترک کر دیا اور سیدھا ہو گیا۔

”یس۔ کم اِن“...... اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو ایک لمحے بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اور لمبے قد کا نوجوان مرد آفس میں داخل ہوئے۔ لڑکی خوبصورت اور بے حد سمارٹ تھی اور اس کی عمر چوبیس سال سے زیادہ نہ لگ رہی تھی۔ اس نے جینز کی پینٹ اور براؤن کلر کی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے سر کے بال سیاہ تھے جو اس کے کاندھوں پر لٹک رہے تھے۔ مرد جینز کی پینٹ اور بلیک جیکٹ میں ملبوس تھا۔ وہ کسرتی جسم کا مالک تھا اور اس کے سر کے بال بہت بڑے تھے اور چوٹی کی صورت میں پیچھے باندھے گئے تھے۔

لڑکی کا نام پرنسز ڈاریا جبکہ مرد کا نام بوگ ڈان تھا۔ وہ دونوں ریڈ کراس ایجنسی کے سیکشن ون کے سپر ایجنٹ تھے۔ وہ دونوں سپر ایجنٹ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھے دوست بھی تھے۔ ان دونوں میں بہت اچھی کمٹمنٹ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ چیف کرنل پاول انہیں علیحدہ علیحدہ کسی مشن پر بھیجنے کی بجائے اکٹھے ہی مشن پر بھیجتا تھا۔ زیادہ تر بیرون ممالک میں یہی دونوں سپر ایجنٹ ہی مشنز پر جاتے تھے۔ ان دونوں نے بہت کم وقت میں ریڈ کراس ایجنسی میں

اپنی صلاحیتوں اور ذہانت کا لوہا منوایا تھا ورنہ ریڈ کراس ایجنسی میں اور بھی بہت سے ذہین اور باصلاحیت ایجنٹ تھے لیکن وہ ان دونوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ جب چیف کرنل پاول نے بوگ ڈان اور پرنسز ڈاریا کو فون کر کے فوری طور پر اپنے آفس میں طلب کیا تھا تو وہ سمجھ گئے تھے کہ یقیناً انہیں کسی مشن پر روانہ ہونا ہے اس لئے وہ فوراً ہی ہیڈکوارٹر کی طرف چل دیئے تھے۔

بوگ ڈان اور پرنسز ڈاریا نے جہازی سائز کی ٹیبل کے قریب پہنچ کر چیف کرنل پاول کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

”بیٹھو۔ میں تم دونوں کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ تم دونوں نے آنے میں بہت دیر لگا دی ہے“...... چیف کرنل پاول نے ان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا تو وہ دونوں اس کے سامنے موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”سوری باس۔ دراصل راستے میں ایک ٹرالر اور ایک ہیوی کرین کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ٹریفک جام ہو گیا تھا“...... بوگ ڈان نے کہا تو چیف کرنل پاول نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”باس۔ کیا ہمیں کسی مشن پر روانہ ہونا ہے“...... پرنسز ڈاریا نے پوچھا۔

”ہاں۔ جس مشن پر تمہیں روانہ ہونا ہے وہ بہت ہی اہم مشن ہے۔ تم دونوں نے بہت سے اہم مشن سرانجام دیئے ہیں لیکن یہ

مشن تم دونوں کے لئے کسی چیلنج سے کم نہیں ہے“...... چیف کرنل پاول نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو دونوں چیف کی بات سن کر چونک پڑے۔

”باس۔ آپ کی بات ہم سمجھ نہیں سکے“...... بوگ ڈان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو چیف کرنل پاول مسکرا دیا پھر اس نے میز کی دراز کھول کر ایک فائل نکال لی۔

”پرنسز ڈاریا۔ پہلے تم اس فائل کا بغور مطالعہ کر لو کیونکہ اس مشن میں تمہارا رول زیادہ ہے“...... چیف کرنل پاول نے فائل پرنسز ڈاریا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو پرنسز ڈاریا نے چونکتے ہوئے فائل لی اور اسے کھول کر پڑھنے لگی۔ اس فائل میں صرف دو صفحات تھے جنہیں اس نے پانچ منٹ میں پڑھ لیا۔ اس کے بعد اس نے فائل بوگ ڈان کی طرف بڑھا دی تو وہ بھی فائل کھول کر پڑھنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد اس نے بھی فائل پڑھنے کے بعد بند کر کے میز پر رکھ دی۔

”چونکہ تم دونوں کا پاکیشیا میں یہ پہلا مشن ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ مشن پر روانہ ہونے سے پہلے میں تمہیں بریفنگ دے دوں۔ پروفیسر احسان فارانی پاکیشیا کا نامور سائنس دان ہے۔ ایسا سائنس دان جس نے بہت سی ایسی چیزیں ایجاد کی ہیں جن سے پاکیشیا کو نہ صرف بے حد فائدہ ہو رہا ہے بلکہ اس نے سائنس کی دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ اب بھی اس نے ایک انقلابی ایجاد کی

ہے۔ گو کہ وہ ایجاد ابھی عام نہیں ہوئی مگر دو ماہ بعد پروفیسر احسان فارانی اپنی انقلابی ایجاد کو عالمی سطح پر لے آئے گا۔ وہ ایک ایسی انقلابی ایجاد ہے جس سے دنیا میں تہلکہ مچ جائے گا اور اگر ایکریمیا کو اس کا علم ہو گیا تو وہ پہلی فرصت میں ہی پروفیسر احسان فارانی کا ایجاد کردہ فارمولا اڑا لے گا اور اس کے سائنس دان اس فارمولے پر کام کر کے وہ انقلابی ایجاد کر لیں گے لیکن روسیاہ چاہتا ہے کہ ایکریمیا کے علم میں آنے سے پہلے ہم پروفیسر احسان فارانی کی نئی انقلابی ایجاد کا فارمولا اڑا لیں“...... چیف کرنل پاول نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ پرنسز ڈاریا اور بوگ ڈان حیرت بھری نظروں سے چیف کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”باس۔ پروفیسر احسان فارانی نے کیا انقلابی چیز ایجاد کی ہے“...... پرنسز ڈاریا نے پوچھا۔

”پروفیسر احسان فارانی نے بلٹ پروف سکن ایجاد کی ہے۔ ایسی بلٹ پروف سکن جس پر گولی اثر نہیں کر سکتی“...... چیف کرنل پاول نے کہا تو پرنسز ڈاریا اور بوگ ڈان ایک مرتبہ پھر چونک پڑے۔ ان کے چہروں پر حیرت بھرے تاثرات ابھر آئے۔

”بلٹ پروف سکن۔ اوہ۔ ویری سٹرینج۔ یہ تو واقعی انقلابی ایجاد ہے باس“...... بوگ ڈان نے کہا۔

”ہاں۔ اور اسی لئے روسیاہ چاہتا ہے کہ پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے بلٹ پروف سکن بنانے کا فارمولا اڑا لیا جائے

تاکہ ہم اس فارمولے کی مدد سے بلٹ پروف سکنز بنا کر اپنے فوجیوں کو دے سکیں تاکہ وہ دشمنوں کی گولیوں سے محفوظ رہیں“۔ چیف کرنل پاول نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”گویا ہم نے پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے بلٹ پروف سکن بنانے کا فارمولا اڑانا ہے“...... پرنسز ڈاریا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہم نے نہیں صرف تم نے“...... چیف کرنل پاول نے پرنسز ڈاریا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو پرنسز ڈاریا اور بوگ ڈان بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا مطلب باس۔ کیا اس مشن میں بوگ ڈان میرے ساتھ نہیں ہو گا“...... پرنسز ڈاریا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بوگ ڈان تمہارے ساتھ اس مشن میں ہو گا مگر صرف تمہاری نگرانی کی حد تک۔ مشن صرف تم نے مکمل کرنا ہے“...... چیف کرنل پاول نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب باس۔ میں سمجھی نہیں“...... پرنسز ڈاریا نے استفہامیہ لہجے میں پوچھا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک حیرت بھرے تاثرات ابھرے ہوئے تھے اور اسے چیف کرنل پاول کی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

”میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں کہ تم نے کس پلاننگ کے تحت پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے فارمولا اڑانا ہے۔ پروفیسر

احسان فارانی کی بیٹی شائلہ احسان پچھلے تین سال سے گریٹ لینڈ میں تعلیمی سلسلے میں مقیم ہے۔ یہ اس کا تیسرا سال ہے اور اگلے سال اسے ڈاکٹریٹ کی ڈگری مل جائے گی۔ شائلہ ہر سال ایگزامز سے فارغ ہونے کے بعد ایک ماہ کے لئے پاکیشیا جاتی ہے۔ اس سال بھی اس نے ایگزامز سے فری ہونے کے بعد پاکیشیا جانا ہے۔ اس کے ایگزامز دو روز قبل ہی ختم ہوئے ہیں اور اس نے کل رات پاکیشیا روانہ ہونا ہے۔ اس کی ٹکٹ بھی کنفرم ہو چکی ہے۔ میں نے چونکہ شائلہ احسان کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لی تھیں اس لئے میرے حکم پر ریڈ کراس گریٹ لینڈ کے ایجنٹ مائیک ٹیکر نے اسے اس کے فلیٹ سے کل رات ہی اغوا کر کے ڈارک روم میں پہنچا دیا ہے۔ چونکہ تمہارا قد اور تمہاری جسامت شائلہ احسان سے ملتی جلتی ہے اور تم آوازیں بدلنے میں بھی ماہر ہو اس لئے اس مشن کے لئے تمہارا انتخاب کیا گیا ہے۔ تم نے شائلہ احسان کے ٹکٹ پر اس کے میک اپ میں آج رات دس بجے بوگ ڈان کے ساتھ روانہ ہو جانا ہے۔ بوگ ڈان کا ٹکٹ بھی لے لیا گیا ہے اور اس کے کاغذات بھی مکمل ہیں لیکن اس سے پہلے تمہیں شائلہ احسان کی آواز سن کر پریکٹس کرنی ہے اور اس کے انداز و اطوار سیکھنے ہیں۔ پاکیشیائی ایئر پورٹ سے نکلنے سے پہلے ہی تم دونوں نے علیحدہ ہو جانا ہے۔ شائلہ احسان کو رسیو کرنے کے لئے ایئرپورٹ پر ان کا ڈرائیور موجود ہو گا۔ تم اس کے ساتھ پروفیسر

احسان فارانی کی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہو جاؤ گی۔ تم پروفیسر احسان فارانی کی بیٹی شائلہ احسان بن کر اس کی کوٹھی پر چلی جاؤ گی جبکہ بوگ ڈان تمہاری حفاظت کے لئے تمہارے قریب ہی موجود رہے گا تاکہ کسی گڑبڑ کی صورت میں یہ تمہیں وہاں سے نکال سکے۔ اس کے علاوہ تم دونوں سپیشل فون پر ایک دوسرے سے رابطہ رکھو گے۔ تم دونوں نے انتہائی ہوشیاری سے اور چوکنا ہو کر کام کرنا ہے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تم دونوں کے بارے میں ذرا سی بھی بھنک مل گئی تو پھر تم دونوں کبھی بھی پاکیشیا سے نہیں نکل سکو گے۔ باقی باتیں ایک فائل میں درج ہیں اور پروفیسر احسان فارانی کا فوٹو گراف بھی فائل میں موجود ہو گا جو میں تمہیں روانگی کے وقت دے دوں گا“...... چیف کرنل پاول نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو پرنسز ڈاریا اور بوگ ڈان کی آنکھوں میں حیرت ابھر آئی۔

”باس۔ یہ تو بہت ایزی مشن ہے۔ جس طرح آپ نے شاندار پلاننگ کی ہے مجھے تو اس میں ایک فیصد بھی ناکامی کا چانس نظر نہیں آ رہا ہے۔ کیوں بوگ ڈان“...... پرنسز ڈاریا نے پہلے چیف اور پھر بوگ ڈان سے مخاطب ہو کر کہا تو بوگ ڈان نے بھی اس کی بات کی تائید میں سر ہلا دیا اور چیف کرنل پاول کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔

”تم چونکہ پاکیشیا پہلی مرتبہ جا رہے ہو اس لئے تم اس مشن کو ایزی لے رہے ہو۔ مجھے تم دونوں کی صلاحیتوں پر ناز ہے اور مجھے

یقین ہے کہ تم اس مشن میں ہمیشہ کی طرح کامیاب رہو گے“۔

چیف کرنل پاول نے کہا تو دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”باس۔ روسیاہی حکومت کو پروفیسر احسان فارانی کے فارمولے کے بارے میں کیسے معلوم ہوا ہے“...... پرنسز ڈاریا نے پوچھا۔

”روسیاہی حکومت کو فارمولے کے بارے میں روسیاہ کے سینئر ترین سائنسدان پروفیسر میکسم نے بتایا ہے“...... چیف کرنل پاول نے کہا۔

”اوہ۔ کیا پروفیسر میکسم کی پاکیشائی سائنسدان پروفیسر احسان فارانی سے دوستی ہے“...... بوگ ڈان نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں۔ ان دونوں پروفیسروں میں کوئی دوستی نہیں ہے البتہ پروفیسر میکسم کی بیٹی باربرا اور پروفیسر احسان فارانی کی بیٹی کے درمیان فرینڈ شپ ہے اور باربرا نے ہی اپنے والد پروفیسر میکسم کو اس فارمولے کے بارے میں بتایا ہے جنہوں نے روسیاہی حکومت کو آگاہ کیا۔ شمائلہ احسان گریٹ لینڈ کی جس میڈیکل یونیورسٹی میں پڑھتی ہے وہاں پروفیسر میکسم کی بیٹی باربرا نے حال ہی میں ایڈمیشن لیا ہے اور اتفاق سے ہوسٹل میں اسے اس روم میں رہائش دی گئی ہے جس میں شمائلہ احسان بھی رہتی ہے۔ دونوں جلد ہی ایک دوسرے کی فرینڈ بن گئیں اور ایک دن شمائلہ احسان نے باربرا سے پوچھا کہ اس کے والد کیا کرتے ہیں تو باربرا نے بتایا کہ اس کے والد روسیاہ کے بہت بڑے سائنسدان ہیں تو شمائلہ احسان نے

بھی بتا دیا کہ اس کے والد بھی پاکیشیا کے سینئر سائنسدان ہیں۔ اس طرح باتوں باتوں میں ہی شمائلہ احسان نے باربرا کو بتا دیا کہ اس کے والد پروفیسر احسان فارانی اِن دنوں ایک انقلابی ایجاد یعنی بلٹ پروف سکن ایجاد کر رہے ہیں۔ بلٹ پروف سکن کا انہوں نے فارمولا ترتیب دے دیا ہے بس کچھ ہی عرصہ میں وہ بلٹ پروف سکن ایجاد کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے جس سے پاکیشیا کی فوج کو بے حد فائدہ ہو گا۔ چونکہ شمائلہ احسان پروفیسر احسان فارانی کی لاڈلی بیٹی ہے اس لئے پروفیسر احسان فارانی اسے اپنی ہر نئی ایجاد کے بارے میں بتاتے رہتے ہیں۔ بلٹ پروف سکن کے بارے میں سن کر باربرا حیران رہ گئی پھر موقع ملتے ہی اس نے اپنے والد پروفیسر میکسم سے اس بارے میں بات کی تو وہ بھی حیران رہ گئے کہ کیا ایسا ممکن ہے۔ کیا ایسی کوئی بلٹ پروف سکن بنائی جا سکتی ہے جس پر گولی اثر نہ کر سکتی ہو۔ پروفیسر میکسم کے پریذیڈنٹ صاحب سے بہت اچھے تعلقات ہیں چنانچہ انہوں نے اس سلسلے میں پریذیڈنٹ صاحب سے ڈسکس کی اور پھر یہ طے پایا کہ پروفیسر احسان فارانی کا بلٹ پروف سکن بنانے والا فارمولا ان کی لیبارٹری سے اڑا کر روسیاہ کی جنرل لیبارٹری میں پہنچایا جائے جہاں پروفیسر میکسم اس فارمولے سے بلٹ پروف سکن بنانے پر کام کریں گے۔ اگر ہم بلٹ پروف سکن بنانے میں کامیاب ہو گئے تو سمجھ لو کہ روسیاہ دنیا کی سپر پاور کنٹریز میں شامل

ہو جائے گا۔ یہی نہیں اس سے نہ صرف ہماری مسلح افواج کو فائدہ ہو گا بلکہ اس سے اعلیٰ شخصیات بھی دہشت گردوں کے حملوں سے محفوظ رہیں گی۔ پریذیڈنٹ صاحب نے مجھے اپنے آفس طلب کر کے اس مشن پر فوری کام کرنے کی ہدایت کی ہے اس لئے میں نے اس مشن کے بارے میں پوری پلاننگ کی ہے اور پھر میں نے پروفیسر احسان کی بیٹی شمائلہ احسان کو اغوا کرا لیا''...... چیف کرنل پاول نے مسکراتے ہوئے کہا تو پرنسز ڈاریا اور بوگ ڈان کے چہروں پر حیرت بھرے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔

''باس۔ آپ نے واقعی بہت زبردست پلاننگ کی ہے جس میں ایک فیصد بھی ناکامی کا چانس نہیں ہے''...... بوگ ڈان نے چیف کرنل پاول کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو کرنل پاول مسکرا دیا۔

''اب تم دونوں نے انتہائی برق رفتاری سے اس مشن کو مکمل کرنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی اور ملک کو اس فارمولے کی بھنک پڑ جائے اور وہ بھی اس کے حصول کے لئے میدان میں آ جائے۔ اس طرح ہمیں بہت مشکلات ہو جائیں گی۔ تم دونوں کے کاغذات تیار ہیں اور تم نے پہلے گریٹ لینڈ جانا ہے اور وہاں سے پاکیشیا روانہ ہونا ہے۔ ہمارا پاکیشیا میں بھی ایک سیکشن ہے جو وہاں بلیک ایگل کے نام سے کام کر رہا ہے۔ بلیک ایگل کے انچارج گوربا کو تمہارے بارے میں آگاہ کر دیا گیا ہے اگر تمہیں کسی مدد کی ضرورت ہوئی تو بلیک ایگل تمہاری پوری طرح سپورٹ کرے گا''...... چیف کرنل

پاول نے کہا۔

''اوکے باس۔ ہم آج ہی روانہ ہو جائیں گے''...... پرنسز ڈاریا نے کہا۔

''گڈ شو۔ اب تم ڈارک روم میں جا کر شمائلہ احسان سے باتیں کرو اور اس کی آواز سننے کے بعد اس کی آواز کی پریکٹس کرو اور پھر اس کا سپیشل میک اپ کر لو۔ تم دونوں نے دس بجے والی فلائٹ سے گریٹ لینڈ کے لئے روانہ ہو جانا ہے''...... چیف کرنل پاول نے کہا تو پرنسز ڈاریا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پرنسز ڈاریا اٹھ کر کمرے سے باہر چلی گئی جبکہ چیف کرنل پاول، بوگ ڈان سے مشن کے بارے میں باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا۔

بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر پڑے بلیک کلر کے سیل فون کی بیل مسلسل بج رہی تھی مگر جیف مارشل لحاف اوڑھے بیڈ پر گہری نیند سویا ہوا تھا۔ کمرے میں نائٹ بلب جل رہا تھا جس کی مدھم روشنی کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ جیف مارشل اتنی گہری نیند سو رہا تھا کہ سیل فون کی بیل مسلسل بجنے کے باوجود بھی اس کی آنکھ نہیں کھل رہی تھی۔ حالانکہ سیل فون کی بیل کی آواز بہت تیز تھی۔ بالآخر ایک منٹ تک بیل مسلسل بجتی رہی اور پھر سیل فون آف ہو گیا۔ سیل فون کو آف ہوئے چند سیکنڈ ہی گزرے تھے کہ ایک مرتبہ پھر سیل فون کی بیل بجنے لگی۔ اس مرتبہ بھی سیل فون کی بیل مسلسل بجتی رہی تو جیف مارشل کی آنکھ کھل گئی اور اس نے کسمساتے ہوئے لحاف سے ہاتھ نکال کر ٹیبل پر پڑا سیل فون اٹھا لیا اور مچی مچی آنکھوں سے سیل فون کی سکرین پر دیکھنے لگا۔ سکرین پر اس کے چیف باس کرنل بلیک کا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ سکرین پر چیف باس کرنل بلیک کا نمبر

دیکھ کر جیف مارشل بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے لحاف ایک طرف کیا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب اس کی آنکھیں مکمل کھل گئی تھیں۔ اس نے سیل فون کی سکرین پر وقت دیکھا تو اس وقت رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا۔

''رات کے ڈیڑھ بجے باس کیوں فون کر رہا ہے''...... جیف مارشل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے یس کا بٹن پریس کر کے سیل فون اپنے کان سے لگا لیا۔

''ہیلو''...... جیف مارشل نے کہا۔

''جیف مارشل۔ تم نے میرا فون دیر سے کیوں اٹینڈ کیا ہے''۔ دوسری طرف سے ایک تحکمانہ اور بھاری آواز سنائی دی۔

''سوری باس۔ میں گہری نیند سو رہا تھا''...... جیف مارشل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اتنی گہری نیند سو رہے تھے کہ سیل فون کی مسلسل بیل بجنے کی آواز پر بھی تمہاری آنکھ نہیں کھل رہی تھی''...... دوسری طرف سے اسی لہجے میں کہا گیا۔

''سوری باس۔ دراصل میں رات کو دیر سے آیا تھا اس لئے آنکھ نہیں کھل رہی تھی''...... جیف مارشل نے وجہ بتاتے ہوئے کہا۔

''بہرحال آئندہ ایسی نیند مت سویا کرو جس سے تمہیں جگانے پر بھی وقت ضائع ہو جائے۔ اب تم فوراً میرے آفس آ جاؤ۔ کتنی دیر تک پہنچ جاؤ گے''...... دوسری طرف سے کرنل بلیک کی آواز سنائی

دی تو چیف مارشل چونک پڑا۔

"باس۔ اس وقت۔ خیریت تو ہے نا"...... چیف مارشل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں آج رات ڈھائی بجے والی فلائٹ سے ایک اہم مشن پر پاکیشیا روانہ ہونا ہے۔ تم جلدی سے تیار ہو کر میرے آفس پہنچ جاؤ تاکہ میں تمہیں مشن کے بارے میں بریف کر سکوں۔ میں تمہارا ویٹ کر رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف مارشل کی حیرت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ چیف مارشل کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو چیف مارشل نے بھی سیل فون آف کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات ابھرے ہوئے تھے جیسے اسے چیف باس کرنل بلیک کا فون کرنا اچھا نہ لگا ہو۔

"ہونہہ۔ چیف باس صحیح طرح سے سونے بھی نہیں دیتا۔ جب دل چاہتا ہے فون کر کے بلا لیتا ہے کہ مشن پر روانہ ہونا ہے۔ ایسا کون سا مشن ہے جس کی وجہ سے رات ڈھائی بجے والی فلائٹ سے پاکیشیا روانہ ہونا پڑ رہا ہے"...... چیف مارشل نے برا سا منہ بناتے ہوئے خود کلامی کے انداز میں کہا۔

چیف مارشل ایکریمی سیکرٹ ایجنسی بلیک سنیک کا سپر ایجنٹ تھا۔ بلیک سنیک ایکریمیا کی ٹاپ ایجنسی تھی اس لئے زیادہ تر اسی ایجنسی کو ہی ترجیح دی جاتی تھی۔ چیف مارشل لمبا تڑنگا، سمارٹ اور کسرتی

جسم کا نوجوان تھا۔ اس کے بازوؤں کے مسلز ابھرے ہوئے تھے۔ بلیک سنیک ایکریمیا کی انتہائی فعال اور بہترین کارکردگی کی حامل سیکرٹ ایجنسی تھی۔ ویسے تو بلیک سنیک ایجنسی میں ایک سے بڑھ کر ایک سپر ایجنٹ تھا اور کارکردگی کے لحاظ سے بھی وہ ایک دوسرے سے کم نہیں تھے لیکن چیف مارشل کا شمار سپر ایجنٹوں کی فہرست میں پہلے نمبر پر تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ چیف مارشل انتہائی تیز طرار ہونے کے ساتھ ساتھ برق رفتاری سے اپنے ہدف پر کام کرتا تھا اور کم سے کم وقت میں اپنا مشن مکمل کر لیتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ نہ صرف بہترین شارپ شوٹر تھا بلکہ انتہائی ذہین و فطین ذہن کا مالک نوجوان تھا۔ وہ اپنے ہدف کے حصول کے لئے ایسی پلاننگ کرتا تھا کہ اس کی ناکامی کا ایک فیصد بھی چانس نہیں ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کرنل بلیک جو کہ بلیک سنیک کا چیف باس تھا، چیف مارشل کو سب پر فوقیت دیتا تھا اور اب بھی اس نے کسی مشن کے سلسلے میں اسے ترجیح دی تھی اور یہ بھی نہیں دیکھا تھا کہ چیف مارشل اس وقت آرام کر رہا ہوگا اس نے فوراً اسے اپنے آفس طلب کر لیا تھا۔

چیف مارشل کو اکیلے کام کرنا زیادہ اچھا لگتا تھا۔ وہ اپنے ساتھ کسی دوسرے ایجنٹ کو برداشت نہیں کرتا تھا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق کسی بھی مشن پر اکیلے ایجنٹ کے کام کرنے سے اس کی کارکردگی بہتر رہتی ہے اور اس کے ٹریس ہونے کا خطرہ بہت کم ہوتا ہے اس لئے چیف مارشل اپنے ہر مشن پر اکیلا ہی جاتا تھا۔ اس

کا صرف چیف کرنل بلیک سے ہی رابطہ ہوتا تھا۔

جیف مارشل چند لمحے بیڈ پر بیٹھا کچھ سوچتا رہا پھر وہ بیڈ سے اتر کر واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس وقت نائٹ ڈریس میں تھا مگر جب وہ پانچ منٹ کے بعد واش روم سے باہر نکلا تو وہ نائٹ ڈریس کی بجائے جینز کی پینٹ اور بلیک جیکٹ میں ملبوس تھا۔ اس نے بیڈ کی سائیڈ دراز کھول کر مشین پسٹل نکال کر اپنی جیکٹ کی جیب میں منتقل کیا اور پھر ٹیبل پر سے کار کی چابی اٹھائے وہ اپنے فلیٹ سے نکل کر سیڑھیاں اترتا ہوا پورچ میں آیا جہاں اس کی سلور کلر کی کار موجود تھی۔ جیف مارشل کا فلیٹ ایک رہائشی پلازے میں تھا جہاں سیکورٹی کا باقاعدہ سخت سسٹم تھا۔ اس پلازے میں آنے والے ہر فرد کی خصوصی چیکنگ کی جاتی تھی اور پلازے کے گیٹ پر بھی سکیننگ مشین نصب تھی۔ اس سکیننگ مشین کی یہ خاصیت تھی کہ اگر کوئی مشکوک کار اس گیٹ سے گزرتی تھی تو سکیننگ مشین کا ریڈ کلر کا بلب جل جاتا تھا اور سیٹی کی آواز پیدا ہوتی تھی جس سے سکیننگ مشین یہ ظاہر کرتی تھی کہ اس مشکوک کار میں کوئی ایسی خطرناک چیز موجود ہے جس سے پلازے کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے چنانچہ اس کار کو فوراً کور کر لیا جاتا تھا۔ جیف مارشل کو اس پلازہ کے فلیٹ میں رہتے ہوئے دو سال ہو گئے تھے مگر آج تک کوئی ایسا واقعہ رونما نہیں ہوا تھا۔

جیف مارشل اپنی کار میں سوار ہوا اور رہائشی پلازے سے نکل کر

ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک سنیک کا ہیڈکوارٹر ولنگٹن کے رہائشی مگر پوش علاقے میں تھا جہاں امراء کی کوٹھیاں تھیں۔ بلیک سنیک کا ہیڈکوارٹر بھی ایک وسیع و عریض کوٹھی میں تھا اور اس کوٹھی کی حفاظت کے لئے بیس سیکورٹی گارڈ متعین تھے۔ اس کے علاوہ بلیک سنیک کے ہیڈکوارٹر کی حفاظت کے لئے اس کوٹھی کے اردگرد اور سامنے والی کوٹھیاں بھی رینٹ پر لی ہوئی تھیں جہاں چوبیس گھنٹے گارڈ تعینات تھے۔

پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد جیف مارشل ہیڈکوارٹر پہنچ گیا اور جب وہ چیف باس کرنل بلیک کے بہترین ڈیکوریٹ کئے گئے آفس میں پہنچا تو چیف باس کرنل بلیک ٹہلنے میں مصروف تھا لیکن جیسے ہی مڑتے ہوئے اس کی نظر جیف مارشل پر پڑی تو وہ رک گیا۔ جیف مارشل نے دیکھا کہ کرنل بلیک کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی اور پریشانی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

”آؤ جیف مارشل۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ بیٹھو۔ میں تمہیں مشن کے بارے میں بریف کر سکوں کیونکہ تمہاری فلائٹ کی روانگی میں تقریباً آدھا گھنٹہ رہ گیا ہے“...... کرنل بلیک نے جیف مارشل کو کمرے کے وسط میں پڑی ٹیبل کے سامنے والے چیئر پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو جیف مارشل ایک چیئر پر بیٹھ گیا جبکہ کرنل بلیک اپنی مخصوص ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا۔

”باس۔ خیریت تو ہے۔ آپ کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر

مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ آپ بہت پریشان ہیں"...... جیف مارشل نے کرنل بلیک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جیف مارشل۔ تم پاکیشیا کے بارے میں جانتے ہو کہ پاکیشیا ایشیا کا ایک معروف ملک ہے خاص طور پر اسے اسلامی ممالک میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ پاکیشیا سائنسی ٹیکنالوجی میں بھی بہت ترقی کر رہا ہے اور اگر وہ یونہی ترقی کرتا رہا تو ایک دن ایسا آئے گا جب پاکیشیا سائنس ٹیکنالوجی میں ہمارا ہم پلہ ہو گا۔ پاکیشیا کے سائنسدان پروفیسر احسان فارانی کی پاکیشیا کے لئے بہت زیادہ خدمات ہیں۔ اس نے ایسی کارآمد چیزیں ایجاد کی ہیں کہ جن سے پاکیشیا نے بے پناہ ترقی کی ہے۔ ان دنوں بھی اس نے ایک فارمولا ایجاد کیا ہے ایسا فارمولا جس سے وہ بلٹ پروف کھال بنا سکتا ہے"...... کرنل بلیک نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ جیف مارشل خاموشی سے اس کی بات سن رہا تھا۔

"بلٹ پروف سکن۔ کیا مطلب۔ میں بلٹ پروف جیکٹ کے بارے میں تو جانتا ہوں مگر بلٹ پروف سکن کے بارے میں آپ کے منہ سے سن رہا ہوں۔ یہ کیسی سکن ہے"...... جیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب میں نے بھی بلٹ پروف سکن کے بارے میں سنا تھا تو میں بھی تمہاری طرح بے حد حیران ہوا تھا۔ مجھے جو معلومات ملی ہیں وہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ جس طرح بلٹ پروف جیکٹ پہننے سے

گولی اثر نہیں کرتی اسی طرح پروفیسر احسان فارانی نے ایسی بلٹ پروف سکن ایجاد کی ہے جس کے پہننے سے گولی اثر نہیں کرے گی۔ یعنی اس سکن کو سارے جسم پر پہنا جا سکتا ہے۔ پروفیسر احسان فارانی بلٹ پروف سکن اپنی فوج کے لئے تیار کر رہا ہے تاکہ اگر پاکیشیا کی کافرستان سے جنگ ہو تو پاکیشیائی فوجی دشمنوں کی گولیوں سے محفوظ رہ سکیں۔ اس فارمولے کا علم روسیاہ کی ایجنسی ریڈ کراس کو ہو گیا ہے۔ ریڈ کراس ایجنسی میں ہمارا ایک ایجنٹ گروم ہے جس نے مجھے یہ ساری تفصیل بتائی ہے۔ ریڈ کراس ایجنسی کو اس فارمولے کے بارے میں علم پروفیسر احسان فارانی کی بیٹی شائلہ احسان کے ذریعے ہوا ہے کیونکہ شائلہ احسان گریٹ لینڈ میں میڈیکل کالج میں پڑھتی ہے اور اس کے ساتھ روسیاہی سائنسدان پروفیسر میکسم کی بیٹی باربرا بھی پڑھتی ہے۔ دونوں فرینڈز ہیں اور شائلہ احسان نے ایک دن باتوں کے دوران باربرا کو بتایا کہ اس کے والد پاکیشیا کے سینئر ترین سائنسدان ہیں اور وہ ان دنوں بلٹ پروف سکن بنانے کے فارمولے پر کام کر رہے ہیں۔ باربرا نے یہ بات اپنے والد پروفیسر میکسم کو بتا دی۔ پروفیسر میکسم نے اس فارمولے کے بارے میں روسیاہی پریذیڈنٹ کو بتایا تو وہ بھی حیران رہ گئے تاہم انہوں نے فیصلہ کیا کہ انہیں یہ فارمولا حاصل کرنا چاہئے تاکہ وہ روسیاہی سائنسدان بلٹ پروف سکن خود تیار کر سکیں چنانچہ انہوں نے ریڈ کراس ایجنسی کو فارمولا پاکیشیائی سائنسدان

پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے اڑانے کا ٹاسک دیا ہے۔ ریڈ کراس ایجنسی کے چیف کرنل پاول نے انتہائی ذہانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے گریٹ لینڈ سے پروفیسر احسان فارانی کی بیٹی کو اغوا کر لیا اور اس کے میک اپ میں اپنی سپر لیڈی ایجنٹ پرنسز ڈاریا کو سپر ایجنٹ بوگ ڈان کے ساتھ پاکیشیا روانہ کر دیا ہے۔ مجھے جب میرے ایجنٹ گروم نے ریڈ کراس کے اس منصوبے کی اطلاع دی تو میں نے فوری طور پر پریذیڈنٹ سے بات کی تو پریذیڈنٹ صاحب نے مجھے آرڈر کیا ہے کہ میں اپنا کوئی سپر ایجنٹ پاکیشیا روانہ کر دوں تاکہ روسیاہ سے پہلے پروفیسر احسان فارانی کا بلٹ پروف سکن بنانے کا فارمولا ہم حاصل کر سکیں اس لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے کیونکہ اس مشن کے لئے ٹاپ سپر ایجنٹ کی ہی ضرورت ہے جو انتہائی تیز رفتاری سے کام کر سکے اور تم میں یہ صلاحیت ہے کہ تم انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس مشن کے دوران تمہارا ٹکراؤ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہو سکتا ہے۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جانتے ہی ہو کہ یہ سیکرٹ سروس دنیا کی انتہائی فعال اور خطرناک سیکرٹ سروس ہے خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ علی عمران جو انتہائی ذہین اور دنیا کا خطرناک ایجنٹ ہے۔ اگر اسے ذرا سی بھی بھنک مل گئی تو معاملہ خراب ہو جائے گا۔ عمران وہ ایجنٹ ہے جسے آج تک کوئی بھی ہلاک نہیں کر سکا۔ اگر تمہارا ٹکراؤ علی عمران سے ہو جائے تو تم

نے وقت ضائع کئے بغیر اسے گولیوں سے اڑا دینا ہے لیکن پروفیسر احسان فارانی کا فارمولا تم نے ہر حالت میں حاصل کرنا ہے چاہے تمہیں پاکیشیا میں خون کی ندیاں بھی بہانی پڑ جائیں''...... کرنل بلیک نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ جیف مارشل خاموشی سے کرنل بلیک کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت بھرے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

''باس۔ اگر میرے پاکیشیا پہنچنے سے پہلے ہی روسیاہ کی لیڈی ایجنٹ پرنسز ڈاریا، پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے فارمولا لے اڑی تو''...... جیف مارشل نے اپنا فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

''وہ اتنی جلدی پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے فارمولا نہیں اڑا سکے گی۔ تم صبح تک پاکیشیا پہنچ جاؤ گے اور اس سے پہلے ہی پروفیسر احسان فارانی سے فارمولا حاصل کر سکتے ہو۔ تمہاری روانگی کے کاغذات تیار ہیں اور تم چارٹرڈ طیارے سے پاکیشیا جاؤ گے۔ بالفرض محال اگر پرنسز ڈاریا نے پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے فارمولا اڑا لیا تو پھر تمہارا ہدف پرنسز ڈاریا ہو گی اور تم نے اس سے ہر صورت فارمولا حاصل کرنا ہے۔ پاکیشیا میں ہمارا ایک گروپ موجود ہے۔ اگر تم چاہو تو اس گروپ سے بھی ہیلپ لے سکتے ہو''...... کرنل بلیک نے کہا تو جیف مارشل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"نو باس۔ آپ جانتے ہیں کہ میں اکیلا ہی کام کرنا پسند کرتا ہوں اس لئے مجھے کسی گروپ کی ہیلپ کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو فارمولا چاہئے۔ وہ آپ کو مل جائے گا۔ اگر آپ کے پاس علی عمران، پرنسز ڈاریا اور بوگ ڈان کے فوٹو گراف ہیں تو مجھے دیں۔ میں ان کی شکلیں دیکھنا چاہتا ہوں تا کہ مجھے ورک کرنے میں آسانی ہو"...... جیف مارشل نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے کرنل بلیک کی بات ناگوار گزری ہو۔

"ہاں۔ میرے پاس تینوں کے فوٹو گراف موجود ہیں۔ میں تمہیں دیتا ہوں"...... کرنل بلیک نے کہا اور پھر اس نے ٹیبل کی دراز کھول کر ایک فائل نکال کر جیف مارشل کے سامنے رکھ دی۔

"اس فائل میں پاکیشائی ایجنٹوں اور روسیاہی ایجنٹوں کے فوٹو گراف ہیں مگر میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ پرنسز ڈاریا اور بوگ ڈان ماسک میک اپ کرنے میں بہت ماہر ہیں اور ہوسکتا ہے کہ بوگ ڈان بھی مقامی میک اپ میں ہو بہرحال اب یہ تمہاری ذہانت پر منحصر ہے کہ تم نے پرنسز ڈاریا سے پہلے کیسے فارمولا حاصل کرنا ہے"...... کرنل بلیک نے کہا تو جیف مارشل نے ابات میں سر ہلاتے ہوئے فائل اٹھا کر کھولی اور اس میں موجود فوٹو گراف دیکھنے لگا۔

جیف مارشل چند لمحوں تک فائل میں موجود پاکیشائی اور روسیاہی ایجنٹوں کے فوٹو گراف دیکھتا رہا پھر اس نے فائل بند کر کے کرنل

بلیک کے آگے رکھ دی۔

"باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کو فارمولا مل جائے گا لیکن مجھے پروفیسر احسان فارانی کی رہائش گاہ کا ایڈریس اور پروفیسر احسان فارانی، اس کی بیٹی اور مسز کے بھی فوٹو گراف دکھا دیں۔ تا کہ میں اپنے انداز میں پلاننگ کر سکوں"...... جیف مارشل نے پراعتماد لہجے میں کہا تو کرنل بلیک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے ایک مرتبہ پھر ٹیبل کی دراز کھول کر ایک گرین کلر کی فائل نکالی اور جیف مارشل کے آگے رکھ دی جسے جیف مارشل نے اٹھایا اور کھول کر اس میں پروفیسر احسان فارانی، شمائلہ احسان اور مسز احسان فارانی کے فوٹو گراف دیکھنے لگا۔ اس فائل میں پروفیسر احسان فارانی کی رہائش گاہ کا ایڈریس بھی دیا گیا تھا جسے جیف مارشل نے ذہن نشین کر لیا۔ اس کے بعد اس نے فائل بند کر کے ٹیبل پر رکھ دی۔

"تمہارے کاغذات تیار ہیں اور تمہاری روانگی میں پچیس منٹ رہ گئے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ اب تم ائیر پورٹ کی طرف روانہ ہو جاؤ"...... کرنل بلیک نے کہا اور پھر اس نے اپنی کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا لفافہ نکال کر جیف مارشل کی طرف بڑھا دیا جسے جیف مارشل نے لے کر جیب میں رکھ لیا۔

"او کے باس۔ میں ائیر پورٹ جا رہا ہوں"...... جیف مارشل

نے ریسٹ واچ پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک۔ مجھے یقین ہے کہ تم ہمیشہ کی طرح کامیاب لوٹو گے''...... کرنل بلیک نے کہا اور جیف مارشل نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا پھر اس نے کرنل بلیک سے مصافحہ کیا اور پھر مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اِن دنوں سلیمان اپنے گاؤں گیا ہوا تھا اور عمران کو اپنے سارے کام خود ہی کرنے پڑ رہے تھے۔ صبح کا ناشتہ تو وہ خود بنا لیتا تھا البتہ ڈنر اور لنچ وہ ہوٹلوں میں ہی کر لیتا تھا۔ سلیمان کو گاؤں گئے ہوئے چار دن ہو گئے۔ وہ عمران سے ایک ہفتے کی چھٹی لے کر گیا تھا کیونکہ اس کے بھانجے کی شادی تھی۔

صبح کے سات بج رہے تھے اور عمران کچن میں ناشتہ بنانے میں مصروف تھا۔ اس نے ٹوسٹر میں توس بنا لئے تھے اب انڈے کا آملیٹ بنا رہا تھا۔ چونکہ گرمیوں کا موسم تھا اس لئے عمران پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔ عمران ناشتہ بنانے کے ساتھ ساتھ سوچ رہا تھا کہ واقعی سلیمان کی ہمت ہے جس نے کچن سنبھالا ہوا ہے اور اس قدر سخت گرمی میں بھی وہ عمران کی خدمت کرتا رہتا ہے۔ عمران اگر آدھی رات کو بھی فلیٹ پر آتا تھا اور اسے چائے کی طلب ہوتی تھی تو اس وقت بھی سلیمان اپنی نیند کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے

چائے بنا دیتا تھا۔

''آغا سلیمان پاشا۔ آج تم مجھے بہت یاد آ رہے ہو۔ تمہاری ہمت ہے کہ تم سارا سارا دن کچن میں پھنسے رہتے ہو۔ میرا تو دم گھٹنے لگا ہے۔ آج کے دور میں اچھے باورچی خوش نصیبوں کو ہی ملتے ہیں''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے انڈے کا آملیٹ بنا کر پلیٹ میں ڈالا اور پھر وہ ٹرے اٹھائے سٹنگ روم میں آ گیا اور صوفے پر بیٹھ کر ناشتہ کرنے لگا۔ ناشتہ کرنے اور چائے پینے کے بعد عمران نے آج کا نیوز پیپر اٹھایا اور شہ سرخیاں دیکھنے لگا۔

اسی لمحے ڈور بیل بج اٹھی تو عمران چونک پڑا۔

''لگتا ہے سلیمان آ گیا ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا پھر اس نے نیوز پیپر سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور صوفے سے اتر کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو باہر جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل کھڑے تھے۔ ان تینوں نے باری باری عمران کو سلام کیا۔

''یہ تم ہو۔ میں سمجھا تھا کہ شاید سلیمان آ گیا ہے۔ آؤ''۔ عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر ایک سائیڈ پر ہو گیا تو جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل اندر داخل ہو گئے۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ چاروں سٹنگ روم میں آ کر صوفوں پر بیٹھ گئے۔

''عمران صاحب۔ سلیمان کہیں گیا ہوا ہے''...... کیپٹن شکیل نے عمران سے پوچھا۔

''ہاں۔ سلیمان ایک ہفتے کی چھٹی لے کر اپنے گاؤں گیا ہوا ہے۔ اس کے بھانجے کی شادی ہے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''پھر ناشتہ اور کھانا کون بنا کر دیتا ہے تمہیں''...... جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

''ناشتہ تو میں خود ہی بناتا ہوں مگر ڈنر اور لنچ کے لئے ہوٹل جانا پڑتا ہے۔ اس مہنگائی کے دور میں ہوٹل کا کھانا بھی بہت مہنگا پڑتا ہے۔ خدا کی پناہ، ہوٹل والوں نے از خود ریٹ بڑھا دیئے ہیں مگر انہیں پوچھنے والا ہی کوئی نہیں ہے''...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جب تک سلیمان نہیں آ جاتا تو تم ناشتہ کرنے میرے فلیٹ پر آ جایا کرو''...... جولیا نے کہا۔

''کیا کہا۔ تمہارے فلیٹ پر۔ اگر تنویر کو معلوم ہو گیا کہ میں روز ناشتہ تمہارے فلیٹ پر اور تمہارے ہاتھ کا بنا ہوا کرتا ہوں تو اس نے مجھے گولی مار دینی ہے۔ نا بابا نا۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی''...... عمران نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو جولیا نے منہ بنا لیا جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل مسکرا دیئے۔

''عمران صاحب۔ آپ تنویر سے بہت ڈرتے ہیں''...... صفدر نے مسکرا کر کہا۔

''رقیب سے ڈرنا ہی پڑتا ہے کیونکہ کب اس کا دماغ الٹ

جائے پتہ ہی نہیں چلتا اور بے چارہ عاشق اس کے ہاتھوں بے گناہ مارا جاتا ہے''...... عمران نے بے بسی سے کہا تو کیپٹن شکیل اور صفدر مسکرا دیئے۔

''اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔ آج میری سالگرہ ہے اور میں تمہیں اپنی سالگرہ میں انوائٹ کرنے آئی ہوں''...... جولیا نے مداخلت کرتے ہوئے کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''آج تمہاری سالگرہ ہے۔ واہ۔ آج تو بہت اچھا کھانا ملے گا۔ کافی دن ہو گئے ہیں اچھا کھانا کھائے ہوئے۔ جب سے سلیمان گاؤں گیا ہے ہوٹل کے کھانے کھا کھا کر تو میرے منہ کا ذائقہ ہی خراب ہو گیا ہے۔ ویسے تم کون سی سالگرہ منا رہی ہو۔ میرا مطلب ہے سولہویں، اٹھارویں یا چوبیسویں''...... عمران نے چٹخارہ لے کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''میری آج ستائیسویں سالگرہ ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عمران چونک کر جولیا کی طرف دیکھنے لگا۔

''ستائیسویں۔ ہوں۔ صفدر۔ جولیا دنیا کی پہلی لڑکی ہے جس نے اپنی عمر درست بتائی ہے ورنہ پاکیشیائی عورتیں اپنی عمر یوں چھپاتی ہیں جیسے انہیں خطرہ ہو کہ کوئی ان کی عمر چوری کر لے گا۔ ہر عورت کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ دوسری عورت سے کم عمر دکھائی دے اور اس کے لئے تو وہ ہر جتن کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ مہنگی کریمیں، مہنگے سکن لوشنز تک استعمال کرتی ہیں۔ ویسے ہماری فلم

انڈسٹری کی اداکاراؤں ہی کو دیکھ لو۔ ہر اداکارہ ہر سال اپنی سولہویں یا اٹھارویں سالگرہ مناتی ہے چاہے وہ چالیس سال ہی کی کیوں نہ ہو۔ یعنی بوڑھی گھوڑی لال لگام والی بات ہو گئی''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تو رکنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی۔

''اف۔ تمہاری زبان تو قینچی سے بھی زیادہ تیز چلتی ہے جو رکنے کا نام ہی نہیں لیتی''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میری زبان اب تو چل رہی ہے مگر شادی کے بعد نہیں چلے گی کیونکہ شادی کے بعد شوہر بے چارہ تو گونگا ہو جاتا ہے اور ساری زندگی بیوی کے اشاروں پر دما دم مست ناچتا رہتا ہے۔ کیوں صفدر، میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پہلے جولیا اور پھر صفدر کی طرف دیکھ کر کہا۔

''سوری۔ میری شادی نہیں ہوئی اور نہ ہی مجھے ایسا کوئی تجربہ ہے''...... صفدر نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

''کوئی بات نہیں۔ جب تمہاری شادی ہو جائے گی تو پھر تمہیں میری باتیں سچ لگیں گی''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ تم خاموش ہوتے ہو یا میں سینڈل اتاروں''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران بوکھلا گیا۔

''جولیا۔ سینڈل ہمیشہ پاؤں میں ہی اچھے لگتے ہیں اس لئے انہیں نہ اتارنا ورنہ مجھے صوفے کے پیچھے چھپنا پڑے گا''...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ آپ سے باتوں میں جیتنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اچھا خیر چھوڑو۔ باتیں تو ہوتی رہیں گی۔ جولیا، تم یہ بتاؤ کہ کھانے میں کیا ہو گا"...... عمران نے سے پوچھا۔

"میں بریانی پکاؤں گی"...... جولیا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے بریانی بہت پسند ہے اور ویسے بھی تمہارے ہاتھ کی پکی ہوئی بریانی تو بہت ہی مزے دار ہو گی۔ اور کس کس کو انوائٹ کیا ہے تم نے"...... عمران نے کہا۔

"تمام ممبرز کو انوائٹ کیا ہے لیکن میں چاہتی ہوں کہ میری سالگرہ تقریب میں چیف بھی شرکت کرے تو مجھے بے حد خوشی ہو گی۔ ہم تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ تم چیف سے ریکوئسٹ کرو کہ وہ میری سالگرہ پارٹی میں شرکت کریں"...... جولیا نے کہا۔

"لو۔ سالگرہ تمہاری ہے اور اس چوہے کو انوائٹ میں کروں۔ نا بابا نا۔ تم سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے اور تم ہی اسے انوائٹ کرو شاید وہ تمہاری بات مان جائے"...... عمران نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو جولیا سوچ میں پڑ گئی۔

"عمران صاحب۔ چیف آپ کی بات سنتے بھی ہیں اور مانتے بھی ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ چیف آپ کی ریکوئسٹ مان کر مس جولیا کی سالگرہ پارٹی میں شرکت پر راضی ہو جائیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن میرا خیال ہے کہ چیف میری بات نہیں مانے گا۔ بہرحال میں اسے فون کر کے جولیا کی ریکوئسٹ فارورڈ کر دیتا ہوں"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز پر پڑے ٹیلی فون کو اپنی طرف کھسکایا اور دانش منزل کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ایکسٹو"...... جیسے ہی رابطہ قائم ہوا تو دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص اور سرد آواز سنائی دی۔

"چیف۔ میں حقیر فقیر، تو بندہ نادان۔ اوہ سوری۔ میں بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے باقاعدہ ڈگریاں دوہراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ یہ تم نے کیا حقیر فقیر کی رٹ لگا رکھی ہے۔ جس مقصد کے لئے فون کیا ہے وہ بتاؤ"...... ایکسٹو نے عمران کی بات کاٹ کر تحکمانہ لہجے میں کہا تو عمران نے گھبرائے ہوئے انداز سے رسیور کان سے ہٹا کر اسے یوں دیکھا جیسے وہ رسیور میں ایکسٹو کا چہرہ دیکھ رہا ہو۔

"سس۔ سس۔ سوری جناب۔ مم۔ مجھے تو آپ سے کوئی کام نہیں ہے میں نے تو جولیا کی ریکوئسٹ پر آپ کو فون کیا ہے"۔ عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جولیا کی ریکوئسٹ پر۔ کیا مطلب"...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”چیف۔ جولیا نے مجھ سے ریکوئسٹ کی ہے کہ میں آپ کو ریکوئسٹ کروں کہ آپ آج شام کو اس کی سالگرہ پارٹی میں شرکت کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ اس بہانے تمام ممبرز کو آپ کی قل خوانی کا شرف۔ اوہ سوری آپ کے دیدار کا شرف بھی حاصل ہو جائے گا“...... عمران نے کہا۔

”یو شٹ اپ۔ جولیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے اور ڈپٹی چیف کی حیثیت سے وہ مجھے فون کر سکتی تھی۔ تم اسے فون دو“۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے غراتے ہوئے کہا تو عمران نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے رسیور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

”وہ۔ وہ یو شٹ اپ تم سے بات کرنا چاہتا ہے“...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو جولیا نے گھبرائے ہوئے انداز سے رسیور عمران سے لے لیا۔

”السلام علیکم چیف“...... جولیا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”وعلیکم السلام۔ جولیا، عمران سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے جبکہ تم سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو اور ڈپٹی چیف ہونے کے ناطے تمہیں ڈائریکٹ مجھ سے بات کرنی چاہئے تھی“...... ایکسٹو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سس۔ سس۔ سوری سر۔ وہ۔ وہ۔ دراصل“...... گھبراہٹ کی وجہ سے جولیا کے منہ سے آواز نہ نکل رہی تھی۔

”آئندہ احتیاط کرنا۔ باقی رہی تمہاری سالگرہ پارٹی میں شرکت

کی تو میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تمہاری سالگرہ پارٹی میں شرکت کر سکوں۔ چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس ان دنوں کوئی کیس نہیں ہے اس لئے تم پارٹی منعقد کر سکتی ہو“...... ایکسٹو نے اسی لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی لائن آف ہو گئی تو جولیا نے بجھے بجھے انداز میں رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چونکہ فون کا لاؤڈر آن تھا اس لئے وہ تینوں ایکسٹو کی گفتگو سن رہے تھے۔

”میرا خیال ہے وہ چوہا انسان نہیں ہے یا اس کے سینے میں دل نہیں پتھر ہے جو وہ کسی کی خوشی میں شریک نہیں ہوتا۔ چھوڑو جولیا، اگر ایکسٹو تمہاری سالگرہ میں شریک نہیں ہو رہا تو کیا ہوا میں تو شریک ہو رہا ہوں نا“...... عمران نے کہا۔

”چلیں۔ ابھی انتظامات بھی کرنے ہیں“...... جولیا نے عمران کی بات کا کوئی جواب دینے کی بجائے صفدر اور کیپٹن شکیل کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”ہاں چلیں“...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”ارے جولیا۔ جانے سے پہلے یہ تو بتا دو کہ تمہاری سالگرہ کتنے بجے ہے“...... عمران نے بھی کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

”رات نو بجے“...... جولیا نے مختصراً جواب دیا اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی تو صفدر اور کیپٹن شکیل بھی عمران کو سلام کر کے اس کے پیچھے چل دیئے۔

پروفیسر احسان فارانی کا شمار پاکیشیا کے سینیئر ترین سائنسدانوں میں ہوتا تھا۔ وہ پاکیشیا کے مایہ ناز سائنسدان سر داور کے شاگرد تھے اور انہوں نے سر داور کی سرکردگی میں بہت سی انقلابی چیزیں ایجاد کی تھیں جن سے پاکیشیا کی معیشت کو بہت فائدہ ہوا تھا۔

پروفیسر احسان فارانی کی رہائش گاہ بہار کالونی میں تھی۔ بہار کالونی کی چاروں طرف اونچی اونچی دیواریں تھیں جن پر لوہے کی خاردار تاروں کی باڑیں لگی ہوئی تھیں۔ پروفیسر احسان فارانی کی رہائش گاہ پر حکومت کی طرف سے دیئے گئے چار گارڈ ڈیوٹی دیتے تھے جو ہر وقت چاق و چوبند رہتے تھے۔ انہوں نے اپنی رہائش گاہ کے تہہ خانے میں لیبارٹری بنائی ہوئی تھی جہاں وہ نت نئے تجربات کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ پروفیسر احسان فارانی کو حکومت کی طرف سے تنخواہ ملتی تھی اس کے علاوہ انہیں ٹیلی فون، بجلی اور گیس کی بھی مفت سہولت تھی۔

پروفیسر احسان فارانی کی ایک ہی بیٹی تھی جس کا نام شمائلہ تھا اور وہ گریٹ لینڈ میں میڈیکل کی سٹوڈنٹ تھی۔ اس کی عمر بائیس سال کے لگ بھگ تھی۔ وہ بہت خوبصورت اور جاذب نظر تھی۔ اسے ڈاکٹر بننے میں صرف ایک سال کا عرصہ رہ گیا تھا۔ شمائلہ احسان ہر سال سالانہ ایگزامز کے بعد ایک ماہ کی چھٹیوں پر پاکیشیا آتی تھی۔

پرنسز ڈاریا اور بوگ ڈان کے چارٹرڈ طیارے نے پاکیشیائی دارلحکومت کے ائیرپورٹ پر لینڈ کیا تو اس وقت صبح کے چھ بج رہے تھے۔ پرنسز ڈاریا نے شمائلہ احسان کا میک اپ کیا ہوا تھا جبکہ بوگ ڈان نے بھی ماسک میک اپ کے ذریعے خود کو مقامی فرد بنایا ہوا تھا۔ چیف نے اسے بتایا تھا کہ شمائلہ احسان مشرقی لڑکی ہے اور وہ مشرقی لباس پسند کرتی ہے اس لئے وہ بھی مشرقی لباس میں ملبوس ہو کر جائے۔ اس وقت پرنسز ڈاریا پنک کلر کے شلوار قمیض میں ملبوس تھی اور اس لباس میں وہ بے حد خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔

ائیرپورٹ پر ضروری کارروائی کے بعد ائیرپورٹ کی عمارت سے باہر آتے ہی بوگ ڈان ایک طرف موجود ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گیا تھا جبکہ پرنسز ڈاریا وہیل بیگ گھسیٹتے ہوئے ویٹنگ روم کی طرف بڑھ گئی جہاں پروفیسر احسان فارانی کا ذاتی ڈرائیور موجود تھا۔ ویٹنگ روم میں داخل ہو کر اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں

تو اسے ایک کونے میں ڈرائیور بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔ چونکہ پرنسز ڈاریا نے طیارے میں ہی ڈرائیور کا فوٹو گراف دیکھ لیا تھا اس لئے اسے ڈرائیور کو پہچاننے میں ذرا بھی دقت نہ ہوئی تھی۔ ڈرائیور کا نام فاروق اسلم تھا اور اس کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ تھی۔ فاروق اسلم نے باقاعدہ ڈرائیوروں والی وردی پہنی ہوئی تھی اور اس کے سر پر کیپ تھی۔ اس نے بھی جب پرنسز ڈاریا کو دیکھا تو وہ کھڑا ہوا اور تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

روسیاہی دارالحکومت سے روانگی کے وقت چیف کرنل پاول نے پرنسز ڈاریا کو ایک فائل دی تھی جس میں پروفیسر احسان فارانی، اس کی بیوی اور ڈرائیور کے فوٹو گراف کے علاوہ ان کے بارے میں تفصیل بھی درج تھی۔ جس کے مطابق شمائلہ احسان، پروفیسر احسان فارانی کی اکلوتی بیٹی تھی اور وہ اپنے والد پروفیسر احسان فارانی کو ڈیڈ جبکہ ماں کو مام کہتی تھی۔ ڈرائیور کے بارے میں یہ لکھا تھا کہ وہ شادی شدہ ہے اور اس کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ بیٹیاں بڑی اور بیٹا چھوٹا تھا۔ پرنسز ڈاریا کے پاس ضروری سائنسی آلات بھی تھے جن کی اسے ضرورت پڑ سکتی تھی۔

''سلام شمائلہ بی بی''...... فاروق اسلم نے پرنسز ڈاریا کے قریب پہنچ کر اسے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا جبکہ پرنسز ڈاریا نے صرف سر کو ہلکی سی جنبش دے کر اس کے سلام کا جواب دیا۔

''کیسے ہو فاروق۔ بیوی بچے کیسے ہیں''...... پرنسز ڈاریا نے

شمائلہ احسان کی آواز میں ڈرائیور فاروق اسلم سے مخاطب ہو کر کہا۔ چونکہ اس نے شمائلہ اسلم کی آواز کی مکمل پریکٹس کی تھی اس لئے ایسا محسوس ہی نہیں ہوتا تھا کہ وہ شمائلہ احسان کی بجائے پرنسز ڈاریا ہے۔

''خدا کا شکر ہے شمائلہ بی بی۔ سب ٹھیک ٹھاک ہیں۔ میری بڑی بیٹی تو آپ کو بہت یاد کرتی ہے''...... فاروق اسلم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں بھی اسے بہت یاد کرتی ہوں۔ چلیں''...... پرنسز ڈاریا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈرائیور فاروق اسلم نے پرنسز ڈاریا سے وہیل بیگ لیا اور پھر وہ ویٹنگ روم سے نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھ گئے جہاں ایک براؤن کلر کی کار موجود تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد پرنسز ڈاریا، ڈرائیور فاروق اسلم کے ساتھ کار میں بیٹھی پروفیسر احسان فارانی کی رہائش کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ چونکہ صبح کا وقت تھا اس لئے کچھ لوگ اسے سڑکوں پر واک کرتے ہوئے دکھائی دیئے جن میں مرد، خواتین اور بچے شامل تھے۔ پرنسز ڈاریا دلچسپی سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد فاروق اسلم نے کار بہار کالونی کی ایک کوٹھی کے سامنے روک دی اور اس نے دو بار ہارن دیا۔ پرنسز ڈاریا کوٹھی کا جائزہ لینے لگی۔ کوٹھی دو منزلہ تھی اور باہر سے بہت خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے گیٹ کا کلر بلیک تھا۔ چند لمحوں کے بعد گیٹ کھلا

اور ایک ملازم لڑکے کی شکل دکھائی دی۔ اس نے جیسے ہی گیٹ پورا کھولا تو فاروق اسلم نے کار آگے بڑھا دی اور پورچ میں لے جا کر روک دی جہاں پروفیسر احسان فارانی اور ان کی بیگم موجود تھے۔ ان کے چہروں پر مسرت بھرے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

پرنسز ڈاریا کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔

''السلام علیکم''...... پرنسز ڈاریا نے پروفیسر احسان فارانی اور ان کی بیگم کو سلام کرتے ہوئے اور ان کی طرف والہانہ انداز میں بڑھتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم السلام۔ شمائلہ بیٹی۔ کیسی ہو''...... پروفیسر احسان فارانی کی بیوی نے پرنسز ڈاریا کو گلے سے لگاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے پیار کرنے لگیں۔

''مام۔ آئی ایم فائن۔ ڈیڈ، آپ کیسے ہیں''...... پرنسز ڈاریا نے مسز احسان فارانی سے علیحدہ ہو کر پروفیسر احسان فارانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''بیٹی۔ میں بھی ٹھیک ہوں۔ تمہارے ایگزام کیسے ہوئے ہیں''۔ پروفیسر احسان فارانی نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''ڈیڈ۔ ایگزام تو بہت اچھے ہوئے ہیں اور آپ دیکھنا میں اگلے سال جب یہاں آؤں گی تو مکمل ڈاکٹر بن کر آؤں گی''...... پرنسز ڈاریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھی

کہ پروفیسر احسان فارانی کو اس پر کسی قسم کا شبہ نہیں ہوا تھا اور اس نے اسے اپنی بیٹی شمائلہ احسان ہی سمجھا تھا۔

''انشاء اللہ۔ اللہ تمہیں کامیابی دے''...... پروفیسر احسان فارانی نے خوش ہوتے ہوئے اسے دعا دی۔

''اب آپ ساری باتیں یہیں پورچ میں کھڑے ہو کر کریں گے یا بیٹی کو اندر بھی آنے دیں گے۔ ساری رات جہاز کے سفر میں تھک گئی ہو گی''...... پروفیسر احسان فارانی کی مسز نے ان سے کہا تو وہ ہنس پڑے۔

''اوہ نو مام۔ میں تھکی ہوئی نہیں ہوں۔ آئی ایم فریش''۔ پرنسز ڈاریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں بیٹا۔ تھکاوٹ تمہارے چہرے سے عیاں ہے۔ پہلے تم فریش ہو جاؤ پھر سب ناشتہ کرتے ہیں''...... مسز احسان فارانی نے کہا اور پرنسز ڈاریا اثبات میں سر ہلاتی ہوئی پروفیسر احسان فارانی اور ان کی مسز کے ساتھ سٹنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ پرنسز ڈاریا تو واش روم میں فریش ہونے چلی گئی جبکہ پروفیسر احسان فارانی کی مسز نے گھریلو ملازمہ کو ناشتہ بنانے کا کہہ دیا۔

آدھے گھنٹے کے بعد وہ سب ڈائننگ روم میں ناشتے کی میز کے گرد بیٹھے ہوئے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔ پرنسز ڈاریا پروفیسر احسان فارانی کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی جبکہ ان کی مسز سامنے والی کرسی پر بیٹھی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد پرنسز ڈاریا

نے ناشتہ کرلیا اور چائے پینے لگی۔

"شائلہ۔ کیا تم نے ناشتہ کرلیا ہے"...... مسز احسان فارانی نے حیرت بھری نگاہوں سے پرنسز ڈاریا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یس مام۔ میں نے ناشتہ کرلیا ہے"...... پرنسز ڈاریا نے کہا۔

"دو توس کھانے سے تمہارا کیا خاک پیٹ بھرا ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ تم گریٹ لینڈ میں بھی ٹھیک سے ناشتہ نہیں کرتی اسی لئے دبلی ہوتی جا رہی ہو۔ اور توس لو"...... مسز احسان فارانی نے کہا تو پرنسز ڈاریا نے انکار کی صورت میں سر ہلا دیا۔

"بس مام۔ میرا مزید توس کھانے کو دل نہیں چاہ رہا"۔ پرنسز ڈاریا نے کہا تو مسز احسان فارانی نے منہ بنا لیا۔

"آج کل کی لڑکیوں نے سمارٹ رہنے کے لئے کم کھانا شروع کر دیا ہے اور فوڈز کی کمی کے باعث ان کی ہڈیاں تک دکھائی دینے لگ جاتی ہیں۔ تمہاری بھی ہڈیاں صاف دکھائی دے رہی ہیں جس کا مطلب ہے کہ تم بھی دوسری لڑکیوں کی طرح خود کو سمارٹ رکھنے کے لئے کم کھاتی پیتی ہو"...... مسز احسان فارانی نے کہا تو پرنسز ڈاریا ہنس پڑی۔

"نہیں مام۔ میں تو بہت کھاتی ہوں بس جو کھاتی ہوں مجھے لگتا نہیں ہے"...... پرنسز ڈاریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بیگم۔ اب بس بھی کر دو۔ کیوں اس کی صحت کے پیچھے پڑ گئی ہو۔ یہ کھانا نہ کھانے کی وجہ سے دبلی نہیں ہوتی جا رہی بلکہ پڑھائی

کی وجہ سے کمزور ہو گئی ہے۔ اب ایک ماہ کی چھٹی پر آئی ہے تو اسے خوب کھلانا پلانا تاکہ یہ جب واپس گریٹ لینڈ جائے تو اس کی فرینڈز بھی اسے نہ پہچان سکیں۔ کیوں شائلہ، ٹھیک ہے نا"۔ پروفیسر احسان فارانی نے پہلی مرتبہ بولتے ہوئے کہا۔ انہوں نے بھی ناشتہ کرنے کے بعد چائے کا کپ اٹھا لیا اور چائے سپ کرنے لگے۔

"ٹھیک ہے ڈیڈ"...... ڈاریا نے کہا۔

تھوڑی دیر کے بعد سب نے ناشتہ کر لیا اور چائے بھی پی لی اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔

ڈاریا کو ان سے باتیں کرتے ہوئے بہت الجھن ہو رہی تھی لیکن وہ مجبور تھی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی تھوڑی سی غفلت سے پروفیسر احسان فارانی اور ان کی مسز کسی شک میں مبتلا ہو جائیں اور اسے مشن مکمل کئے بغیر ہی وہاں سے نکلنا پڑے۔ اس کی فیلڈ میں ناکامی کا مطلب موت تھا۔

"شائلہ۔ تم چونکہ تھکی ہوئی ہو اس لئے تم کچھ دیر آرام کر لو پھر دوپہر کے کھانے پر تم سے ملاقات ہوگی"...... پروفیسر احسان فارانی نے پرنسز ڈاریا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ڈیڈ"...... پرنسز ڈاریا نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر ڈائننگ روم سے باہر نکل کر سٹنگ روم میں پہنچ گئی۔ چونکہ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ شائلہ احسان کا کون سا کمرہ تھا اس لئے وہ پریشانی

میں مبتلا ہوگئی تھی کہ وہ کیا کرے اور کس کمرے میں جائے۔ اگر وہ مسز احسان فارانی یا پروفیسر احسان فارانی سے کمرے کے بارے میں پوچھتی تو ہوسکتا تھا کہ وہ شک میں مبتلا ہو جاتے کیونکہ پرنسز ڈاریا نے پروفیسر احسان کی کشادہ پیشانی اور روشن آنکھوں میں ذہانت کی چمک دیکھ لی تھی۔ وہ سٹنگ روم میں کھڑی کچھ سوچنے میں مصروف تھی کہ اسی لمحے ایک نوجوان لڑکی سٹنگ روم میں داخل ہوئی۔ اس لڑکی کی عمر بیس سال تھی اور اس نے سادہ سے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اس کے چہرے کی رنگت صاف نہیں تھی۔ اسے دیکھ کر پرنسز ڈاریا سمجھ گئی کہ یہ لڑکی گھریلو ملازمہ ہے۔

''سنو''...... پرنسز ڈاریا نے اسے بلایا۔

''جی چھوٹی بی بی''......لڑکی نے اس کے قریب آ کر پوچھا۔

''میرا بیگ میرے کمرے میں لے چلو''...... پرنسز ڈاریا نے لڑکی سے کہا۔

''بہتر چھوٹی بی بی''......لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس کا وہیل بیگ انتہائی احتیاط سے گھسیٹتے ہوئے دائیں طرف راہداری کی طرف بڑھ گئی۔ پرنسز ڈاریا سمجھ گئی کہ اس راہداری میں شائلہ احسان کا کمرہ ہے چنانچہ وہ بھی آہستہ آہستہ لڑکی کے پیچھے چلنے لگی۔ پرنسز ڈاریا نے لڑکی سے اس کا نام پوچھنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ ہوسکتا ہے وہ کسی شک میں مبتلا ہو جاتی۔

لڑکی راہداری کے آخری کونے میں ایک کمرے کا دروازہ کھول

کر اندر داخل ہوگئی تو پرنسز ڈاریا سمجھ گئی کہ یہی شائلہ احسان کا کمرہ ہے۔ کمرہ بہت خوبصورت طریقے سے سجا ہوا تھا۔ کمرے میں موجود ہر چیز نفاست سے رکھی ہوئی تھی۔ لڑکی نے اس کا بیگ ایک سائیڈ پر میز پر رکھ دیا جبکہ پرنسز ڈاریا بیڈ کے کونے میں بیٹھ گئی۔

''چھوٹی بی بی۔ اور کچھ چاہئے''...... لڑکی نے پرنسز ڈاریا سے استفہامیہ لہجے میں پوچھا۔

''نہیں۔ اب تم جاؤ''...... پرنسز ڈاریا نے انکار میں سر ہلا کر کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ کمرے سے چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی پرنسز ڈاریا نے اٹھ کر دروازہ اندر سے لاک کیا اور کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ چند لمحے کمرے کا جائزہ لینے کے بعد پرنسز ڈاریا شوز اتار کر بیڈ پر لیٹ گئی اور سوچنے لگی کہ وہ اب کیا کرے۔ وہ جلد سے جلد فارمولا لے کر یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی۔ کیونکہ اسے یہاں شدید بوریت محسوس ہو رہی تھی۔ پرنسز ڈاریا نے اپنی بوریت ختم کرنے کے لئے بک شیلف سے ایک انگریزی ناول نکالا اور پڑھنے لگی۔

پرنسز ڈاریا تقریباً ایک گھنٹہ تک ناول پڑھتی رہی پھر وہ اٹھ کر کمرے سے نکل کر لان میں آ گئی جہاں پروفیسر احسان فارانی لان میں ایک کرسی پر بیٹھے نیوز پیپر پڑھنے میں مصروف تھے۔ ان کے سامنے ایک چھوٹی سی میز اور دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

''ہیلو ڈیڈ''...... پرنسز ڈاریا نے پروفیسر احسان فارانی کے

سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ پروفیسر احسان نے نیوز پیپر ہٹا کر اس کی طرف دیکھا پھر ان کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

''ارے شمائلہ۔ لگتا ہے تمہیں نیند نہیں آ رہی''...... پروفیسر احسان فارانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یس ڈیڈ۔ اس لئے میں آپ کے پاس آ گئی ہوں۔ مام نظر نہیں آ رہیں۔ کیا وہ کہیں گئی ہیں''...... پرنسز ڈاریا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا کیونکہ اسے پورچ میں کار بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

''تمہاری مام شاپنگ کے لئے مارکیٹ گئی ہیں''...... پروفیسر احسان فارانی نے کہا تو پرنسز ڈاریا کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی۔

''ڈیڈ۔ آپ مام کے ساتھ کیوں نہیں گئے''...... پرنسز ڈاریا نے پوچھا۔

''مائی ڈیئر شمائلہ۔ تم تو جانتی ہو کہ مجھے مارکیٹ جانے میں الجھن ہوتی ہے۔ تمہاری مام نے اصرار تو بہت کیا تھا لیکن میں نہیں گیا''...... پروفیسر احسان فارانی نے کہا تو پرنسز ڈاریا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ڈیڈ۔ آپ نے مجھے بتایا تھا کہ آپ بلٹ پروف سکن ایجاد کر رہے ہیں۔ آپ کا یہ پروجیکٹ کہاں تک پہنچا ہے''...... پرنسز ڈاریا نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے بلٹ پروف سکن بنانے کا فارمولا مکمل کر لیا ہے اور بلٹ پروف سکن بنانے کا تجربہ بھی کیا ہے۔ تمہیں یہ سن کر حیرت اور خوشی ہو گی کہ میرا تجربہ کامیاب رہا ہے۔ میں نے بلٹ پروف سکن تیار کر لی ہے اور ابتدائی تجربات میں بلٹ پروف سکن پر ریوالور کی گولی نے بھی اثر نہیں کیا''...... پروفیسر احسان فارانی نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈیڈ۔ یہ ایجاد تو واقعی آپ کی انقلابی ایجاد ہو گی''...... پرنسز ڈاریا نے کہا تو پروفیسر احسان فارانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں۔ مجھے اپنے ملک سے بہت محبت ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے ملک کے لئے ایسی ایسی چیزیں ایجاد کروں جن سے ہمارا ملک ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا ہو جائے اس لئے میں نے دن رات محنت کی ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب رہا ہوں۔ انشاء اللہ ایک دن آئے گا جب ہمارا ملک بھی سپر پاورز کی فہرست میں شامل ہو گا''...... پروفیسر احسان فارانی نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''ڈیڈ۔ کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ نے بلٹ پروف کھال کیسے بنائی ہے۔ میرا مطلب ہے آپ نے کیسے فارمولا بنایا ہے''۔ پرنسز ڈاریا نے کہا تو پروفیسر احسان کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

''بہت آسان طریقے سے میں نے فارمولا بنایا ہے۔ تم میری

بیٹی ہو اس لئے میں تمہیں فارمولے کے بارے میں بتا دیتا ہوں لیکن تم نے اس فارمولے کے بارے میں کسی کو بھی نہیں بتانا کیونکہ میں نے ابھی اس فارمولے کو سیکرٹ رکھا ہے۔ تجربات فائنل ہونے کے بعد میں پریذیڈنٹ صاحب کو اپنی ایجاد کے بارے میں بتاؤں گا۔ آؤ میرے ساتھ''...... پروفیسر احسان فارانی نے اٹھتے ہوئے کہا تو پرنسز ڈاریا بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ دل ہی دل میں بہت خوش ہو رہی تھی کہ پروفیسر احسان فارانی خود ہی اسے اپنی بیٹی شائلہ سمجھتے ہوئے لیبارٹری میں لے جا رہا تھا۔

پرنسز ڈاریا، پروفیسر احسان فارانی کے پیچھے چلتی ہوئی تہہ خانے میں بنی ہوئی لیبارٹری میں آ گئی جہاں جدید مشینوں کے علاوہ چند بڑی بڑی الماریاں رکھی ہوئی تھیں جن کے دروازوں میں شیشے لگے ہوئے تھے اور ان الماریوں میں مختلف کلر کے محلول سے بھری شیشے کی بوتلیں پڑی ہوئی تھیں اور لیبارٹری میں ہر قسم کی جدید مشینری اور سائنسی آلات موجود تھے۔ لیبارٹری کے کونے میں ایک بڑی سی میز اور اس کے گرد چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک بڑی الماری کے ساتھ سیف بھی پڑا ہوا تھا جو کہ لاکڈ تھا۔ پروفیسر احسان فارانی نے سیف کا لاک کھولنے کے لئے چند نمبر ملائے اور پھر سیف کا ہینڈل گھمایا تو سیف کھل گیا۔ پروفیسر احسان فارانی نے سیف میں سے ایک ریڈ کور والی فائل نکال لی۔ پرنسز ڈاریا نے سیف کا لاک کھولنے والے نمبر دیکھنے کی کوشش کی تھی مگر چونکہ پروفیسر احسان کی

پشت اس کی طرف تھی اس لئے وہ نمبرز نہیں دیکھ سکی تھی البتہ فائل دیکھ کر پرنسز ڈاریا کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی۔

''اس میں کیا ہے ڈیڈ''...... پرنسز ڈاریا نے پوچھا۔

''اس فائل میں میری انقلابی ایجاد بلٹ پروف سکن کا فارمولا درج ہے۔ سکن کا ٹکڑا تو تجربات کی نذر ہو گیا تھا اس لئے وہ میں نے ضائع کر دیا تھا ورنہ میں وہ بھی میں تمہیں دکھاتا''...... پروفیسر احسان فارانی نے ریڈ کور والی فائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو پرنسز ڈاریا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''مجھے فائل دکھائیں''...... پرنسز ڈاریا نے پروفیسر احسان فارانی سے مخاطب ہو کر کہا تو پروفیسر احسان فارانی نے فائل پرنسز ڈاریا کی طرف بڑھا دی۔ اس نے فائل لے کر کھول لی اور پڑھنے لگی۔ فائل میں دس صفحات تھے جن پر کوڈ ورڈز میں کچھ لکھا ہوا تھا جو پرنسز ڈاریا کی سمجھ سے باہر تھا۔

''تمہیں کچھ سمجھ نہیں آئے گا کیونکہ میں نے یہ فارمولا کوڈ ورڈز میں لکھا ہے۔ مجھے دو میں تمہیں پڑھ کر سمجھاتا ہوں''۔ پروفیسر احسان فارانی نے مسکراتے ہوئے کہا تو پرنسز ڈاریا نے ریڈ کور والی فائل بند کر کے پروفیسر احسان فارانی کے حوالے کر دی۔ اس کے دماغ میں جھکڑ چل رہے تھے اور وہ تیزی سے سوچ رہی تھی کہ اسے اب کیا کرنا چاہیئے۔ اس کے پاس بہترین موقع تھا کہ وہ پروفیسر احسان فارانی کو بے ہوش کر کے بلٹ پروف سکن والا

فارمولا لے اڑے۔ پہلے اس کا ارادہ تھا کہ وہ پروفیسر احسان فارانی، ان کی بیگم اور دیگر افراد کو گیس کیپسول کے ذریعے بے ہوش کر کے لیبارٹری سے فارمولا لے اڑے گی مگر اب اس نے دیکھ لیا تھا کہ پروفیسر احسان فارانی نے فارمولا اپنی سیف میں رکھا ہوا تھا جس کا کوڈ اسے معلوم نہیں تھا۔ پھر اس نے ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں یہی فیصلہ کیا کہ وہ ابھی پروفیسر احسان فارانی کی یہ فارمولا لے اڑے۔ چنانچہ جیسے ہی پروفیسر احسان فارانی نے ریڈ کور والی فائل کھولی تو پرنسز ڈاریا نے میز پر پڑا ایک جار اٹھا کر بجلی کی سی تیزی سے پروفیسر احسان فارانی کے سر پر مار دیا۔ جار جیسے ہی پروفیسر احسان فارانی کے سر پر لگا تو ان کے حلق سے چیخ نکل گئی اور انہوں نے ریڈ کور والی فائل چھوڑ کر اپنے دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھ لئے تھے۔ ان کا سر مختلف جگہوں سے پھٹ گیا تھا اور وہاں سے خون نکلنے لگ گیا تھا۔ ریڈ کور والی فائل زمین پر گر گئی تھی۔ جار بھی ٹوٹ گیا تھا اور اس کے شیشے ادھر ادھر بکھر گئے تھے۔ پروفیسر احسان کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے شاید انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ ان کی لاڈلی بیٹی شمائلہ احسان ان کے سر پر جار مار سکتی ہے۔

''شش۔ شش۔ شما۔ شما۔ شمائلہ''...... پروفیسر احسان نے بمشکل کہا اور پھر وہ لڑکھڑاتے ہوئے میز پر گر کر بے سدھ ہو گئے۔ وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ پرنسز ڈاریا نے بجلی کی سی تیزی سے ریڈ کور

والی فائل اٹھائی اور اس میں موجود پیپرز نکال کر انہیں تہہ کر کے اپنی جیکٹ کی خفیہ جیب میں رکھا اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر راہداری میں آ گئی۔ اس نے لیبارٹری کا دروازہ بند کیا اور راہداری میں آگے بڑھنے لگی۔ اب اس کے لئے مسئلہ وہاں سے نکلنے کا تھا کیونکہ گیٹ پر مسلح چار گارڈز چاق و چوبند کھڑے تھے۔ راہداری کے آخر میں پہنچ کر وہ سوچنے لگی کہ وہ اب کیا کرے اور اس کوٹھی سے کیسے نکلے۔ ابھی وہ یہی سوچ ہی رہی تھی کہ اسی لمحے گیٹ کے باہر سے ہارن کی آواز سنائی دی۔ پرنسز ڈاریا نے گیٹ کی طرف دیکھا۔ ایک گارڈ مین گیٹ کھول رہا تھا۔ جب اس نے گیٹ مکمل کھول دیا تو ایک براؤن کلر کی کار اندر آ گئی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر فاروق اسلم بیٹھا ہوا تھا جبکہ پروفیسر احسان کی مسز پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی۔ ڈرائیور فاروق اسلم نے کار پورچ میں روکی تو پروفیسر احسان فارانی کی مسز باہر نکلی اور سامان سے بھرے شاپر اٹھائے سٹنگ روم کی طرف جانے لگی۔ سٹنگ روم میں پہنچ مسز احسان فارانی نے شاپر ٹیبل پر رکھے اور خود صوفے پر بیٹھ گئیں۔

''مام۔ آپ کہاں چلی گئی تھیں''...... پرنسز ڈاریا سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ پھر وہ بھی صوفے پر بیٹھ گئی

''میں مارکیٹ تک گئی تھی۔ تمہارے ڈیڈی کہاں ہیں''۔ پروفیسر احسان فارانی کی مسز نے پوچھا۔

''ڈیڈی تو لیبارٹری میں چلے گئے ہیں''...... پرنسز ڈاریا نے کہا۔

''اوہ۔ تمہارے ڈیڈی بھی خبطی ہوتے جا رہے ہیں۔ بیٹی ایک سال کے بعد گریٹ لینڈ سے آئی ہے کہ آج کے دن بھی لیبارٹری سے چھٹی کر لیں مگر مجال ہے جو چھٹی کریں''...... پروفیسر احسان فارانی کی مسز نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا تو پرنسز ڈاریا مسکرا دی۔

''مام۔ تھوڑی دیر پہلے مجھے میری فرینڈز کا فون آیا ہے۔ میں اپنی فرینڈز سے ملنے جا رہی ہوں''...... پرنسز ڈاریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم اپنی فرینڈز سے ملنے کے لئے بے چین ہو۔ پچھلے سال بھی تم جب پاکیشیا آئی تھی تو تم تھوڑی دیر ریسٹ کرنے کے بعد اپنی فرینڈز سے ملنے چلی گئی تھیں۔ ٹھیک ہے۔ تم اپنی فرینڈز سے ملنے جاؤ مگر جلد واپس آ جانا اور ہاں تم ڈرائیونگ انتہائی احتیاط سے اور ہلکی سپیڈ سے کرنا بلکہ تم ایسا کرو کہ ڈرائیور کو اپنے ساتھ لے جاؤ''...... پروفیسر احسان فارانی کی بیوی نے پرنسز ڈاریا سے کہا۔

''اوہ نو مام۔ میں اکیلی جاؤں گی۔ پلیز جانے دیں نا۔ آپ تو جانتی ہیں کہ مجھے ڈرائیونگ کرنا بہت اچھا لگتا ہے۔ آپ بے فکر رہیں میں احتیاط سے ڈرائیونگ کروں گی اور ہلکی سپیڈ سے کار چلاؤں گی''...... پرنسز ڈاریا نے لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے مگر جلدی آنا''...... پروفیسر احسان فارانی کی مسز نے کہا تو پرنسز ڈاریا خوش ہو گئی۔

''تھینک یو مام''...... پرنسز ڈاریا نے پروفیسر احسان فارانی کی مسز کے گلے لگتے ہوئے کہا تو انہوں نے بھی پرنسز ڈاریا کو پیار کیا اور پرنسز ڈاریا ٹیبل پر پڑی کار کی چابی اٹھائے سٹنگ روم سے نکلی اور پورچ کی طرف بڑھ گئی۔ گارڈز نے پرنسز ڈاریا کو کار میں بیٹھتے ہوئے دیکھ لیا تھا اس لئے ایک گارڈ نے مین گیٹ کھول دیا تھا۔ جیسے ہی پرنسز ڈاریا کوٹھی سے باہر نکلی تو اس گارڈ نے گیٹ دوبارہ بند کر دیا اور پرنسز ڈاریا آگے بڑھتی چلی گئی۔ وہ دل ہی دل میں بہت مسرور ہو رہی تھی کہ اس نے بڑی آسانی سے پروفیسر احسان فارانی سے فارمولا حاصل کر کے اپنا مشن مکمل کر لیا تھا۔ تھوڑی دور جانے کے بعد اس نے اپنے ہینڈ بیگ سے سپیشل سیٹلائٹ فون نکالا اور بوگ ڈان کو کال کرنے لگی تا کہ وہ اسے اپنی کامیابی کی اطلاع دے سکے۔

جولیا کے فلیٹ کے سٹنگ روم میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز صوفوں پر بیٹھے آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ کمرے میں ہلکی آواز میں میوزک بج رہا تھا جس سے ماحول بے حد دلکش لگ رہا تھا۔ آج جولیا کی سالگرہ تھی اور جولیا نے اپنی سالگرہ پر سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز کو انوائٹ کیا تھا۔ صالحہ اپنے نجی کام کے سلسلے میں دو ہفتوں کی چھٹیاں لے کر ملک سے باہر گئی ہوئی تھی اس لئے وہ جولیا کی سالگرہ پارٹی میں شریک نہ ہوسکی تھی۔

کمرے کے دائیں طرف ایک بڑی ٹیبل موجود تھی جس پر پانچ پاؤنڈ کا کیک پڑا تھا اور اس کیک میں مختلف کلر کی موم بتیاں لگی ہوئی تھیں۔ کیک کے ساتھ ہی چھری، ماچس اور پلیٹیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس وقت رات کے نو بج کر دس منٹ ہو رہے تھے اور وہ سب عمران کا انتظار کر رہے تھے۔ جولیا نے انتہائی بیش قیمت ریڈ کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا جس میں وہ بہت خوبصورت دکھائی دے

رہی تھی۔ اس نے چہرے پر ہلکا میک اپ کیا ہوا تھا اور جیولری بھی پہنی ہوئی تھی۔ تنویر بار بار پسندیدگی کی نگاہوں سے جولیا کی طرف دیکھ رہا تھا جبکہ تنویر کے اس انداز پر کیپٹن شکیل اور صفدر بھی مسکرا رہے تھے۔

"مس جولیا۔ تم آج بہت خوبصورت دکھائی دے رہی ہو"۔ تنویر سے رہا نہ گیا تو بالآخر اس نے جولیا کی تعریف کر ہی دی۔

"تھینک یو"...... جولیا نے مسکرا کر اسے جواب دیا تو تنویر کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس کے دل میں لڈو پھوٹ رہے تھے۔

"عمران صاحب ہمیشہ کی طرح آج بھی لیٹ ہی ہیں"۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ان کی تو اب کہیں بھی ٹائم پر نہ پہنچنے کی عادت بن چکی ہے۔ مجال ہے جو وہ وقت پر پہنچ جائیں"...... صدیقی نے کہا۔

"میرا خیال ہے وہ آ رہا ہو گا اور راستے میں ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"مس جولیا۔ نو بج کر دس منٹ ہو گئے ہیں اور بھوک کے مارے میرا برا حال ہو رہا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ تم کیک کاٹ ہی دو اور اس کا حصہ فریج میں رکھ دو۔ اگر وہ آ گیا تو ٹھیک ہے ورنہ اس کی قسمت۔ ویسے بھی وہ کوئی سپیشل گیسٹ نہیں ہے کہ س کا اتنا انتظار کیا جائے"...... تنویر نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"نہیں۔ یہ بدتہذیبی ہے کہ ہم اس کے بغیر کیک کاٹ لیں۔

اگر اسے انوائٹ نہ کیا ہوتا تو پھر الگ بات تھی اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں دس منٹ مزید اس کا انتظار کر لینا چاہئے۔ اگر وہ دس منٹ تک نہ آیا تو پھر میں کیک کاٹ لوں گی''...... جولیا نے کہا تو تنویر نے برا سا منہ بنا لیا۔

''میں انہیں فون کر کے معلوم کرتا ہوں کہ وہ کب تک آ جائیں گے''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے سپیشل سیل فون نکال لیا اور اسے آن کر کے عمران کے نمبر پریس کرنے کے بعد کان سے لگا لیا۔

''ہیلو''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے کیونکہ عمران کی آواز اس کمرے سے ہی سنائی دی تھی۔ دوسرے ہی لمحے عمران اندر کمرے میں داخل ہوا تو صفدر نے مسکراتے ہوئے سیل فون آف کر دیا۔

''پتہ نہیں لوگوں کے پاس اتنا پیسہ کہاں سے آ جاتا ہے جو وہ بات بات پر کالز کر کے خرچ کر دیتے ہیں۔ ابھی کسی نے کال کی ہے اور مجھ سے بات کئے بغیر ہی کال کاٹ دی۔ شاید اسے میری آواز پسند نہیں آئی ہو گی''...... عمران نے سیل فون اپنی جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت آف وائٹ کلر کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا اور اس نے ریڈ کلر کی ٹائی باندھی ہوئی تھی جو اس پر بے حد بچ رہی تھی۔ جولیا بھی اسے توصیفی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی

کیونکہ آج پہلا موقع تھا جب عمران نے خوبصورت تھری پیس سوٹ پہنا تھا ورنہ تو وہ اکثر ٹیکنی کلر کے لباس میں جوکر بن کر آ جاتا تھا جبکہ اسے دیکھ کر تنویر نے برا سا منہ بنا لیا تھا۔

''عمران صاحب۔ میں نے آپ کو فون کیا تھا کیونکہ آپ نے آنے میں بہت دیر کر دی ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا تم نے کیک کاٹ لیا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کم از کم میرا انتظار تو کر لیتے۔ آج ویسے بھی میرا کیک کھانے کو بہت دل چاہ رہا تھا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ پریشان نہ ہوں۔ مس جولیا نے ابھی اپنی سالگرہ کا کیک نہیں کاٹا۔ ہم آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران یوں خوش ہو گیا جیسے بچہ نیا کھلونا ملنے پر خوش ہو جاتا ہے۔

''تھینک گاڈ۔ ورنہ آج کیک سے محروم ہونا پڑتا۔ اٹھو جولیا اور کیک کاٹو۔ ایسا نہ ہو کہ میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے اور میں سالگرہ کا کیک کٹنے سے پہلے ہی سارا چٹ کر جاؤں''...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا مسکرا دی۔ پھر جولیا سمیت تمام ممبرز صوفوں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس میز کی طرف بڑھ گئے جس پر کیک رکھا ہوا تھا۔ صفدر نے ماچس سے کیک پر لگی موم بتیاں جلا دیں۔

''مس جولیا۔ اپنی سالگرہ کا کیک کاٹیں''...... صفدر نے جولیا

سے کہا تو جولیا نے میز پر پڑی چھری اٹھا لی۔ اس نے پھونک مار کر موم بتیوں کو بجھا دیا اور چھری سے کیک کاٹنے لگی۔ جیسے ہی وہ کیک کاٹنے لگی تو عمران سمیت تمام ممبرز تالیاں بجاتے ہوئے ''ہپی برتھ ڈے ٹو یو جولیا'' کہنے لگے۔ اس کے بعد سب ممبرز نے باری باری کیک کاٹ کر اپنی اپنی پلیٹوں میں ڈالا اور صوفوں پر بیٹھ کر کھانے لگے۔ عمران بھی پلیٹ اٹھائے جولیا کے قریب صوفے پر بیٹھ گیا۔

''آج زندگی میں پہلی مرتبہ تم نے ڈھنگ کا سوٹ پہنا ہے''۔ جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تو کیا آج سے پہلے میرے سوٹ ڈھنگ کے نہیں ہوتے تھے۔ حیرت کی بات ہے''...... عمران نے کیک منہ میں ڈالتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن جولیا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کب اپنی سالگرہ منا رہے ہیں''۔ نعمانی نے عمران سے پوچھا۔

''ابھی میری شادی ہوئی نہیں تو میں سالگرہ کیسے منا سکتا ہوں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں شادی کی نہیں آپ کے جنم دن کی سالگرہ کا کہہ رہا ہوں''...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جب میری شادی ہو جائے گی تو دونوں سالگرہ اکٹھی مناؤں

گا۔ اس طرح خرچہ بھی بچ جائے گا اور سالگرہ بھی ہو جائے گی۔ کیا خیال ہے جولیا''...... عمران نے پہلے نعمانی اور پھر جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا اسے غصے سے گھورنے لگی۔

''اچھا اچھا۔ یوں گھور کر مت دیکھو۔ شادی اور جنم دن کی علیحدہ علیحدہ سالگرہ منا لوں گا''...... عمران نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو کمرہ سوائے تنویر کے باقی سب کے قہقہوں سے گونج اٹھا جبکہ جولیا کے چہرے پر حیا کی سرخی چھا گئی۔

''ویسے اگر اس محفل میں چیف ہوتے تو بہت مزہ آتا''۔ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ کیا چیف نے یہاں ڈانس کرنا تھا۔ واہ۔ اگر یہاں ایکسٹو ڈانس کرتا تو کتنا مزہ آتا''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''خبردار۔ جو تم نے چیف کے بارے میں بے ہودہ ریمارکس کہے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا''...... اسی لمحے تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تو پھر تم ہی ڈانس کر کے دکھا دو۔ ویسے بھی بھائی ہمیشہ بہنوں کی شادیوں اور برتھ ڈے پارٹی میں ڈانس کر کے پارٹی کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ چلو تنویر، شروع ہو جاؤ۔ ون، ٹو، تھری''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر غصے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''عمران۔ میں تمہارا منہ توڑ دوں گا''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور جارحانہ انداز میں اس کی طرف بڑھا مگر اسی لمحے صفدر

اور کیپٹن شکیل نے کھڑے ہو کر اسے قابو کر لیا۔

"تنویر۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ کیوں خواہ مخواہ غصے ہو کر پارٹی خراب کر رہے ہو۔ تم عمران صاحب کے بارے میں جانتے تو ہو کہ یہ تم سے مذاق کرتے ہیں اور تم برا مان جاتے ہو"...... صفدر نے تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"میں اپنی انسلٹ، تو برداشت کر سکتا ہوں مگر چیف کے بارے میں نہیں۔ اسے سمجھا دو کہ یہ آئندہ چیف کے بارے میں گھٹیا ریمارکس نہ بولا کرے"...... تنویر نے اسی لہجے میں کہا اور پھر وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا البتہ وہ غصیلی نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا جو اس سے لاپرواہ انداز میں کیک کھانے میں مصروف تھا۔

"عمران۔ تمہیں چیف کے بارے میں ایسے ریمارکس نہیں بولنے چاہئیں"...... جولیا نے بھی خفگی سے کہا۔

"تنویر چیف کے بارے میں نہیں بلکہ اپنی بہن کی شادی یا برتھ ڈے پارٹی میں ڈانس کے بارے میں سن کر غصے ہوا ہے۔ اب تم بتاؤ، اگر ایک بھائی اپنی بہن کی شادی یا برتھ ڈے پارٹی میں ڈانس کرے تو اس میں کیا قباحت کی بات ہے"...... عمران بھی تنویر کو زچ کرنے پر تلا ہوا تھا۔ اس کی بات سن کر تنویر پھر غصے سے کھڑا ہونے لگا مگر صفدر نے اسے روک دیا۔

"عمران صاحب۔ پلیز، آپ ہی چپ ہو جائیں"...... صفدر نے عمران سے کہا۔

"میں تو اس وقت خاموش ہوں گا جب مجھے بریانی ملے گی۔ اگر میری زبان کو روکنا چاہتے ہو تو فوراً بریانی میرے حضور پیش کی جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

سب نے چونکہ کیک کھا لئے تھے اس لئے جولیا نے سب کو ڈائننگ روم میں چلنے کا کہا تو سب سے پہلے عمران اٹھ کر ڈائننگ روم کی طرف بھاگا جیسے شادی کا کھانا کھانے پر بے صبرے افراد کھانے کی طرف لپکتے ہیں۔ اس کے بعد باقی ممبرز بھی باری باری ڈائننگ روم میں پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ سب بریانی کے مزے لے رہے تھے۔

"واہ۔ بریانی تو بہت اچھی پکی ہوئی ہے۔ جولیا، بریانی کس ہوٹل سے منگوائی ہے تاکہ میں آئندہ اسی ہوٹل میں بریانی کھانے جایا کروں"...... عمران نے چٹخارے لے کر بریانی کھاتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا نے بریانی کسی ہوٹل سے نہیں منگوائی بلکہ اپنے ہاتھوں سے پکائی ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران چونک کر جولیا کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا واقعی یہ بریانی تم نے اپنے ہاتھوں سے پکائی ہے۔ جولیا، تمہارے ہاتھوں میں تو بہت ٹیسٹ ہے۔ اتنا ٹیسٹ تو سلیمان کے ہاتھوں میں بھی نہیں ہے۔ ویسے صفدر، میری تو قسمت ہی کھل گئی ہے۔ شادی کے بعد مجھے بریانی اور کھانا گھر میں ہی کھانے کو مل

جایا کرے گا۔ مجھے ہوٹلوں کے دھکے کھانے نہیں پڑیں گے''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو جولیا کے چہرے پر سرخ سا رنگ پھیل گیا جبکہ تنویر برا سا منہ بنانے لگا۔

''واقعی مس جولیا نے بریانی بہت ہی اچھی بنائی ہے۔ ہمیں آج معلوم ہوا ہے کہ مس جولیا کھانا اچھا بنا لیتی ہیں''...... کیپٹن شکیل نے بھی بریانی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''تنویر۔ کیا تمہیں بریانی پسند نہیں آئی جو عجیب عجیب سے منہ بنا رہے ہو''...... صفدر نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ شخص چپ کرے گا تو میں بولوں گا۔ اس شخص نے تو کوؤں کا مغز کھایا ہوا ہے۔ بولنا شروع ہوتا ہے تو نان سٹاپ بولتا ہی چلا جاتا ہے''...... تنویر نے کڑوے لہجے میں کہا تو ڈائننگ روم تمام ممبرز کے قہقہوں سے گونج اٹھا۔

''میں نے واقعی کوؤں کا مغز کھایا ہوا ہے اور میرا خیال ہے کہ تم نے یقیناً بلی کا مغز کھایا ہوا ہے جو ہر وقت مجھے گھورتے رہتے ہو چھیچھڑا سمجھ کر''...... عمران نے جوابی چوٹ کرتے ہوئے کہا تو تنویر تلملا کر رہ گیا جبکہ ڈائننگ روم ایک مرتبہ پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ سب بریانی کھا کر فارغ ہو گئے۔

''میں چائے بناتی ہوں''...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ کچن کی طرف بڑھ گئی۔

''عمران صاحب۔ آپ تنویر کو بہت تنگ کرتے ہیں''...... خاور

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پیارے۔ چار دن کی زندگی ہے اس لئے خوش رہ کر گزارنی چاہئے''...... عمران نے کہا۔ پھر وہ سب ادھر ادھر کی باتیں کرنے میں مصروف ہو گئے۔ تقریباً دس منٹ کے بعد جولیا ایک بڑی سی ٹرے اٹھائے وہاں آ گئی جس میں چائے سے بھرے کپ رکھے ہوئے تھے۔ جولیا نے ٹرے میز پر رکھ دی تو صفدر اور کیپٹن شکیل چائے کے کپ سب ممبرز کے آگے رکھنے لگے۔ اس کے بعد کیپٹن شکیل اور صفدر اپنے اپنے چائے کے کپ اٹھائے کرسیوں پر بیٹھ گئے اور چائے پینے لگے۔ اسی لمحے عمران کے سیل فون پر میسج ٹون کی آواز سنائی دی تو عمران نے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھا اور جیب سے اپنا سیل فون نکال کر میسج کا آپشن آن کر کے میسج پڑھنے لگا۔ وہ میسج بلیک زیرو کی طرف سے تھا۔

''عمران صاحب۔ آج صبح پروفیسر احسان فارانی کی نئی ایجاد کا فارمولا چوری ہو گیا ہے۔ سر سلطان کے مسلسل فون آ رہے ہیں اس لئے آپ سر سلطان صاحب سے بات کر لیں''...... میسج پڑھنے کے بعد عمران نے سیل فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔

''کس کا میسج تھا''...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''چیف کی غلط فرینڈ۔ اوہ سوری۔ گرل فرینڈ کا میسج تھا۔ اس نے کہا ہے کہ وہ ڈبل سٹار ہوٹل میں چیف کا ڈنر پر انتظار کر رہی

ہے۔ چیف تک یہ پیغام پہنچا دیا جائے۔ میں چونکہ چیف کا نمائندہ خصوصی ہوں اس لئے چیف کی بجائے میں خود جا رہا ہوں“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس سے بات کرتا، عمران اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا فلیٹ کا بیرونی دروازہ کھول کر باہر نکلتا چلا گیا۔

جیف مارشل بلیک کلر کا سفری بیگ اٹھائے پاکیشیائی دارالحکومت کے ائیر پورٹ سے باہر آیا تو اس وقت صبح کے نو بج رہے تھے۔ اس نے ماسک میک اپ کے ذریعے خود کو باجاپانی بنایا ہوا تھا۔ اس نے ایک ٹیکسی انگیج کی اور ڈرائیور سے کہا کہ وہ اسے بہار کالونی کے قریب کسی اچھے سے ہوٹل میں لے چلے تو ڈرائیور اسے بہار کالونی کے قریب سٹار ہوٹل میں لے گیا۔

سٹار ہوٹل چھ منزلہ اور بہت شاندار تھا جہاں مقامی امراء کے علاوہ غیر ملکی افراد کی بھی خاصی تعداد مقیم تھی۔ دوسرے شہروں سے آنے والے لوگ بھی اسی ہوٹل میں قیام کرنا پسند کرتے تھے۔ جیف مارشل نے ڈرائیور کو کرائے کے ساتھ بھاری ٹپ بھی دی تو وہ خوش ہو گیا۔ اس کے بعد جیف مارشل نے ہوٹل کے کاؤنٹر پر پہنچ کر اپنے لئے سنگل بیڈ کا ایک کمرہ بک کرایا اور پھر اپنا سفری بیگ ویٹر کو دیا اور اسکی معاونت میں اپنے کمرے میں آ گیا۔ اس کے سفری

بیگ میں سوائے ایک سوٹ کے اور کچھ نہ تھا۔

''سر۔ کچھ چاہئے''...... ویٹر نے جیف مارشل کا سفری بیگ ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

''یس۔ چائے لے آؤ''...... جیف مارشل نے مسکراتے ہوئے کہا تو ویٹر نے سر ہلایا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد جیف مارشل نے سفری بیگ کو بیڈ پر رکھا اور خود فریش ہونے کے لئے واش روم میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد واش روم سے باہر نکل کر اس نے سفری بیگ اٹھایا اور صوفے پر آ کر بیٹھنے کے بعد اس نے بیگ کو کھولا اور ایک فائل نکال کر اس کا مطالعہ کرنے لگا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ابھری تو جیف مارشل چونک پڑا۔

''یس۔ کم اِن''...... جیف مارشل نے کہا تو دروازہ کھلا اور ویٹر ایک ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے پر ٹی پاٹ اور ایک کپ رکھا ہوا تھا۔ ویٹر ٹرے میز پر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔

''سر۔ اور کچھ چاہئے''...... ویٹر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''نو تھینکس''...... جیف مارشل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک نوٹ نکالا اور ویٹر کو دیا تو ویٹر شکریہ کے الفاظ کہتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

ویٹر کے جانے کے بعد جیف مارشل نے فائل میز پر رکھ دی اور ٹی پاٹ سے چائے کپ میں ڈال کر چائے کے سپ لینے کے

ساتھ ساتھ مشن کے بارے میں سوچنے لگا۔ اچانک اسے کوئی خیال آیا تو اس نے کچھ سوچ کر میز پر پڑے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

''یس۔ انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہونے پر دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مجھے پاکیشیائی سائنسدان پروفیسر احسان فارانی کی رہائش گاہ کا نمبر چاہئے''...... جیف مارشل نے کہا۔

''اوکے سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جیف مارشل نے اوکے کہہ دیا۔

''ویٹ کرنے کا شکریہ۔ آپ پروفیسر احسان فارانی کی رہائش گاہ کا نمبر نوٹ کر لیں''...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے اس لڑکی کی آواز سنائی دی۔ وہ پروفیسر احسان فارانی کی رہائش گاہ کا نمبر بتا رہی تھی جسے جیف مارشل نے ذہن نشین کر لیا تھا۔ اس کے بعد اس نے کریڈل دبا کر ہاتھ ہٹا دیا اور پھر جیسے ہی ٹون آئی تو اس نے پروفیسر احسان فارانی کی رہائش گاہ کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ ہوٹل کا فون ڈائریکٹ تھا اس لئے جیف مارشل کے چہرے پر اطمینان بھرے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ وہ دراصل یہ یقین کرنا چاہتا تھا کہ شائلہ احسان کے میک اپ میں پرنسز ڈاریا پروفیسر احسان فارانی کی رہائش گاہ پر موجود ہے یا پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے فارمولا چوری کر کے چلی گئی

ہے۔

''ہیلو''...... رابطہ قائم ہونے پر دوسری طرف سے ایک لڑکی کی آواز سنائی دی جو شاید ملازمہ تھی۔

''ہیلو۔ میں شمائلہ احسان کا دوست بات کر رہا ہوں۔ کیا شمائلہ احسان گھر پر موجود ہیں''...... جیف مارشل نے پوچھا۔

''چھوٹی بی بی ابھی پانچ منٹ پہلے ہی اپنی کسی سہیلی کے ہاں گئی ہیں۔ آپ اپنا نام بتا دیں۔ چھوٹی بی بی جیسے ہی واپس آئیں گی تو میں انہیں بتا دوں گی''...... لڑکی نے کہا تو جیف مارشل کے دماغ میں دھماکے ہونے لگے۔ اس کا مطلب تھا کہ پرنسز ڈاریا اس کے پہنچنے سے پہلے ہی پروفیسر احسان فارانی کی رہائش گاہ پر پہنچ گئی تھی اور وہ اب پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے فارمولا اڑا کر نکل گئی تھی۔

''اوکے۔ میں ان سے پھر رابطہ کر لوں گا''...... جیف مارشل نے تیزی سے کہا اور پھر وہ رسیور کریڈل پر رکھ کر ایک جھٹکے سے صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پرنسز ڈاریا نے انتہائی تیزی سے پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے فارمولا اڑا لیا تھا اور اب وہ یقیناً اپنے ساتھی بوگ ڈان کے ساتھ ائیرپورٹ کا رخ کرے گی لیکن جیف مارشل نے طے کر لیا تھا کہ وہ پرنسز ڈاریا سے فارمولا حاصل کئے بغیر ان دونوں کو کسی صورت روسیاہ نہیں جانے دے گا۔ اسی لمحے کمرے کے دروازے پر دستک سنائی دی تو جیف مارشل چونک

پڑا۔

''یس۔ کم اِن''...... جیف مارشل نے کہا تو چند لمحوں کے بعد دروازہ کھلا اور وہی ویٹر اندر داخل ہوا جو چائے لایا تھا۔

''سر۔ میں برتن اٹھانے آیا ہوں''...... ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اٹھا لو''...... جیف مارشل نے کہا تو ویٹر اثبات میں سر ہلاتا ہوا میز کے پاس آیا اور میز پر پڑا کپ اور ٹی پاٹ اٹھا کر ٹرے میں رکھنے لگا۔ اچانک اس کی نظر میز پر پڑی کھلی فائل میں تصویر پر پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے فائل اٹھائی اور تصویر کو غور سے دیکھنے لگا۔ جیف مارشل نے جب ویٹر کو فائل اٹھا کر تصویر دیکھتے ہوئے پایا تو دوسرے ہی لمحے اس نے اس سے فائل جھپٹ لی۔

''تم نے یہ فائل کیوں اٹھائی ہے''...... جیف مارشل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''سس۔ سس۔ سوری سر۔ دراصل تیسرے کمرے میں جو صاحب ٹھہرے ہوئے ہیں ان کے پاس بھی ایک فائل تھی جس میں ایک لڑکی کی تصویر تھی۔ میں اس لئے حیران ہو رہا تھا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے میں ان صاحب کے کمرے میں چائے دینے گیا تھا تو یہ تصویر ان کے پاس تھی اب آپ کے پاس کیسے آ گئی ہے حالانکہ میں انہیں چائے دے کر سیدھا آپ کے کمرے میں آیا

ہوں''...... ویٹر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو جیف مارشل بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ جیف مارشل نے فائل میں موجود تصویر دیکھی تو وہ شمائلہ احسان کی تھی۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ تصویر یہی تھی''...... جیف مارشل نے پوچھا۔ اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ویٹر کی طرف بڑھا دیا۔

''یس سر۔ یہی تصویر تھی۔ میری آنکھیں دھوکا نہیں کھا سکتیں''۔ ویٹر نے نوٹ جھپٹتے ہوئے کہا اور پھر اس نے شکریہ کہہ کر نوٹ اپنی جیب میں ڈال لیا۔

''کیا وہ صاحب کمرے میں اکیلے ہیں یا ان کے ساتھ تصویر والی لڑکی بھی ہے''...... جیف مارشل نے پوچھا۔

''وہ صاحب اکیلے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ وہ بھی آج صبح ہی ہوٹل میں آئے تھے''...... ویٹر نے جلدی سے بتایا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جاؤ مگر خیال رکھنا، تم نے ان صاحب سے میرے اور اس تصویر کے بارے میں ذکر نہیں کرنا''...... جیف مارشل نے ایک اور نوٹ نکال کر ویٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو ویٹر نوٹ پر اس طرح جھپٹا جس طرح عقاب چڑیا پر جھپٹتا ہے۔

''بے فکر رہیں صاحب۔ میں انہیں آپ کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا''...... ویٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ دو بڑے نوٹ پا کر اس کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ وہ بے حد لالچی

قسم کا انسان ہے۔

''ان کے کمرے کا نمبر کیا ہے''...... جیف مارشل نے پوچھا۔

''اٹھارہ ہے سر''...... ویٹر نے کہا تو جیف مارشل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ۔ شام کو میں تمہیں ایسے پانچ نوٹ اور دوں گا''...... جیف مارشل نے مسکراتے ہوئے کہا تو ویٹر کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ پھر اس نے ٹرے اٹھایا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد جیف مارشل سوچنے لگا کہ اٹھارہ نمبر کمرے میں یقیناً پرنسز ڈاریا کا ساتھی بوگ ڈان ہی ٹھہرا ہوا ہو گا اور پرنسز ڈاریا فارمولا حاصل کر کے اسی کے پاس ہی آ رہی ہو گی۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ ایک ہی ہوٹل میں روسیاہی اور ایکریمین ایجنٹ ٹھہرے ہوئے تھے۔

اچانک جیف مارشل کے دماغ میں ایک خیال آیا تو دوسرے ہی لمحے اس نے فائل موڑ کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالی اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اپنے کمرے کا دروازہ لاک کیا اور اٹھارہ نمبر کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس وقت صبح کے ساڑھے دس بج رہے تھے اس لئے راہداری میں کوئی فرد موجود نہیں تھا۔ جیف مارشل نے مشین پسٹل نکالا اور اس نے اٹھارہ نمبر کمرے کے دروازے پر جا کر دستک دی۔

''کون ہے''...... اندر سے ایک آواز آئی۔ جیف مارشل تسلی کر

لینا چاہتا تھا کہ بوگ ڈان اندر موجود ہے یا وہ پرنسز ڈاریا کے ساتھ ائیرپورٹ چلا گیا ہے۔ مگر بوگ ڈان کی آواز سن کر جیف مارشل کے چہرے پر قدرے اطمینان بھرے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''ویٹر سر''...... جیف مارشل نے آواز بدلتے ہوئے کہا۔

''کم اِن''...... اندر سے بوگ ڈان کی آواز سنائی دی تو جیف مارشل نے تھوڑا سا دروازہ کھولا اور دوسرے ہی لمحے اس نے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر کے لاک لگا دیا تو سامنے بیڈ پر نیم دراز ہو کر میگزین پڑھتا ہوا بوگ ڈان، جس نے مقامی ماسک میک اپ کیا ہوا تھا، جیف مارشل کو دیکھ کر یکلخت کھڑا ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا، جیف مارشل نے مشین پسٹل کا ٹرائیگر دبا دیا تو ہلکی سی ٹک کی آواز کے ساتھ ہی گولی بوگ ڈان کے سینے میں لگی جو اس کے دل میں اتر گئی اور وہ بغیر کوئی آواز نکالے پشت کے بل بیڈ پر گر گیا۔ چند لمحے تڑپنے کے بعد وہ ساکت پڑتا چلا گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔ بوگ ڈان کے ہلاک ہوتے ہی جیف مارشل آگے بڑھا اور اس کے چہرے پر سے ماسک اتارنے لگا۔ جیسے ہی بوگ ڈان کے چہرے سے ماسک اتر گیا تو اس کی شکل دیکھ کر جیف مارشل کے چہرے پر خفیف سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ بوگ ڈان کا چونکہ اس کے پاس فائل میں فوٹو گراف موجود تھا اس لئے وہ اسے پہچان گیا تھا۔ جیف

مارشل چند لمحے مردہ بوگ ڈان کا جائزہ لیتا رہا پھر وہ ماسک پکڑے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑا ہوا اور ماسک اپنے چہرے پر چڑھا کر اسے ایڈجسٹ کرنے لگا۔ چند لمحوں میں جیف مارشل نے اپنے چہرے پر ماسک ایڈجسٹ کر لیا تو پھر وہ ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں اپنا تنقیدی جائزہ لینے لگا۔ اسی لمحے بوگ ڈان کی پینٹ کی جیب میں موجود سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جیف مارشل بے اختیار چونک پڑا۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے سے ہٹ کر بوگ ڈان کی طرف بڑھا۔ اس نے بوگ ڈان کی پینٹ کی جیب سے سیل فون نکال کر اس کی سکرین پر دیکھا تو سکرین پر پرنسز ڈاریا کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ اس نے لیس کا بٹن پریس کر کے سیل فون اپنے کان سے لگا لیا۔

''ہیلو''...... جیف مارشل نے بوگ ڈان کی آواز میں بولتے ہوئے کہا۔

''بوگ ڈان۔ تم اس وقت کس ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہو''۔ دوسری طرف سے پرنسز ڈاریا کی آواز سنائی دی۔

''میں اس وقت سٹار ہوٹل میں مقیم ہوں۔ تم کہاں ہو اور کیا تم نے مشن مکمل کر لیا ہے''...... جیف مارشل نے جواب میں پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے انتہائی آسانی سے مشن مکمل کر لیا ہے۔ پروفیسر احسان فارانی اور اس کی مسز کو مجھ پر ذرا بھی شبہ نہیں ہوا کہ میں اصلی شائلہ احسان ہوں یا اس کے میک اپ میں کوئی اور

ہوں۔ اب میں ائیر پورٹ کی طرف جا رہی ہوں اس لئے تم بھی فوراً ائیر پورٹ پر پہنچ جاؤ۔ اس سے پہلے کہ پروفیسر احسان فارانی کو ہوش آ جائے ہم پاکیشیا سے نکل جائیں گے''...... دوسری طرف سے پرنسز ڈاریا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو جیف مارشل کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

''کیا تم ابھی تک شمائلہ احسان کے میک اپ میں ہو''۔ جیف مارشل نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں نے اپنا حلیہ بدل لیا ہے۔ کیونکہ جیسے ہی پروفیسر احسان فارانی کو ہوش آئے گا تو اسے اپنے فارمولے کے چوری ہونے کا پتہ چل جائے اور لامحالہ وہ پولیس یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بتا دے گا کہ اس کی بیٹی شمائلہ احسان اسے بے ہوش کر کے فارمولا چوری کر کے لے گئی ہے اس لئے پولیس میری تلاش میں شہر کی ناکہ بندی کرا سکتی ہے۔ ویسے پروفیسر احسان کم سے کم دو گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا اس لئے پولیس کو پتہ چلنے کا امکان نہیں ہے۔ تم پریشان نہ ہو، تم جب ائیر پورٹ کی عمارت میں داخل ہو گے تو میں تمہیں دیکھ کر وکٹری کا نشان بنا دوں گی تو تم سمجھ جانا کہ میں ہی پرنسز ڈاریا ہوں۔ میں ائیر پورٹ پہنچنے والی ہوں''۔ پرنسز ڈاریا کی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ میں ہوٹل سے نکل رہا ہوں۔ کیا طیارہ چارٹرڈ ہو چکا ہے''...... جیف مارشل نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے ریڈ کراس کے سیکشن بلیک ایگل کے چیف گروٹ کو فون کر دیا ہے اور اس نے چند لمحے پہلے مجھے اطلاع دی ہے کہ طیارہ چارٹرڈ ہو چکا ہے۔ چونکہ ہمارے کاغذات پہلے سے ہی تیار ہیں اس لئے ہمیں پاکیشیا سے نکلنے میں کسی قسم کی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا''...... پرنسز ڈاریا کی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ میں آ رہا ہوں''...... جیف مارشل نے کہا اور پھر اس نے سیل فون آف کر کے اپنی پینٹ کی جیب میں رکھ لیا۔ اس کے بعد اس نے بوگ ڈان کے سفری بیگ سے اس کا ایک لباس نکال کر پہن لیا۔ اس نے ایک مرتبہ پھر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا تنقیدی جائزہ لیا۔ اس لباس اور ماسک میک اپ میں پرنسز ڈاریا بھی اسے نہیں پہچان سکے گی کہ وہ بوگ ڈان ہے یا ایکریمی سپر ایجنٹ جیف مارشل۔ پھر جیف مارشل نے کمرے سے نکل کر دروازہ اندر سے لاک کیا اور خود تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک ٹیکسی میں سوار ائیر پورٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جیف مارشل تقریباً آدھے گھنٹے میں ائیر پورٹ پہنچ گیا۔ ائیر پورٹ کی عمارت میں داخل ہونے کے بعد وہ پرنسز ڈاریا کو تلاش کرنے لگا۔ ائیر پورٹ کی عمارت میں بہت سی لڑکیاں موجود تھیں جو ایسٹ کلاس سے تعلق رکھتی تھیں مگر اسے ایسی کوئی لڑکی دکھائی نہ دی جو اسے دیکھ کر وکٹری کا نشان بناتی اور وہ سمجھ جاتا کہ یہی پرنسز ڈاریا ہے۔ وہ ایک ایک

لڑکی کو غور سے تو نہیں دیکھ سکتا تھا البتہ جتنی بھی وہاں لڑکیاں موجود تھیں ان سب پر وہ سرسری نظریں ڈالتا جا رہا تھا۔

''پرنسز ڈاریا کہاں ہے''...... جیف مارشل ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔ وہ تھوڑی دیر تک ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر اس نے سوچا کہ وہ فون کر کے پرنسز ڈاریا کو بتائے کہ وہ ایئرپورٹ کی عمارت میں پہنچ چکا ہے اور وہ اسے تلاش کر رہا ہے۔ اس نے جیب سے بوگ ڈان کا سیل فون نکالا اور آن کر کے پرنسز ڈاریا کا نمبر دیکھنے لگا۔ اس سے پہلے کہ وہ پرنسز ڈاریا کا نمبر ٹریس کر کے نمبر پریس کرتا، اسی لمحے سیل فون پر ایک میسج آ گیا۔ جیف مارشل نے میسج اوپن کر کے پڑھنے کا آپشن آن کیا تو وہ میسج پرنسز ڈاریا کی طرف سے تھا۔ جیف مارشل وہ میسج پڑھنے لگا۔

''مسٹر۔ میں جانتی ہوں کہ تم مجھے تلاش کر رہے ہو گے اور تم ایک ایک لڑکی کو غور سے دیکھ رہے ہو گے مگر تمہیں یہ جان کر افسوس ہو گا کہ میں اس وقت ایئرپورٹ پر نہیں بلکہ طیارے میں سوار ہوں اور طیارہ پاکیشیا کی فضاؤں میں پرواز کر چکا ہے۔ جب تم پبلک لاؤنج میں پہنچے تو میں نے تمہارے قریب سے گزرتے ہوئے تمہیں پہچان لیا تھا کہ تم بوگ ڈان نہیں بلکہ اس کے میک اپ میں کوئی اور ہو اور تم نے یقیناً بوگ ڈان کو ہلاک کر دیا ہو گا۔ میں سمجھ گئی ہوں کہ تم بھی اسی فارمولے کے حصول کے لئے آئے ہو جس کے حصول کے لئے میں آئی ہوں۔ تم جو کوئی بھی ہو، تم نے اپنی

طرف سے تو بہت کوشش کی ہے کہ تم بوگ ڈان کے میک اپ میں مجھ سے فارمولا حاصل کر سکو لیکن تم یہ نہیں جانتے کہ بوگ ڈان کا دایاں کان چھوٹا ہے اور بایاں کان بڑا ہے۔ اگر میں تمہارے دونوں کان نہ دیکھتی تو شاید میں بھی دھوکا کھا جاتی اور تم مجھ سے فارمولا چھین لیتے۔ بہرحال زندگی رہی تو کبھی نہ کبھی ملاقات ہو گی۔ گڈ بائی''...... جیف مارشل نے پرنسز ڈاریا کا میسج پڑھا تو اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔ واقعی اس نے بوگ ڈان کے دونوں کانوں پر غور نہیں کیا تھا جس کی وجہ سے پرنسز ڈاریا نے اسے پہچان لیا تھا کہ وہ بوگ ڈان کے روپ میں کوئی اور ہے اس لئے وہ فوری طور پر چارٹرڈ طیارے پر سوار ہو کر چلی گئی تھی اور جیف مارشل کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

عمران کی کار دانش منزل کے گیٹ پر رکی تو بلیک زیرو نے جو دیوار پر نصب سکرین کی طرف دیکھ رہا تھا کی بورڈ کا ایک بٹن پریس کر دیا تو گیٹ آٹومیٹک انداز میں کھلتا چلا گیا۔ عمران کی کار جیسے ہی دانش منزل میں داخل ہوئی تو بلیک زیرو نے ایک اور بٹن پریس کر دیا اور گیٹ دوبارہ آٹومیٹک انداز میں بند ہو گیا۔ چند لمحوں کے بعد عمران کنٹرول روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھنے کے بعد ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور سر سلطان کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''سلطان اسپیکنگ''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران بیٹے۔ طاہر نے تمہیں بتایا ہو گا کہ آج صبح پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے ان کی نئی انقلابی ایجاد بلٹ پروف سکن بنانے کا فارمولا چوری ہو گیا ہے''...... سر سلطان نے تیز لہجے میں کہا۔

''کیسے ان کی لیبارٹری سے فارمولا چوری ہو گیا ہے۔ میری معلومات کے مطابق بہار کالونی میں تو کوئی غیر متعلقہ شخص داخل نہیں ہو سکتا پھر یہ کیسے ہو گیا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہاری یہ بات بھی درست ہے کہ بہار کالونی میں کوئی غیر متعلقہ شخص داخل نہیں ہو سکتا مگر تمہیں یہ سن کر حیرت ہو گی کہ پروفیسر احسان فارانی کی انقلابی ایجاد کا فارمولا کسی اور نے نہیں، ان کی بیٹی شائلہ احسان نے چوری کیا ہے''...... سر سلطان نے کہا تو عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

''کیا۔ کیا پروفیسر احسان فارانی کا فارمولا ان کی بیٹی شائلہ احسان نے چوری کیا ہے۔ شائلہ احسان تو گریٹ لینڈ کی یونیورسٹی میں پڑھتی ہے پھر وہ کب پاکیشیا آئی تھی''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شائلہ احسان ہر سال ایگزامز سے فارغ ہونے کے بعد ایک ماہ کی چھٹیوں پر پاکیشیا آتی ہے اور آج صبح وہ گریٹ لینڈ سے پاکیشیا آئی تھی۔ پروفیسر احسان فارانی کے مطابق شائلہ دس بجے ان

کے ساتھ ان کی لیبارٹری میں گئی تھی جہاں وہ پروفیسر احسان فارانی کے ساتھ کچھ دیر رہی اور پروفیسر احسان سے ان کی ایجاد کے فارمولے کے بارے میں ڈسکس کرتی رہی۔ پروفیسر احسان فارانی نے اپنے فارمولے کی فائل نکالی اور شمائلہ احسان کو بتا رہے تھے کہ شمائلہ احسان نے یکلخت ایک جار اٹھا کر ان کے سر پر مار دیا جس سے ان کا سر پھٹ گیا اور وہ بے ہوش کر وہیں گر گئے۔ اس کے بعد انہیں ہوش آیا تو اس وقت دن کے تین بج رہے تھے۔ وہ اپنی لیبارٹری میں زمین پر گرے پڑے تھے اور ان کی انقلابی ایجاد کا فارمولا غائب تھا۔ وہ فوری طور پر لیبارٹری سے نکل کر کوٹھی میں آئے اور ان کا سر زخمی دیکھ کر ان کی مسز پریشان ہو گئیں۔ انہوں نے پروفیسر احسان فارانی سے ان کے زخمی ہونے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ساری بات بتا دی کہ شمائلہ انہیں زخمی کر کے ان کا فارمولا چوری کر کے لے گئی ہے۔ مسز احسان فارانی نے بتایا کہ شمائلہ گیارہ بجے سے اپنی فرینڈز سے ملنے گئی ہوئی ہے اور ابھی تک واپس نہیں آئی۔ پروفیسر احسان فارانی نے شمائلہ کے سیل فون پر ٹرائی کیا مگر اس کا سیل فون آف تھا۔ تب انہوں نے مجھے فون کیا اور ساری بات بتا دی۔ میں نے فوری طور پر ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن سے بات کی تو وہ فوری طور پر پروفیسر احسان فارانی کی کوٹھی پر گئے اور وہاں انہوں نے شواہد اکٹھے کئے اور شہر کی پولیس کو الرٹ کر دیا مگر شمائلہ احسان کا کہیں پتہ نہیں چل سکا۔ صدر مملکت کو

جب اس بارے رپورٹ دی گئی تو وہ بھی بہت پریشان ہوئے ہیں اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہ کیس سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر کر دوں کہ وہ اس کیس پر کام کرتے ہوئے نہ صرف شمائلہ احسان کو گرفتار کرے بلکہ اس سے فارمولا بھی برآمد کرے''...... سر سلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران کی کشادہ پیشانی پر لاتعداد شکنیں ابھرتی چلی گئیں۔

''آپ پریشان نہ ہوں میں اس سلسلے میں کچھ کرتا ہوں۔ آپ میری طرف سے صدر مملکت کو تسلی دے دیں کہ فارمولا پاکیشیا کی ملکیت ہے اور اللہ نے چاہا تو فارمولا واپس آ جائے گا۔ میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گا کہ ہمارے فارمولے سے کوئی اور ملک فائدہ اٹھائے''...... عمران نے سر سلطان کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے عمران بیٹے۔ جو کچھ بھی کرنا ہے فوری کرو۔ میں تو اس بات پر حیران ہوں کہ پروفیسر احسان فارانی کی بیٹی شمائلہ احسان نے فارمولا کس کے کہنے پر چوری کیا ہو گا''...... سر سلطان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''جہاں تک میرا اندازہ ہے کہ کسی ملک کو پروفیسر احسان کی اس ایجاد کے بارے میں علم ہو گیا ہو گا اور انہوں نے پروفیسر احسان فارانی سے فارمولا حاصل کرنے کے لئے شمائلہ احسان کے میک اپ میں کوئی لیڈی ایجنٹ بھیجی ہو گی جو انتہائی آسانی سے فارمولا حاصل کر کے چلی گئی اور وہ لیڈی ایجنٹ یقیناً اب تک

پاکیشیا سے بھی جا چکی ہو گی۔ بہرحال میں معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں کہ کس ملک نے ہمارا فارمولا چوری کرایا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے عمران بیٹے۔ میں صدر صاحب کو رپورٹ دے دیتا ہوں کہ یہ کیس سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر ہو گیا ہے اور سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے اس کیس پر کام شروع کر دیا ہے۔ اللہ حافظ''۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی اور پھر رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور سوچنے لگا کہ پروفیسر احسان فارانی کا فارمولا کس ملک نے چوری کرایا ہو گا۔

''طاہر۔ سرخ جلد والی ڈائری دینا''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے ٹیبل کی دراز کھول کر سرخ جلد والی ڈائری نکالی اور عمران کے حوالے کر دی۔ عمران ڈائری کھول کر اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد اس کی نظریں ایک پیج پر رک گئیں اور اس پیج پر لکھا نمبر ذہن نشین کرنے کے بعد اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر گریٹ لینڈ میں فارن ایجنٹ بروک ڈیبری کے سپیشل سیل فون کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ہیلو۔ بروک ڈیبری اسپیکنگ''...... چند لمحوں کے بعد رابطہ قائم ہوا تو دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص اور سرد لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم''...... بروک ڈیبری نے اس مرتبہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بروک۔ پاکیشیائی پروفیسر احسان فارانی کی بیٹی شائلہ احسان گریٹ لینڈ کی میڈیکل یونیورسٹی میں پڑھتی ہے۔ تم مجھے اس کے بارے میں فوری طور پر معلوم کر کے بتاؤ کہ وہ اس وقت وہاں یونیورسٹی میں موجود ہے یا نہیں۔ اگر وہ موجود نہیں ہے تو کہاں ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''اوکے سر۔ میں شائلہ احسان کے بارے میں معلوم کر کے آپ کو رپورٹ دیتا ہوں''...... بروک ڈیبری نے جواب دیا تو عمران نے ہاتھ سے کریڈل دبا کر چھوڑ دیا اور پھر جیسے ہی رسیور میں ٹون آئی تو اس نے ایک مرتبہ پھر نمبرز پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا اسپیکنگ''...... جیسے ہی رابطہ قائم ہوا تو دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... جولیا نے اس مرتبہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے ان کی بیٹی شائلہ ان کا فارمولا چوری کر کے لے گئی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ کوئی غیر ملکی لیڈی ایجنٹ شائلہ کے میک اپ میں پروفیسر احسان فارانی کی رہائش گاہ پر آئی تھی۔ تم تمام ممبران کو آرڈر کر دو کہ وہ فوری طور پر

تمام ہوٹلوں میں ایسے غیر ملکیوں کو چیک کریں جن کا تعلق گریٹ لینڈ اور ایکریمیا سے ہو۔ خصوصاً ان افراد کو جنہوں نے گزشتہ رات وہاں سٹے کیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اوکے سر۔ میں ابھی تمام ممبران کو احکامات دے دیتی ہوں۔ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے چیف''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ تمام ممبران سے یہ بھی کہہ دینا کہ جیسے ہی کوئی کلیو ملے تو وہ مجھے ڈائریکٹ فون کر لیں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ کر اپنا سر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ پھر تقریباً دس منٹ کے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''چیف۔ بروک ڈیبری بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے گریٹ لینڈ میں فارن ایجنٹ بروک ڈیبری کی آواز سنائی دی۔

''یس بروک۔ شمائلہ احسان کے بارے میں کیا معلوم ہوا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''چیف۔ شمائلہ احسان کے بارے میں مجھے جو معلومات ملی ہیں وہ یہ ہیں کہ شمائلہ احسان دو دن سے اپنے ہاسٹل سے غائب ہے۔ اس کی کولیگز کو بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے البتہ اس نے کل رات پاکیشیا کے لئے روانہ ہونا تھا کیونکہ اس کی ٹکٹ کنفرم ہو چکی

تھی''...... بروک ڈیبری نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم نے ائیرپورٹ سے یہ معلوم کیا ہے کہ شمائلہ احسان کل رات پاکیشیا کے لئے روانہ ہوئی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''یس چیف۔ میں نے یہ بھی معلوم کیا ہے اور ائیر لائن کمپنی کے ریکارڈ کے مطابق شمائلہ احسان کل رات پاکیشیا کے لئے روانہ ہوئی تھی''...... بروک ڈیبری نے کہا تو عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''اوکے۔ میں نے یہی کنفرم کرنا تھا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اب اسے ممبران کی کال کا انتظار تھا اور اسے امید تھی کہ کوئی نہ کوئی ممبر کوئی کلیو ضرور تلاش کر لے گا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی بیل ایک مرتبہ پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں صفدر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''یس''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں نے شہر کے تمام ہوٹلوں میں رہائش پذیر غیر ملکیوں کے کوائف چیک کئے ہیں۔ مجھے سٹار ہوٹل کے ایک ویٹر سے معلومات ملی ہیں کہ سٹار ہوٹل میں دو ایسے غیر ملکی بھی الگ الگ کمروں میں ٹھہرے ہوئے تھے جن میں ایک روسیاہی تھا جبکہ دوسرا ایکریمین تھا۔ ایکریمین، روسیاہی شخص کو قتل کر کے فرار ہو گیا ہے۔

میں نے قتل ہونے والے شخص کی لاش دیکھی ہے وہ ایکریمین ہے۔ میں نے ایک ویٹر سے معلومات حاصل کیں تو ویٹر نے بتایا کہ اس نے پہلے قتل ہونے والے ایکریمین کے پاس ایک فائل میں دو فوٹو گراف دیکھے تھے جو ایک لڑکی اور ایک نوجوان کے تھے اور لڑکی کا وہی فوٹو گراف اس نے دوسرے کمرے میں رہائش پذیر روسیاہی کے پاس فائل میں دیکھا تھا۔ ویٹر نے لڑکی اور نوجوان کا جو حلیہ بتایا ہے وہ شمائلہ احسان اور عمران صاحب سے ملتا جلتا ہے۔ ویٹر کے بیان کے مطابق وہ تھوڑی دیر کے بعد چائے کے برتن اٹھانے روسیاہی شخص کے کمرے میں گیا تو روسیاہی شخص تو کمرے میں موجود نہیں تھا البتہ اس کمرے میں ایک لاش بیڈ پر پڑی ہوئی تھی اور وہ کسی اور روسیاہی شخص کی لاش تھی مگر لباس پہلے والے روسیاہی شخص کا ہی تھا''...... صفدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا وہ روسیاہی شخص اکیلا ہی ہوٹل میں رہائش پذیر تھا یا اس کے ساتھ کوئی لڑکی بھی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''نو چیف۔ اس کے ساتھ کوئی لڑکی نہیں تھی۔ وہ اکیلا تھا اور آج صبح تقریباً سات بجے ہوٹل میں آیا تھا''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور ایکریمین کب ہوٹل میں آیا تھا۔ کیا وہ بھی اکیلا تھا یا اس کے ساتھ کوئی لڑکی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''چیف۔ ایکریمین کے ساتھ بھی کوئی لڑکی نہیں تھی۔ وہ تقریباً دس بجے صبح ہوٹل میں آیا تھا''...... صفدر نے جواب دیا۔

''کیا تم نے روسیاہی اور ایکریمین کے کمروں کی تلاشی لی تھی''۔ عمران نے کہا۔

''یس چیف۔ میں نے ان دونوں کمروں کی تلاشی لی تھی لیکن دونوں کمروں سے کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے ان دونوں کے بارے میں کوئی کلیو مل سکتا''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''اب اس روسیاہی شخص کی لاش کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''چیف۔ پولیس نے روسیاہی شخص کی لاش کا پوسٹ مارٹم کرانے کے بعد لاش نیشنل ہسپتال کے سرد خانے میں رکھوا دی ہے اور اسے قتل کرنے والے ایکریمین کو تلاش کر رہی ہے''...... صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تم نیشنل ہسپتال جاؤ اور روسیاہی شخص کے لباس کا جائزہ لو۔ ہوسکتا ہے کوئی ایسا کلیو مل جائے جس سے یہ پتہ چل جائے کہ اس روسیاہی شخص کا تعلق روسیاہ کی کس ایجنسی سے ہے۔ میرا خیال ہے کہ شمائلہ احسان کا یقیناً ایکریمین یا روسیاہی شخص سے ضرور لنک تھا۔ تم ہسپتال میں اپنا سپیشل کارڈ یوز کرنا''...... عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''رائٹ چیف۔ میں ابھی نیشنل ہسپتال جاتا ہوں''۔ صفدر نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن بھرے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس کے ذہن میں مسلسل یہ سوال ابھر رہا تھا کہ کیا پروفیسر احسان فارانی کی بیٹی شمائلہ احسان کا تعلق کسی ایجنسی سے ہے جس نے اپنے باپ کا فارمولا چوری کر لیا ہے۔ چونکہ اس نے گریٹ لینڈ میں اپنے فارن ایجنٹ بروک ڈیبری کے ذریعے معلوم کر لیا تھا کہ شمائلہ احسان گریٹ لینڈ سے پاکیشیا آئی تھی لیکن عمران اس پہلو پر بھی سوچ رہا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ شمائلہ احسان کے میک اپ میں کوئی اور لڑکی ہو اور شمائلہ احسان ان کی قید میں ہو۔ تقریباً پچیس منٹ کے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا۔ ٹیلی فون کی سی ایل آئی پر صفدر کا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں نے نیشنل ہسپتال میں روسیاہی شخص کے لباس کی تلاشی لی ہے لیکن اس کے لباس سے کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے اس کی شناخت کا پتہ چل سکتا البتہ میں نے اس کی ٹائی کو غور سے دیکھا ہے۔ اس کی وائٹ کلر کی ٹائی کے کونے میں ریڈ کراس کا نشان ہے''...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''وائٹ کلر کی ٹائی پر ریڈ کراس کا ڈیزائن بنا ہوا ہے یا ایسے ہی نشان ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''چیف۔ ٹائی پر ریڈ کراس کا ڈیزائن نہیں بنا ہوا بلکہ ٹائی کے اوپر کونے میں ریڈ کراس کا چھوٹا سا نشان بنایا گیا ہے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... عمران نے گمبھیر لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''وائٹ کلر کی ٹائی کے اوپر کونے میں ریڈ کراس کا نشان۔ اوہ۔ عمران صاحب۔ یہ ریڈ کراس روسیاہ کی وہی نئی سیکرٹ ایجنسی ہے جس کے بارے میں آپ نے مجھے بتایا تھا''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں۔ ریڈ کراس ایجنسی کو وجود میں آئے تقریباً کچھ ہی عرصہ ہوا ہے۔ اب یہ تو کنفرم ہو گیا ہے کہ پروفیسر احسان فارانی کا فارمولا روسیاہ نے چوری کرایا ہے۔ ریڈ کراس ایجنسی نے پہلے گریٹ لینڈ سے شمائلہ احسان کو اغوا کیا ہو گا پھر اس سے پروفیسر احسان فارانی، ان کی مسز اور گھر کے دیگر افراد کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اپنی کسی لیڈی ایجنٹ کو شمائلہ احسان کے میک اپ میں پاکیشیا بھیجا اور یوں لیڈی ایجنٹ پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے فارمولا چوری کر کے فرار ہو گئی۔ ریڈ کراس

ایجنسی کے سیکرٹ ایجنٹوں کی یہ خاص نشانی ہے کہ ان کی وائٹ کلر کی ٹائی کے اوپر ریڈ کراس کا نشان کندہ ہوتا ہے جو ان کی پہچان ہے۔ جہاں تک روسیاہی ایجنٹ کو قتل کرنے کی بات ہے تو میرا خیال ہے کہ پروفیسر احسان فارانی کا فارمولا حاصل کرنے کے لئے کسی دوسرے ملک کا ایجنٹ بھی پاکیشیا آیا تھا اور اسی نے ہی روسیاہی ایجنٹ کو قتل کیا ہو گا''...... عمران نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''لیکن روسیاہ کو پروفیسر احسان فارانی کے فارمولے کے بارے میں کیسے علم ہوا ہو گا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہو سکتا ہے شائلہ احسان نے اپنے والد کی اس ایجاد کے بارے میں کسی سے ذکر کر دیا ہو جس سے روسیاہ کو بھنک پڑ گئی ہو۔ بہرحال فارمولا ہمارے سائنس دان کی ایجاد ہے اور میں کبھی ایسا نہیں ہونے دوں گا کہ ہمارے فارمولے سے کوئی دوسرا ملک فائدہ اٹھائے۔ ہمیں وہ فارمولا واپس لانا ہے''...... عمران نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر بھی چٹانوں کی سی سختی ابھری ہوئی تھی۔

''عمران صاحب۔ آپ سے ایک درخواست کرنی تھی''۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''ہاں بولو''...... عمران نے چائے کا خالی کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس مشن

پر آپ مجھے اکیلا روسیاہ بھیجیں کیونکہ دانش منزل میں پڑے پڑے میری صلاحیتوں کو زنگ لگتا جا رہا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم اس مشن پر نہیں جا سکتے کالے صفر''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ میں اس مشن پر کیوں نہیں جا سکتا۔ آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ میرے اندر صلاحیت نہیں ہے کہ میں فارمولا واپس لا سکوں''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے پیارے کالے صفر۔ تم اس مشن پر اس لئے نہیں جا سکتے کہ تم سیکرٹ سروس کے چیف ہو۔ اگر چیف ہی اکیلا مشن پر چلا جائے تو پیچھے سیکرٹ سروس کو کون سنبھالے گا۔ میں اس مرتبہ صرف صفدر کو مشن پر بھیج رہا ہوں کیونکہ تمام ممبران کو ایک ہی شکوہ ہوتا ہے کہ مشن پر کام صرف میں کرتا ہوں اور وہ کٹھ پتلیوں کی طرح میرے ساتھ لگے رہتے ہیں اس لئے میں اب باری باری تمام ممبران کو اکیلا ہی مشن پر بھیجوں گا تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کا کھل کر مظاہرہ کر سکیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا صفدر اکیلا اس مشن پر کام کر سکے گا''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ صفدر اکیلا اس مشن پر کام کر سکے گا کیونکہ وہ سپر ایجنٹ ہے۔ وہ میرا تربیت یافتہ ہے اور میں اس کی صلاحیتوں سے اچھی

طرح واقف ہوں۔ وہ بہت بہتر انداز میں کام کرتا ہے صرف اسے گائیڈ کرنے کی ضرورت ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑی سرخ جلد والی ضخیم ڈائری اٹھائی اور ورق گردانی کرنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد اس نے ایک نمبر ذہن نشین کیا اور ڈائری بند کر کے واپس میز پر رکھی اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیلو۔ بلیک آئی کلب“...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بات کر رہا ہوں۔ ڈینیل سے بات کراؤ“...... عمران نے کہا۔

”اوکے سر۔ آپ ہولڈ کریں“...... آپریٹر لڑکی نے کہا اور پھر اگلے لمحے رسیور سے مترنم موسیقی کی آواز آنے لگی۔ چونکہ فون کا لاؤڈر آن تھا اس لئے موسیقی کی آواز بلیک زیرو بھی سن رہا تھا۔

ڈینیل روسیاہی دارالحکومت میں بلیک آئی کلب کا مالک تھا۔ اس کے کلب کا شمار روسیاہی دارالحکومت کے اعلیٰ ترین کلبوں میں ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ ڈینیل نے اپنا ایک سینڈیکیٹ بھی بنایا ہوا تھا جس کے ممبر اس نے روسیاہ کی خفیہ ایجنسیوں کے علاوہ یورپ کی تمام ایجنسیوں میں بھی پھیلائے ہوئے تھے۔ اگر کسی ملک کو کسی خفیہ ایجنسی کے بارے میں معلومات درکار ہوتیں تو وہ ڈینیل سے ہی رابطہ کرتا تھا۔ اس کے سینڈیکیٹ کے لوگ بہت متحرک اور

ہوشیار تھے۔ ایک مرتبہ ڈینیل کا ایکریمیا میں روڈ ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ ایک کار نے پیچھے سے اس کی کار کو ٹکر مار دی تھی جس کی وجہ سے ڈینیل کی کار نہ صرف قلابازی کھاتے ہوئے الٹ گئی تھی بلکہ ڈینیل شدید زخمی ہو گیا تھا۔ جس کار نے ٹکر ماری تھی اس کا ڈرائیور موقع سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس وقت عمران بھی وہاں سے گزر رہا تھا تو اس نے فوری طور پر ڈینیل کو ہسپتال پہنچایا۔ خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے ڈینیل کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی مگر ڈاکٹروں کی سرتوڑ کوششوں سے ڈینیل کی جان بچ گئی تھی اور تب سے وہ عمران کا فرینڈ بن گیا تھا۔

”ہیلو پرنس۔ میں ڈینیل بات کر رہا ہوں۔ کیسے ہو تم“۔ چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ بھاری آواز سنائی دی۔

”آئی ایم فائن۔ تم سناؤ۔ کیسے ہو“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں بھی ٹھیک ہوں پرنس۔ آج تم نے بہت عرصے کے بعد فون کیا ہے اور تم جب بھی فون کرتے ہو تو کسی کام کے سلسلے میں ہی کرتے ہو اور آج بھی یقیناً تم نے کسی کام کے لئے ہی فون کیا ہو گا“...... ڈینیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تم نے ٹھیک اندازہ لگایا ہے۔ واقعی میں نے تمہیں ایک ضروری کام کے سلسلے میں فون کیا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پرنس۔ بتاؤ، آج کیا معلوم کرنا ہے''...... دوسری طرف سے ڈینیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ڈینیل۔ مجھے روسیاہی ایجنسی ریڈ کراس کے بارے میں معلومات چاہئیں۔ آج صبح ریڈ کراس کی ایک لیڈی ایجنٹ یہاں پاکیشیا میں پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے ایک فارمولا چوری کر کے لے گئی ہے۔ مجھے کنفرم کر کے بتاؤ کہ کیا واقعی اس لیڈی ایجنٹ کا تعلق روسیاہ کی ریڈ کراس ایجنسی سے ہی تھا اور اب اس نے فارمولا کہاں پہنچایا ہے''...... عمران نے اس مرتبہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''پرنس۔ اگرچہ ریڈ کراس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا بہت مشکل ہے لیکن چونکہ تمہارے مجھ پر بہت احسانات ہیں اس لئے میں تمہاری خاطر ایک شرط پر یہ معلومات حاصل کروں گا کہ تم میرے اکاؤنٹ میں کوئی پیسہ نہیں بھجواؤ گے۔ بولو منظور ہے تمہیں''۔ ڈینیل نے کہا۔

''اگر میں کہوں کہ مجھے منظور نہیں ہے تو پھر کیا تم معلومات حاصل نہیں کرو گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف ڈینیل بھی ہنس پڑا۔

''پرنس۔ تمہاری خاطر تو میں اپنی جان تک دے سکتا ہوں لیکن میری تم سے ریکوئسٹ ہے کہ تم میرے اکاؤنٹ میں ایک ڈالر بھی جمع نہیں کراؤ گے''...... ڈینیل نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ فی الحال مجھے تمہاری جان نہیں چاہئے۔ مجھے ریڈ کراس کے بارے میں معلومات چاہئیں۔ میں کتنی دیر میں فون کر لوں''...... عمران نے پوچھا۔

''پرنس۔ تم ایک گھنٹے کے بعد فون کر لینا''...... دوسری طرف سے ڈینیل نے جواب دیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور بلیک زیرو کی طرف دیکھنے لگا جو اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''کالے صفر۔ خیریت تو ہے۔ کیا میرے منہ پر بارہ بج رہے ہیں جو ٹکر ٹکر مجھے ہی دیکھے جا رہے ہو''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو بلیک زیرو جھینپ سا گیا۔

''میں تو ویسے ہی آپ کو دیکھ رہا تھا''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ آج تمہارا چائے پلانے کا موڈ نہیں ہے اس لئے تم آرام سے بیٹھے ہوئے ہو''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکرا دیا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں ابھی چائے بنا کر لاتا ہوں''۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے اپنا سر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا اور روسیاہی ایجنٹوں کے بارے میں سوچنے لگا جنہوں نے انتہائی مہارت اور خاموشی سے پاکیشیا میں آ کر اپنا مشن مکمل کر لیا تھا اور انہیں کانوں کان خبر

تک نہ ہوئی تھی۔ اگر سٹار ہوٹل کے کمرے سے روسیاہی ایجنٹ کی لاش برآمد نہ ہوتی اور صفدر باریک بینی سے اس کے کپڑوں کی چیکنگ نہ کرتا تو وہ ابھی تک اندھیرے میں ہوتے کہ پروفیسر احسان فارانی کی ایجاد کا فارمولا کس ملک کی ایجنسی نے چوری کیا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد بلیک زیرو چائے کے دو کپ اٹھائے کنٹرول روم میں آ گیا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے اور دوسرا اپنے سامنے میز پر رکھا اور اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ چائے پی لیں''...... بلیک زیرو نے عمران سے کہا تو عمران سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور اس نے چائے کا کپ اٹھا لیا۔

''ویسے سیکرٹ سروس کے ممبرز کو یہ معلوم ہو جائے کہ ان کا چیف ایکسٹو مجھے اپنے ہاتھوں سے چائے بنا کر پلاتا ہے تو ان کا کیا ردعمل ہو گا''...... عمران نے چائے سپ کرتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی مسکرا دیا۔

''لیکن جب انہیں یہ معلوم ہو گا کہ دراصل ایکسٹو کون ہے تو پھر ان کا ردعمل دیکھنے والا ہو گا''...... بلیک زیرو نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''ہاں۔ یہ تو ہے۔ سیکرٹ سروس کے ممبر خاص طور پر جولیا تو غش کھا کر بے ہوش ہو جائے گی اور تنویر مجھے گولیوں سے چھلنی کر

دے گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔

''تنویر کا تو اب بھی بس نہیں چلتا ورنہ وہ آپ کو حقیقتاً گولیاں مار دے کیونکہ وہ جولیا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی شادی میں ہمیشہ آپ کو اپنی راہ کا کانٹا سمجھتا ہے۔ ویسے عمران صاحب آپ کو جولیا سے شادی کر لینی چاہئے۔ اگر آپ اس سے شادی نہیں کرتے تو آپ تنویر کو اجازت دے دیں تا کہ وہ جولیا سے شادی کر لے''۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ویسے تمہارا مشورہ تو بہت اچھا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں اس پر سوچوں گا اور جولیا سے بھی رائے لوں گا''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو حیرت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''آپ جولیا سے کیا رائے لیں گے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''یہی کہ میں کب اس کے بھائی تنویر سے اس کا ہاتھ مانگنے آؤں''...... عمران نے چائے کا کپ میز پر رکھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اس کا مطلب ہے کہ آپ جولیا سے شادی کرنے کے لئے سیرئیس ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں نے کب کہا ہے کہ میں جولیا سے شادی کرنے کے لئے سیرئیس ہوں''...... عمران نے چونک کر بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات کا تو یہی مطلب ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پیارے کالے صفر۔ میں نے جولیا سے رائے لینے کا کہا ہے شادی کرنے کا نہیں کہا۔ ویسے بھی میرے ہاتھوں میں ابھی تک شادی کی لکیر ابھری ہی نہیں ہے اس لئے فی الحال میری شادی کا کوئی سکوپ نہیں بن سکتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ایک مرتبہ پھر ہنس پڑا۔ پھر اسی طرح باتیں کرتے ہوئے ایک گھنٹہ گزر گیا تو عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور ڈینیل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو۔ بلیک آئی کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آپریٹر لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"میں پرنس بات کر رہا ہوں۔ ڈینیل سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"لیس سر۔ مسٹر ڈینیل آپ کی کال کا ویٹ کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ جیسے ہی آپ کی کال آئے تو میں آپ کی کال ان کے فون پر ڈائریکٹ کر دوں"...... آپریٹر لڑکی نے کہا اور پھر اس نے لائن ڈائریکٹ کر دی تو ایک مرتبہ پھر دوسری طرف بیل بجنے لگی۔ چند لمحوں کے بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ہیلو"...... دوسری طرف سے ڈینیل کی آواز سنائی دی۔

"ڈینیل۔ جو کچھ معلوم ہوا ہے۔ بلا تاخیر وہ بتانا شروع کر دو"۔

عمران نے کہا۔

"پرنس۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ کل رات ریڈ کراس ایجنسی کے دو سپر ایجنٹ پرنسز ڈاریا اور بوگ ڈان پاکیشیائی سائنس دان پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے فارمولا چوری کرنے کے مشن پر گئے تھے اور پرنسز ڈاریا مشن مکمل کر کے کامیاب لوٹی ہے جبکہ بوگ ڈان جس ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا وہاں اسے کسی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ پرنس۔ اس کے علاوہ مزید کچھ معلوم نہیں ہو سکا"...... دوسری طرف سے ڈینیل نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"اوکے۔ اتنا ہی کافی ہے۔ باقی میں خود معلوم کر لوں گا۔ تم مجھے ایسی کوئی ٹپ دو جس سے ریڈ کراس ایجنسی تک پہنچا جا سکے"۔ عمران نے کہا۔

"پرنس۔ ریڈ کراس ایجنسی کا چیف کرنل پاول انڈر گراؤنڈ رہتا ہے۔ وہ بہت کم ہی سامنے آتا ہے اور یہ بھی کسی کو معلوم نہیں ہے کہ اس کی رہائش گاہ اور ہیڈکوارٹر کہاں ہیں۔ اس کے بارے میں صرف اس کے چند دوستوں کو معلوم ہے۔ میں تمہیں ایک ٹپ دیتا ہوں۔ روسیاہ کے دارالحکومت کے گرینڈ ہوٹل کا مالک فیڈور ریڈ کراس ایجنسی کے ایک ایجنٹ ایگونے کا دوست ہے اور ایگونے گرینڈ ہوٹل میں جواء کھیلنے ڈیلی آتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ایگونے یقیناً کرنل پاول کے بارے میں جانتا ہو گا کہ وہ کہاں رہتا ہے اور ہیڈکوارٹر کہاں بنایا

گیا ہے۔ میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ ایگونے بہت خطرناک اور سفاک انسان ہے۔ اس لئے کوئی بھی اس کے منہ لگنا پسند نہیں کرتا اور اس سے سب دور دور رہتے ہیں''...... ڈینیل نے کہا۔

''کیا تم مجھے کرنل پاول، ایگونے اور پرنسز ڈاریا کے فوٹو گراف ایم ایم ایس کر سکتے ہو''...... عمران نے استفہامیہ لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ تم مجھے اپنا سیل نمبر بتا دو۔ میں تھوڑی دیر میں تینوں کی تصاویر تمہیں ایم ایم ایس کر دوں گا''...... ڈینیل نے کہا تو عمران سپیشل سیٹلائٹ سیل فون کا نمبر بتا دیا۔

''ٹھیک ہے پرنس۔ میں دس منٹ تک تمہیں فوٹو گراف ایم ایم ایس کر دوں گا''...... ڈینیل نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور بلیک زیرو کی طرف دیکھنے لگا۔

''سمجھ نہیں آ رہا کہ وہ ایکریمین کون تھا اور اس نے بوگ ڈان کو کیوں قتل کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ جہاں تک میرا خیال ہے کہ جس ایکریمین نے بوگ ڈان کو سٹار ہوٹل میں قتل کیا ہے۔ وہ یقیناً کسی ملک کا سیکرٹ ایجنٹ ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ بھی پروفیسر احسان فارانی کا فارمولا حاصل کرنے آیا ہو اور اس کا اچانک بوگ ڈان سے سامنا ہو گیا ہو اور اس نے بوگ ڈان کو قتل کر دیا ہو''...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تمہاری بات سو فیصد درست ہے طاہر۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا۔

بہرحال وہ جو بھی تھا بہت جلد اس کے بارے میں پتا چل جائے گا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر دس منٹ کے بعد عمران کے سپیشل سیٹلائٹ سیل فون نمبر پر ایک ایم ایم ایس موصول ہوا تو عمران نے سپیشل سیٹلائٹ فون اٹھا کر ایم ایم ایس چیک کرنے والا آپشن اوپن کیا تو اس میں تین فوٹو گراف آئے ہوئے تھے۔ عمران نے تینوں فوٹو گراف کمپیوٹر میں ڈاؤن لوڈ کئے اور ان کے پرنٹ نکال کر غور سے باری باری ان تینوں کے فوٹو گراف دیکھنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... جولیا نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جولیا۔ تم تمام ممبران کو کال کر کے بتا دو کہ سب گیارہ بجے تک دانش منزل کے میٹنگ ہال میں پہنچ جائیں۔ عمران کو کال کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں نے اسے فون کر کے بتا دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ اوکے سر''...... جولیا نے جواب دیا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"آپ نے میٹنگ کیوں کال کی ہے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے مشن کے متعلق بریفنگ کے لئے میٹنگ کال کی ہے تا کہ کسی ممبر کو یہ اعتراض نہ ہو کہ میں صفدر کو اکیلا مشن پر کیوں بھیج رہا ہوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر رات گیارہ بجے سے پہلے ہی تمام ممبران دانش منزل کے میٹنگ ہال میں پہنچ گئے تو عمران نے بلیک زیرو کو ہدایات دیں اور کنٹرول روم سے نکل کر میٹنگ ہال کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ عمران ابھی تک نہیں آیا"...... جیسے ہی عمران میٹنگ ہال کے دروازے کے قریب پہنچا تو اسے جولیا کی آواز سنائی دی۔ عمران کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی اور پھر وہ دروازہ دھکیل کر اندر کمرے میں داخل ہوا تو سب نے بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ دوسرے ہی لمحے سوائے تنویر کے سب کے چہروں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"آہ۔ دل نے پھر یاد کیا۔ اداس کیا۔ دل تو پاگل ہے کھنچا چلا آیا"...... عمران نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا اور پھر وہ جولیا کے ساتھ پڑی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہارے بارے میں تنویر ٹھیک کہتا ہے کہ تم شیطان کے چیلے ہو۔ جیسے ہی تمہیں یاد کیا جائے تو تم فوراً ہی نازل ہو جاتے ہو۔ بہانہ کوئی بھی بنا لو"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جولیا۔ کیا تمام ممبران پہنچ چکے ہیں"...... اس سے پہلے کہ عمران جولیا کی بات کا کوئی جواب دیتا اسی لمحے میٹنگ ہال کے اسپیکر سے ایکسٹو کی مخصوص اور سرد آواز ابھری تو تمام ممبران یکلخت اٹینشن ہو کر بیٹھ گئے۔

"یس چیف۔ تمام ممبران آ چکے ہیں"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ہمارے ملک کے سینئر اور مایہ ناز سائنس دان پروفیسر احسان فارانی نے بلٹ پروف سکن کا فارمولا ایجاد کیا ہے۔ ایسی بلٹ پروف سکن جس پر نہ ہی گولی اثر کر سکتی ہے اور نہ ہی کوئی میزائل۔ اس فارمولے کی بھنک نجانے کیسے روسیاہ کو پڑ گئی اور آج روسیاہ ریڈ کراس ایجنسی کی لیڈی ایجنٹ پرنسز ڈاریا، پروفیسر احسان فارانی کی بیٹی شائلہ احسان کے میک اپ میں پاکیشیا آئی اور پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے فارمولا چوری کر کے روسیاہ فرار ہو گئی ہے۔ پرنسز ڈاریا کے ساتھ ایک اور ایجنٹ بوگ ڈان بھی تھا جسے سٹار ہوٹل میں کسی نے قتل کر دیا اور باوجود کوشش کے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ بوگ ڈان کو کس نے قتل کیا ہے۔ بہرحال میں نے یہ میٹنگ اس لئے کال کی ہے تا کہ میں اس مشن پر کسی ایک ممبر کو روسیاہ بھیج سکوں۔ میں ہر مشن میں عمران کو ٹیم کا لیڈر بنا کر بھیجتا ہوں اور سب کو ہر بار یہی اعتراض ہوتا ہے کہ سارا مشن عمران مکمل کر لیتا ہے اور تم سب کٹھ پتلیوں کی طرح اس کے ساتھ رہتے ہو اس لئے میں نے

فیصلہ کیا ہے کہ میں اب باری باری ایک ایک ممبر کو مشن پر بھیجا کروں گا تا کہ سب کو اپنی صلاحیتیں دکھانے کا موقع مل سکے۔ اس مشن کے لئے میں نے صفدر کا انتخاب کیا ہے۔ صفدر۔ کیا تم ذہنی طور پر تیار ہو“...... ایکسٹو نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ میں تیار ہوں“...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”او کے۔ کسی کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے“...... ایکسٹو نے پوچھا۔

”نو سر۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے“...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن مجھے اعتراض ہے“...... اسی لمحے عمران نے جلدی سے کہا تو تمام ممبران بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

”تمہیں کیا اعتراض ہے“...... ایکسٹو نے سخت لہجے میں پوچھا۔

”آپ جانتے ہیں کہ یہ سب سرکاری خادم ہیں اور ان کے پیٹ حلق تک کھانے سے بھرے رہتے ہیں مگر یہ پھر بھی کھانا ٹھونستے رہتے ہیں اور میں بے چارہ فری لانسر ہوں اور کافی دنوں سے کنگال ہوں۔ اگر آپ مجھے کسی مشن پر نہیں بھیجیں گے تو میں سرکاری چیک سے محروم ہو جاؤں گا اور اگر میں چیک سے محروم ہو گیا تو میں آغا سلیمان پاشا کو کہاں سے تنخواہ دوں گا اور اپنے پیٹ کا ایندھن کیسے بھروں گا اور اگر میرے پیٹ کا ایندھن نہ بھرا گیا تو میں مر جاؤں گا“...... عمران کی زبان رواں ہوئی تو پھر رکنے کا نام ہی لے رہی تھی۔

”شٹ اپ۔ یہ تمہارا مسئلہ ہے میرا نہیں۔ اب تم خاموش رہو۔ صفدر۔ میٹنگ ہال میں دائیں سائیڈ پر الماری میں ایک فائل موجود ہے۔ اس فائل میں ریڈ کراس ایجنسی کے چیف کرنل پاول، لیڈی ایجنٹ پرنسز ڈاریا اور ایجنٹ ایگو۔نے کے فوٹو گراف ہیں۔ باقی ہدایات اس فائل میں درج ہیں۔ تم فائل اٹھاؤ اور تیاری کر کے ایئر پورٹ پر پہنچو۔ میں تمہارے لئے چارٹرڈ طیارہ بک کراتا ہوں۔ باقی ممبران اپنے اپنے فلیٹوں پر چلے جائیں“...... ایکسٹو نے سرد لہجے میں پہلے عمران، پھر صفدر اور آخر میں دیگر ممبران سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اسپیکر خاموش ہو گیا۔ صفدر نے اٹھ کر دائیں سائیڈ پر الماری میں پڑی ایک بلیک کور والی فائل اٹھائی اور میٹنگ ہال سے نکلتا چلا گیا۔

”سن لی اپنے چوہے کی بات۔ مجھے ایسے نظر انداز کر دیا ہے جیسے میری کوئی اہمیت ہی نہ ہو اور یہ تم سب کی وجہ سے ہوا ہے۔ نہ تم اپنے چوہے سے میری شکایت کرتے اور نہ ہی میرا چیک بند ہوتا۔ میں نے بھی سوچ لیا ہے کہ میں اس وقت تک کسی مشن پر نہیں جاؤں گا جب تک تمہارا چوہا میری منتیں نہیں کرے گا“...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے شکایتی اور رو دینے والے لہجے میں تمام ممبران سے کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھرے ہوئے تھے جیسے وہ سچ مچ رو دے گا اور اس کی یہ حالت دیکھ کر سوائے تنویر کے سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی جبکہ تنویر کے چہرے پر چمک ابھری ہوئی تھی۔

"چیف اور تمہاری منتیں کرے گا۔ ہونہہ۔ کبھی آئینے میں اپنی شکل دیکھی ہے"...... تنویر نے جلے کٹے لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر تمام ممبران ہنس پڑے۔

"چلو۔ اس کی فضول باتیں تو کبھی ختم نہیں ہوں گی"...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا تمام ممبران اٹھ کھڑے ہوئے اور عمران کو مسکراتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے میٹنگ ہال سے نکلتے چلے گئے جبکہ عمران مسمسی سی صورت بنائے وہیں بیٹھا رہا۔

پرنسز ڈاریا شام تک روسیاہ کے دارالحکومت باسکو پہنچ گئی تھی۔ چونکہ اس نے طیارے میں ہی چیف کرنل پاول کو میسج کے ذریعے مشن کی کامیابی اور اپنی آمد کے بارے میں انفارم کر دیا تھا اس لئے دارالحکومت کے ائیرپورٹ سے جب وہ باہر آئی تو ریڈ کراس ایجنسی کی مخصوص کار باہر موجود تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر سیکشن ون کا ایجنٹ براڈ موجود تھا۔ پرنسز ڈاریا کار میں سوار ہوئی تو براڈ نے کار آگے بڑھا دی اور تقریباً بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد پرنسز ڈاریا ہیڈکوارٹر کی عمارت میں پہنچ گئی۔ چیف کرنل پاول اپنے آفس میں ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر مسرت بھرے تاثرات ابھرے ہوئے تھے لیکن جب اس نے پرنسز ڈاریا کو اکیلا دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ پرنسز ڈاریا نے چیف کرنل پاول کو جو میسج کیا تھا اس میں اس نے بوگ ڈان کے بارے میں نہیں بتایا تھا کہ اسے کسی نے ہلاک کر دیا ہے اور اس کے میک اپ میں کسی نے اسے

ڈاج دینے کی کوشش کی ہے۔

پرنسز ڈاریا نے ائیرپورٹ پر جب بوگ ڈان کے میک اپ میں کسی اور شخص کو دیکھا تھا تو وہ سمجھ گئی تھی کہ اس نوجوان نے بوگ ڈان کو قتل کر دیا ہے اور وہ بوگ ڈان کے میک اپ میں ائیرپورٹ اس لئے آیا ہے کیونکہ وہ اس سے فارمولا حاصل کرنا چاہتا ہے۔

پرنسز ڈاریا نے چیف کرنل پاول کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور ٹیبل کے آگے پڑی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر افسردگی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

”پرنسز ڈاریا۔ تمہارے چہرے سے لگ رہا ہے کہ تم افسردہ ہو۔ کیا بات ہے۔ بوگ ڈان کہاں ہے۔ وہ تمہارے ساتھ کیوں نہیں آیا“...... چیف کرنل پاول نے استفہامیہ لہجے میں پوچھا تو پرنسز ڈاریا نے اسے ساری تفصیل سے بتا دیا۔

”ویری سیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے۔ بہت ہی برا۔ وہ ایجنٹ کس ملک کا تھا“...... کرنل پاول نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کس ملک کا ایجنٹ تھا“...... پرنسز ڈاریا نے جواب دیا۔

”اوہ۔ کہیں وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر تو نہیں تھا“۔ چیف کرنل پاول نے یکلخت چونکتے ہوئے کہا۔

”نو باس۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ ایکریمین ایجنٹ تھا اور وہ بھی پروفیسر احسان فارانی کا فارمولا

حاصل کرنے آیا تھا۔ اگر میں بروقت اس ایجنٹ کو نہ دیکھ لیتی تو شاید میں بھی اسے بوگ ڈان سمجھتے ہوئے دھوکا کھا جاتی“...... پرنسز ڈاریا نے کہا۔

”ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ایکریمیا کو بھی پروفیسر احسان فارانی کی ایجاد کے بارے میں علم ہو گیا ہے اور اس نے بھی اپنا ایجنٹ فارمولے کے حصول کے لئے پاکیشیا بھیج دیا تھا“...... چیف کرنل پاول نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ اگر ایکریمیا کو بھی پروفیسر احسان فارانی کی اس ایجاد کے بارے میں علم ہو گیا ہے اور اگر اس نے فارمولے کے حصول کے لئے اپنا ایجنٹ روسیاہ بھیجا تو وہ زندہ بچ کر نہیں جا سکے گا۔ میں آپ کو فارمولا دیتی ہوں۔ آپ اس فارمولے کو چیک کر لیں“...... پرنسز ڈاریا نے کہا اور پھر اس نے اپنی جیکٹ کی خفیہ جیب سے کچھ پیپرز نکال کر چیف پاول کی طرف بڑھا دیئے۔ چیف کرنل پاول نے پرنسز ڈاریا سے پیپرز لئے اور انہیں دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر انتہائی مسرت بھرے تاثرات ابھرتے جا رہے تھے۔ چند لمحے پیپرز چیک کرنے کے بعد چیف کرنل پاول نے پیپرز ٹیبل پر رکھ دیئے۔

”ویری گڈ پرنسز ڈاریا۔ ویری گڈ۔ تم نے پاکیشیا جیسے ملک میں مشن مکمل کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ تم واقعی ریڈ کراس ایجنسی کے سیکشن ون کی نمبر ون اور سپر لیڈی ایجنٹ ہو“...... چیف نے لیڈی

ڈاری کو تحسین بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو باس"...... پرنسز ڈاریا نے مسکراتے ہوئے جواباً کہا۔

"لیکن مجھے بوگ ڈان کی موت کا بھی بے حد افسوس ہے۔ ہماری ایجنسی ایک تیز رفتار ایجنٹ سے محروم ہو گئی ہے۔ بہرحال اس کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ میں پہلے پریذیڈنٹ صاحب کو اس فارمولے کے بارے میں خوشخبری سناؤں گا اس کے بعد میں خود اس فارمولے کو پروفیسر میکسم کو پہنچا دوں گا تاکہ وہ اسے ڈی کوڈ کرا کر اس پر کام شروع کر دیں"...... چیف کرنل پاول نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے باس۔ اب میرے لئے مزید کیا حکم ہے"...... پرنسز ڈاریا نے چیف کرنل پاول کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں پہلے پاکیشیا میں بلیک ایگل سیکشن کے انچارج گوربا سے بات کر لوں کہ پاکیشیا میں کیا حالات ہیں"...... چیف کرنل پاول نے کہا اور پھر اس نے ٹیبل پر پڑے مختلف کلرز کے تین ٹیلی فونز میں سے ریڈ کلر کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور فون کے کونے میں بٹن دبا کر فون ڈائریکٹ کرنے کے بعد تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ہیلو۔ گوربا اسپیکنگ"...... جیسے ہی رابطہ قائم ہوا تو دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"چیف کرنل پاول اسپیکنگ"...... چیف کرنل پاول نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ حکم"...... دوسری طرف سے گوربا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گوربا۔ پاکیشیا میں کیا پوزیشن ہے۔ کیا بوگ ڈان کی لاش شناخت ہو گئی ہے"...... چیف کرنل پاول نے کہا۔

"باس۔ میں ابھی آپ کو کال کر کے بتانے والا تھا۔ پولیس بوگ ڈان کے قتل کی تفتیش کر رہی ہے اور اس کی لاش پوسٹ مارٹم کے لئے نیشنل ہسپتال میں منتقل کر دی گئی ہے۔ میں بھی نیشنل ہسپتال میں گیا تھا تاکہ اگر بوگ ڈان کی لاش کی شناخت ہو جائے تو میں آپ کو مطلع کر دوں۔ میں ہسپتال میں موجود تھا کہ مجھے وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک ممبر صفدر دکھائی دیا۔ وہ ہسپتال کے ایم ایس ڈاکٹر بلال کے کمرے میں گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایم ایس کے ساتھ پوسٹ مارٹم روم میں گیا جہاں بوگ ڈان کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ میں پوسٹ مارٹم روم کے باہر رک گیا اور صفدر کا انتظار کرنے لگا۔ تقریباً دس منٹ کے بعد صفدر، ڈاکٹر بلال کے ساتھ باہر آیا اور اس کا شکریہ ادا کر کے ہسپتال کے مین دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ میں بھی تیزی سے چلتے ہوئے اس کے قریب سے گزرا اور غیر محسوس انداز میں ڈکٹا فون اس کی جیب میں ڈال دیا اور گیٹ سے نکل کر اپنی کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ صفدر بھی اپنی کار میں بیٹھ گیا تو میں نے ڈکٹا فون پر اس کی گفتگو سنی۔ اس نے اپنے چیف ایکسٹو کو بوگ ڈان کے بارے میں بتایا کہ بوگ ڈان کے لباس سے کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے اس

کی شناخت ہو سکے کہ وہ کس ملک کا ایجنٹ ہے لیکن اس نے وائٹ کلر کی ٹائی کے بارے میں بتایا کہ بوگ ڈان نے وائٹ کلر کی جو ٹائی پہنی ہوئی تھی اس کے اوپر کونے میں ریڈ کراس کا نشان بنا ہوا ہے''...... گوربا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو چیف کرنل پاول نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہونہہ۔ کیا یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ بوگ ڈان کو قتل کرنے والا کون تھا''...... چیف کرنل پاول نے کہا۔

''نو باس۔ بوگ ڈان جس ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے مجھے وہاں کے ایک ویٹر نے بتایا ہے کہ جس نے بوگ ڈان کو قتل کیا ہے وہ ایکریمین تھا اور وہ بھی اسی ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا۔ بوگ ڈان اور ایکریمین ہوٹل کی ایک ہی منزل پر ٹھہرے ہوئے تھے اور اس منزل پر جس ویٹر کی ڈیوٹی لگی تھی اس نے پولیس کو جو بیان دیا ہے اس کے بیان کے مطابق اس نے ایکریمین کے پاس ایک فائل میں شمائلہ احسان کا فوٹو گراف دیکھا تھا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ چائے کے برتن اٹھانے بوگ ڈان کے کمرے میں گیا تو بوگ ڈان کی لاش بیڈ پر پڑی ہوئی تھی اور دوسرے کمرے سے وہ ایکریمین بھی غائب تھا''۔ گوربا نے ایک مرتبہ پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا تو کرنل پاول نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہونہہ۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس پر نظر رکھو۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی روسیاہ کے لئے روانہ ہوں تو مجھے انفارم کر دینا تا کہ میں ان کی

موت کا سامان تیار رکھوں''...... چیف کرنل پاول نے کہا۔

''اوکے باس۔ میں آپ کو اطلاع کر دوں گا''...... گوربا کی آواز سنائی دی تو چیف کرنل پاول نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پرنسز ڈاریا کی طرف دیکھنے لگا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو معلوم ہو گیا ہے کہ فارمولا ہماری ایجنسی نے چوری کیا ہے اور عمران اور اس کے ساتھی یقیناً فارمولے کے حصول کے لئے روسیاہ آئیں گے اس لئے تم اپنے سیکشن کے تمام ممبرز کو ایئر پورٹ، بس ٹرمینل، ریلوے اسٹیشن اور دیگر داخلی و خارجی راستوں پر تعینات کر دو اور ان سب کو میک اپ چیک کرنے والے سپیشل گاگلز بھی فراہم کر دو تا کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز روسیاہ آئیں تو وہ فوری پکڑے جا سکیں کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز سپیشل میک اپ اور ماسک میک اپ کرنے میں بہت ماہر ہیں۔ ویسے میں باسکو میں سیٹلائٹ سے میک اپ چیکنگ ریز بھی پھیلا دیتا ہوں تا کہ جیسے ہی پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ باسکو میں داخل ہوں تو وہ سیٹلائٹ کے ذریعے ٹریس ہو جائیں''۔ چیف کرنل پاول نے کہا۔

''اوکے باس۔ میں چلتی ہوں۔ آپ بے فکر رہیں اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یا ایکریمین ایجنٹوں نے روسیاہ کی طرف رخ کیا تو ان میں سے کوئی ایک بھی زندہ بچ کر واپس نہیں جا سکے گا۔ میں ابھی تمام ممبران کو آرڈر کر دیتی ہوں''...... پرنسز ڈاریا نے اثبات میں سر

ہلا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... چیف کرنل پاول نے کہا تو پرنسز ڈاریا کرسی سے اٹھی اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے جاتے ہی کرنل پاول نے بلیک کلر کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ریگر۔ فوری طور پر باسکو اور باسکو کے اردگرد سیٹلائٹ سے میک اپ چیک کرنے والی ریز فائر کر دو۔ جیسے ہی ریز سے کوئی پاکیشائی یا ایکریمی ایجنٹ ٹریس ہو تو مجھے فوراً آگاہ کر دینا"...... کرنل پاول نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں ابھی ریز فائر کر دیتا ہوں لیکن میرے پاس کمپیوٹر میں صرف پاکیشائی ایجنٹوں کے فوٹو گراف فیڈ ہیں۔ آپ مجھے ایکریمین ایجنٹوں کے فوٹو گراف دے دیں تاکہ میں انہیں بھی فیڈ کر لوں اور جیسے ہی وہ باسکو آئیں تو وہ ٹریس ہو جائیں"...... ریگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم صرف پاکیشائی ایجنٹوں کو ٹریس کرنا۔ ہمیں صرف پاکیشائی ایجنٹوں سے خطرہ ہے۔ ایکریمی ایجنٹوں کو ہم خود سنبھال لیں گے"۔ کرنل پاول نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے وائٹ کلر کے فون کا رسیور اٹھایا اور روسیاہی پریذیڈنٹ ہاؤس کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"چیف مارشل۔ میں حیران ہوں اور مجھے یقین نہیں آ رہا کہ تم مشن میں ناکام ہو گئے ہو۔ تم تو سپر ایجنٹ ہو پھر تم کیسے ناکام ہو گئے ہو۔ میرا خیال ہے کہ شاید میں خواب دیکھ رہا ہوں"...... کرنل بلیک نے چیف مارشل سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

جیف مارشل، کرنل بلیک کے آفس میں ٹیبل کے آگے پڑی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ کرنل بلیک اپنی کرسی کے پیچھے کھڑا تھا۔ جیف مارشل تھوڑی دیر پہلے ہی پاکیشیا سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ایکریمیا پہنچا تھا۔ ایکریمیا پہنچتے ہی وہ بلیک سنیک کے ہیڈکوارٹر میں آ گیا تھا اور اس نے اپنی ناکامی کی رپورٹ کرنل بلیک کو دے دی تھی۔

"چیف۔ مجھے پاکیشیا پہنچنے میں دیر ہو گئی تھی۔ میں جب پاکیشیا پہنچا تھا تو اس وقت تک روسیاہی لیڈی ایجنٹ پرنسز ڈاریا، پروفیسر

احسان فارانی کا فارمولا حاصل کر کے ائیرپورٹ کی طرف نکل چکی تھی۔ اب یہ اتفاق ہی تھا کہ میں جس ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا اسی ہوٹل میں روسیاہی ایجنٹ بوگ ڈان بھی موجود تھا۔ میں نے بوگ ڈان کو ہلاک کر کے اس کا میک اپ کر لیا اور جب بوگ ڈان کے سیل فون پر پرنسز ڈاریا کی کال آئی اور اس نے بتایا کہ اس نے مشن مکمل کر لیا ہے اور وہ ائیرپورٹ کی طرف جا رہی ہے تو میں بھی فوری طور پر ائیرپورٹ کی طرف چلا گیا تھا مگر اب یہ میری بدقسمتی ہے کہ پرنسز ڈاریا نے مجھے پہچان لیا کہ میں بوگ ڈان نہیں بلکہ اس کے میک اپ میں کوئی اور ہوں۔ اگر میں پرنسز ڈاریا سے پہلے ائیرپورٹ پہنچ جاتا تب بھی میں اسے قابو کر کے اس سے فارمولا حاصل کر سکتا تھا''...... جیف مارشل نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ویری سٹرینج۔ پرنسز ڈاریا نے تمہیں کیسے پہچان لیا تھا''۔ کرنل بلیک نے کہا تو جیف مارشل نے پرنسز ڈاریا کے بوگ ڈان کے سیل فون پر بھیجنے والے میسج کے بارے میں بتا دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ پرنسز ڈاریا بہت چالاک، ہوشیار اور شاطر لیڈی ایجنٹ نکلی ہے''...... کرنل بلیک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''باس۔ آپ گروم کو فون کر کے معلوم تو کریں، کہ فارمولا روسیاہ کی کس لیبارٹری میں پہنچایا گیا ہے''...... جیف مارشل نے کہا۔

''میں ابھی اسے کال کرتا ہوں''...... کرنل بلیک نے کہا اور پھر وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ نمبر پریس کرنے کے بعد اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دیا تاکہ ان کی گفتگو جیف مارشل بھی سن سکے۔

''گروم اسپیکنگ''...... جیسے ہی رابطہ ہوا تو دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل بلیک اسپیکنگ''...... کرنل بلیک نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... گروم کی اس مرتبہ مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''گروم۔ تمہیں یہ تو معلوم ہو چکا ہوگا کہ ریڈ کراس ایجنسی کی سپر لیڈی ایجنٹ پرنسز ڈاریا پاکیشیائی سائنس دان پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے فارمولا چوری کر کے روسیاہ پہنچ چکی ہے''...... کرنل بلیک نے اسی لہجے میں کہا۔ جیف مارشل کرسی سے ٹیک لگائے کرنل بلیک کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''یس باس۔ مجھے معلوم ہو چکا ہے''...... دوسری طرف سے گروم کی آواز سنائی دی۔

''پھر تم نے یہ بتایا کیوں نہیں کہ کرنل پاول نے فارمولا روسیاہ کی کس لیبارٹری میں پہنچایا ہے''...... کرنل بلیک نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ ابھی مجھے اس بارے میں معلوم نہیں ہو سکا کہ کرنل پاول

نے فارمولا کہاں پہنچایا ہے۔ مجھے جیسے ہی معلوم ہو گا تو میں آپ کو اطلاع کر دوں گا''...... گروم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تم جتنی جلد ہو سکے یہ معلوم کرو کہ فارمولا کس لیبارٹری میں پہنچایا جا رہا ہے اور اس لیبارٹری کے کیا حفاظتی انتظامات ہیں''...... کرنل بلیک نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''چیف۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے''...... جیف مارشل نے پوچھا۔

''فی الحال تم اپنے فلیٹ میں جا کر آرام کرو۔ اپنا سیل فون آن رکھنا۔ مجھے جیسے ہی گروم اطلاع دے گا تو میں تمہیں فون کر دوں گا''...... کرنل بلیک نے کہا تو جیف مارشل نے اثبات میں سر ہلایا پھر وہ کھڑا ہوا اور کرنل بلیک کو سلام کر کے باہر نکل آیا۔ ہیڈکوارٹر کی پارکنگ میں اس کی کار موجود تھی۔ وہ اپنی کار میں سوار ہوا اور بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک رہائشی پلازے میں واقع اپنے فلیٹ پر پہنچ گیا۔

فلیٹ میں پہنچ کر اس نے الماری میں سے شراب کی ایک بوتل اور گلاس نکالا اور شراب گلاس میں ڈال کر وہ صوفے پر بیٹھ کر شراب پینے لگا۔ اسے افسوس ہو رہا تھا کہ وہ اپنے مشن میں ناکام ہو گیا تھا اور یہ پہلا موقع تھا کہ وہ ناکام ہوا تھا ورنہ وہ جس مشن پر بھی گیا تھا اس میں کبھی ناکام نہیں ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر

وہ بوگ ڈان کا کان دیکھ لیتا اور اپنے کان میک اپ کے ذریعے اس جیسے بنا لیتا تو پرنسز ڈاریا کسی بھی صورت اسے نہ پہچان سکتی تھی اور وہ آسانی سے اس سے فارمولا حاصل کر کے ایکریمیا آ جاتا۔

جیف مارشل نے ابھی شراب کے تین چار گھونٹ ہی پیئے تھے کہ اس کے سیل فون کی مترنم بیل بج اٹھی۔ جیف مارشل چونک پڑا۔ اس نے گلاس ٹیبل پر رکھا اور جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر سیل فون نکال لیا۔ سیل فون کی سکرین پر کرنل بلیک کا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ اس نے یس کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس باس''...... جیف مارشل نے کہا۔

''جیف مارشل۔ ابھی ابھی گروم کی طرف سے رپورٹ ملی ہے کہ ریڈ کراس ایجنسی کا چیف کرنل پاول انتہائی سخت حفاظتی انتظامات میں پاکیشائی سائنس دان پروفیسر احسان فارانی کا فارمولا روسیاہی سائنس دان پروفیسر میکسم کو دے آیا ہے اور پروفیسر میکسم بھی فوری طور پر روسیاہی کمانڈوز کی نگرانی میں کسی خفیہ لیبارٹری میں چلا گیا ہے تاکہ اس فارمولے پر کام کر سکے۔ مجھے پاکیشیا سے بھی یہ اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک ایجنٹ بھی فارمولے کے حصول کے لئے روسیاہ روانہ ہو چکا ہے۔ تم فوری طور پر فیلکن طیارے سے روسیاہ روانہ ہو جاؤ اور اس ایجنٹ سے پہلے روسیاہ کی خفیہ لیبارٹری سے فارمولا لے آؤ۔ یہ سن لو کہ چاہے اس فارمولے کے لئے تمہیں روسیاہ میں لاشوں کے ڈھیر ہی کیوں نہ لگانے پڑ جائیں یا روسیاہ کو تباہ و

برباد کرنا پڑ جائے مجھے فارمولا ہر حالت میں چاہئے“...... کرنل بلیک کی تیز آواز سنائی دی۔

”باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں فارمولا حاصل کر کے ہی واپس آؤں گا چاہے روسیاہ نے فارمولا زمین کی آخری تہہ میں بنی ہوئی لیبارٹری میں بھی کیوں نہ پہنچا دیا ہو“...... جیف مارشل نے مضبوط لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ میں گروم کو تمہاری آمد کی اطلاع کر دیتا ہوں۔ جس لیبارٹری میں فارمولا پہنچایا گیا ہے وہ اس لیبارٹری کا کھوج لگا لے گا اور تمہارے ساتھ ہر ممکن تعاون کرے گا۔ وش یو گڈ لک“...... کرنل بلیک نے کہا تو جیف مارشل نے اوکے کہہ کر سیل فون آف کر دیا۔

پھر وہ اٹھا اور فلیٹ کو لاک کرنے کے بعد اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کی کار ائیرپورٹ کی طرف بڑھ رہی تھی جہاں اس کے لئے فیلکلن طیارہ موجود تھا۔

صفدر اس وقت ایکریمیا کے دارالحکومت ولنگٹن کے نیشنل ائیرپورٹ کے ویٹنگ ہال میں صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ایک گھنٹہ پہلے ہی پاکیشیا سے ایکریمیا پہنچا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد اس نے روسیاہ روانہ ہونا تھا۔ صفدر بلیک کلر کے سوٹ میں ملبوس تھا اور موجودہ سپیشل ماسک میک اپ کے ذریعے وہ روسیاہی باشندہ ہی لگ رہا تھا۔ عمران نے صفدر کے چہرے پر ڈبل میک اپ کے اوپر سپیشل ماسک میک اپ کیا تھا کیونکہ جدید میک اپ واشر، سپیشل گاگلز اور سیٹلائٹ کے ذریعے بھی سپیشل ماسک میک اپ چیک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہاں تک کہ سیٹلائٹ کے ذریعے ریز سے بھی یہ میک اپ چیک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہ سپیشل ماسک میک اپ عمران نے پاکیشیا کے عظیم سائنس دان سر داور کی مدد سے تیار کیا تھا۔ سپیشل ماسک میک اپ کی تیاری میں جدید کیمیکل استعمال کئے گئے تھے۔

صفدر نے چارٹرڈ طیارے میں ہی کرنل پاول، پرنسز ڈاریا اور

ایگونے کے فوٹو گراف اچھی طرح دیکھنے کے بعد فائل میں موجود ہدایات بھی پڑھ لی تھیں۔ فائل میں ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹ ایگونے کے بارے میں ٹپ دی گئی تھی کہ روسیاہ ہی دارالحکومت باسکو کے گرینڈ ہوٹل کا مالک اور جنرل مینجر فیڈور، ایگونے کا دوست ہے اور ہوٹل میں ڈیلی رات دس بجے کے بعد جواء ہوتا ہے اور ریڈ کراس ایجنسی کا سپر ایجنٹ ایگونے ڈیلی وہاں جواء کھیلنے آتا ہے۔ اسے قابو کرنے کے بعد صفدر ریڈ کراس ایجنسی کے چیف کرنل پاول تک پہنچ سکتا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد طیارے کی روانگی کا اعلان ہوا تو صفدر صوفے سے اٹھا اور اپنا بیگ کاندھے پر ڈالے ویٹنگ ہال سے نکل کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ ایکسٹو نے ایکریمیا میں فارن ایجنٹ میکوڈ کو صفدر کے لئے فرضی نام ہوگن سے روسیاہ کے لئے ٹکٹ بک کرانے کی ہدایت کر دی تھی اس لئے صفدر کو کاؤنٹر پر اپنے فرضی نام ہوگن کی ٹکٹ مل گئی۔ اس نے بیگ کاؤنٹر گرل کے حوالے کیا اور پھر وہ طیارے کی طرف بڑھ گیا۔

دس منٹ کے بعد وہ طیارے میں سوار ہو کر اپنی مخصوص سیٹ کے قریب پہنچا تو اسے ساتھ والی سیٹ پر ایک ایکریمی لڑکی بیٹھی ہوئی دکھائی دی جو دبلی پتلی سی تھی۔ اس نے شوخ رنگ کا اسکرٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے سر کے بال کتھئی رنگ کے تھے جو اس کے شانوں پر لہرا رہے تھے۔اس نے اپنے کانوں میں نیلے رنگ کے بے حد

خوبصورت ٹاپس پہن رکھے تھے۔ اس نے جینز کی پینٹ اور سیاہ لیدر کی انتہائی مہنگی لیڈیز جیکٹ پہن رکھی تھی۔ لڑکی، صفدر کی طرف ہی دیکھ رہی تھی مگر صفدر نے اس سے کوئی بات نہ کی اور اپنی مخصوص سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد طیارہ اپنی منزل کی طرف گامزن ہو گیا۔ صفدر نے محسوس کیا تھا کہ وہ لڑکی متعدد مرتبہ اسے دیکھ چکی تھی اور اس کے چہرے پر بوریت کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ صفدر اس سے لاپرواہ موجودہ مشن کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

”ہیلو“...... اچانک صفدر کے ساتھ بیٹھی ہوئی لڑکی نے صفدر کو مخاطب کیا تو صفدر نے بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

”یس“......صفدر نے کہا۔

”میرا نام لزہر لے ہے۔ کیا آپ مجھے کمپنی دے سکتے ہیں“۔ لڑکی نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

”سوری۔ میں لڑکیوں میں انٹرسٹ نہیں ہوں“......صفدر نے روکھا سا جواب دیا تو لڑکی کا منہ بن گیا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ حیرت کی بات ہے۔ تم بہت ہینڈسم، پرکشش اور خوبصورت ہو اس کے باوجود تمہیں لڑکی میں انٹرسٹ نہیں ہے تو یہ حیرت انگیز بلکہ انتہائی حیرت انگیز بات ہے۔ یا تو تم ذہنی مریض ہو یا بہت بد ذوق ہو۔ میں ٹورسٹ ہوں اور میں نے سوچا تھا کہ تم بھی میری قومیت کے ہو اس لئے ہم فرینڈ شپ کر لیں گے اور اکٹھے ہی روسیاہ کی سیاحت کریں گے۔ اب میں کیا کروں۔ میں بہت بور ہو

رہی ہوں''...... لڑکی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے صفدر کا جواب پسند نہ آیا ہو۔

''اس میں حیرت کی کیا بات ہے مس لزہرلے۔ ہر انسان کا اپنا مزاج ہوتا ہے، اپنی عادت ہوتی ہے اور اپنا انٹرسٹ ہوتا ہے۔ اگر مجھے کسی لڑکی میں انٹرسٹ نہیں ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں''...... صفدر نے روکھے لہجے میں جواب دیا۔

''لیکن ایسے مزاج والا انسان میں نے پہلی مرتبہ دیکھا ہے جسے کسی لڑکی میں انٹرسٹ نہیں ہے۔ ویری سٹرینج''...... لزہرلے نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن صفدر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔ لزہرلے نے ایک دو مرتبہ صفدر کی طرف دیکھا پھر اس نے قریب سے گزرتی ہوئی ائیر ہوسٹس کو آواز دی۔

''یس میڈم۔ آپ کو کیا چاہئے''...... ائیر ہوسٹس نے شائستہ لہجے میں پوچھا۔

''مجھے کوئی اچھا سا میگزین لا دو۔ میں بہت بوریت محسوس کر رہی ہوں''...... لزہرلے نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ائیر ہوسٹس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ائیر ہوسٹس نے لزہرلے کو ایک فیشن میگزین لا دیا اور وہ فیشن میگزین کھول کر اس کی ورق گردانی کرنے لگی۔ صفدر نے اپنا سر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ لڑکی فیشن میگزین کی ورق گردانی کرنے کے ساتھ ساتھ ایسی نگاہوں سے صفدر کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے اسے

صفدر پر بے حد غصہ آ رہا ہو مگر صفدر اس سے لاپرواہ بیٹھا ہوا تھا۔ وقت اپنی مخصوص رفتار سے گزرتا جا رہا تھا۔

''پندرہ منٹ کے بعد طیارہ روسیاہ کے دارالحکومت باسکو کے انٹرنیشنل ائیرپورٹ پر لینڈ کرے گا اس لئے تمام حضرات سے التماس ہے کہ وہ اپنی اپنی سیٹ بیلٹ باندھ لیں''...... تقریباً چار گھنٹے کے بعد طیارے کے اسپیکر سے نسوانی آواز سنائی دی تو تمام مسافر اپنی اپنی سیٹ بیلٹ باندھنے لگے۔

صفدر نے بھی سیدھے ہو کر اپنی سیٹ بیلٹ باندھنا شروع کر دی۔ صفدر کے ساتھ بیٹھی ہوئی لڑکی بھی اپنی سیٹ بیلٹ باندھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد طیارے نے ائیرپورٹ پر لینڈ کر لیا اور سیڑھی طیارے کے دروازے کے ساتھ آ لگی تو طیارے کا دروازہ کھل گیا اور تمام مسافر نیچے اترنے لگے۔ صفدر بھی اٹھ کھڑا ہوا اور نیچے اترنے لگا۔ اگلے بیس منٹ تک صفدر ضروری چیکنگ کے بعد اپنا بلیک کلر کا بیگ کاندھے پر لٹکائے ائیرپورٹ کی عمارت کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

شام کا اندھیرا پھیل چکا تھا۔ صفدر ائیرپورٹ کی عمارت سے باہر نکلا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے ائیرپورٹ کے باہر کچھ ایسے افراد دکھائی دیئے جنہوں نے بلیک کلر کے گاگلز پہنے ہوئے تھے اور وہ ائیرپورٹ کی عمارت سے باہر آنے والوں کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ ان کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے انہیں کسی کی تلاش

ہو۔ صفدر ان افراد کو دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ ان افراد کا تعلق ریڈ کراس ایجنسی سے ہے اور ریڈ کراس ایجنسی کو اس کی روسیاہ آمد کا علم ہو گیا ہو گا اس لئے ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹ میک اپ چیک کرنے والے سپیشل گاگلز پہنے ائیر پورٹ پر موجود تھے تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر میک اپ میں ائیر پورٹ سے باہر نکلے تو وہ اسے گرفتار کر سکیں لیکن دوسرے ہی لمحے صفدر کے چہرے پر اطمینان بھرے تاثرات ابھر آئے اور وہ مطمئن انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ جیسے ہی صفدر سپیشل گاگلز پہنے ایک نوجوان کے قریب پہنچا تو وہ غور سے صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔ چند لمحے صفدر کو غور سے دیکھنے کے بعد اس نے نظریں ہٹائیں اور ائیر پورٹ کی عمارت سے باہر آنے والے دوسرے مسافروں کی طرف دیکھنے لگا۔

ائیر پورٹ کی عمارت سے باہر آنے کے بعد صفدر رکے بغیر ایک ٹیکسی کی طرف بڑھ گیا۔ وہ جس ٹیکسی کی طرف بڑھ رہا تھا وہ ٹیکسی دیگر ٹیکسیوں سے الگ تھلگ کھڑی تھی اور ڈرائیونگ سیٹ پر ایک روسیاہی نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ صفدر نے ٹیکسی کا پچھلا دروازہ کھولا اور سیٹ پر بیٹھنے کے بعد دروازہ بند کر دیا۔

"ہوٹل وائٹ سٹار چلو"...... صفدر نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فائیو سٹار یا سیون سٹار"...... ڈرائیور نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"سیون سٹار"...... صفدر نے جواب دیا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ یہ ان کے درمیان کوڈ تھا جو عمران نے صفدر کو پہلے بتا دیا تھا۔ ائیر پورٹ کی پارکنگ سے نکلتے ہی ٹیکسی مین روڈ پر آئی تو ڈرائیور نے اس کی رفتار میں اضافہ کر دیا۔

"صفدر صاحب۔ ریڈ کراس کے ایجنٹ پورے شہر میں پھیلے ہوئے ہیں اور میں نے ائیر پورٹ کی عمارت میں بھی ریڈ کراس کے ایجنٹوں کو دیکھا ہے جنہوں نے میک اپ چیک کرنے والے سپیشل گاگلز پہنے ہوئے ہیں۔ مجھے خدشہ تھا کہ کہیں آپ پہچان نہ لئے جائیں لیکن وہ آپ کو پہچان ہی نہیں سکے"...... ڈرائیور نے کہا۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ راڈف تھا۔

"چیف نے میرے چہرے پر سپیشل ماسک میک اپ کرایا ہے جس کی وجہ سے سپیشل گاگلز اور میک اپ واشر بھی میک اپ کو چیک نہیں کر سکتے۔ اس لئے ریڈ کراس کے ایجنٹ بھی میرا میک اپ چیک نہیں کر سکے اور دھوکا کھا گئے ہیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو راڈف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا اس مرتبہ عمران صاحب مشن پر نہیں آ رہے"...... راڈف نے پوچھا۔

"نہیں"...... صفدر نے مختصراً کہا۔

تھوڑی دیر کے بعد ٹیکسی ایک کالونی میں داخل ہونے کے بعد

ایک کوٹھی کے بلیک کلر کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ راؤف نے دو مرتبہ ہارن بجایا تو چند لمحوں کے بعد گیٹ آٹومیٹک انداز میں کھل گیا تو راؤف نے ٹیکسی آگے بڑھائی اور پورچ میں جا کر روک دی جبکہ گیٹ آٹومیٹک انداز میں بند ہو گیا تھا۔ پورچ میں دو کاریں اور بھی کھڑی تھیں۔ صفدر اور راؤف ٹیکسی سے نیچے اتر آئے۔

صفدر کوٹھی کا جائزہ لینے لگا۔ وہ وسیع و عریض اور خوبصورت کوٹھی تھی۔ دائیں طرف وسیع و عریض لان بنا ہوا تھا جہاں ایک ٹیبل کے گرد چار کرسیاں پڑی تھیں۔ صفدر، راؤف کی راہنمائی میں ایک کمرے میں آ گیا جسے ڈرائنگ روم کے طور پر ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔

”آپ بیٹھیں۔ چونکہ آپ سفر سے تھک چکے ہوں گے اس لئے میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں“...... راؤف نے کہا تو صفدر صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ راؤف کمرے سے باہر چلا گیا۔ صفدر کے چہرے پر تھکاوٹ نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ راؤف کے باہر جانے کے بعد صفدر کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ اس وقت شام کے سات بج رہے تھے اور ریڈ کراس کا سپر ایجنٹ ایگونے رات دس بجے کے بعد ہی گرینڈ ہوٹل میں جواء کھیلنے آتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد راؤف اپنے لئے اور صفدر کے لئے چائے بنا کر لے آیا اور وہ دونوں چائے پینے لگے۔

”کیا اسلحے کا بندوبست ہو چکا ہے“...... چائے پینے کے بعد صفدر نے راؤف سے پوچھا۔

”جی ہاں۔ نہ صرف اسلحے کا بندوبست ہو چکا ہے بلکہ میں نے ریڈ کراس کے ایجنٹ ایگونے کی نگرانی کے لئے بھی اپنا ایک آدمی گرینڈ ہوٹل بھیج دیا ہے۔ جیسے ہی ایگونے ہوٹل میں آئے گا تو وہ مجھے اطلاع کر دے گا“...... راؤف نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اس کے بعد انہوں نے رات کا کھانا ڈرائنگ روم میں ہی بیٹھ کر کھا لیا۔ صفدر بڑی بے چینی سے رات دس بجنے کا انتظار کر رہا تھا۔ وقت اپنی مخصوص رفتار سے گزر رہا تھا۔ پھر رات دس بجے سے کچھ پہلے ہی راؤف کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے اپنی جیب سے سیل فون نکال کر سکرین کی طرف دیکھا اور پھر یس کا آپشن دبا کر سیل فون کان سے لگا لیا۔

”ہیلو“...... راؤف نے کہا۔ پھر دوسری طرف سے کچھ سننے کے بعد اس نے چند ہدایات دیں اور سیل فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔

”صفدر صاحب۔ ایگونے گرینڈ ہوٹل میں آ چکا ہے“...... راؤف نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر صفدر نے اپنے بیگ سے سپیشل ماسک نکالا اور چہرے پر ایڈجسٹ کرنے لگا۔ عمران نے اسے متعدد سپیشل ماسک دیئے تھے جنہیں وہ بوقت ضرورت استعمال کر سکتا تھا۔ سپیشل ماسک چہرے پر ایڈجسٹ کرنے کے بعد صفدر آئینے میں اپنا تنقیدی جائزہ لینے لگا۔ موجودہ

سپیشل ماسک میک اپ میں وہ روسیاہی باشندہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے بعد صفدر نے اپنا پہلا لباس اتار کر دوسرا لباس پہن لیا اور لیدر کی جیکٹ بھی پہن لی۔

"چلو"...... تھوڑی دیر کے بعد صفدر نے راؤف سے کہا تو وہ اٹھا اور پھر وہ دونوں ڈرائنگ روم سے نکل کر پورچ میں آ کر ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ راؤف نے ٹیکسی اسٹارٹ کی اور اسے بیک کرنے لگا۔ جیسے ہی ٹیکسی گیٹ کے قریب پہنچی تو دوسرے ہی لمحے گیٹ میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا۔ جب گیٹ مکمل کھل گیا تو راؤف نے ٹیکسی کوٹھی سے باہر نکالی اور اسے ایک طرف دوڑانے لگا۔

"اسلحہ کہاں ہے"...... صفدر نے راؤف سے پوچھا۔

"اسلحہ ڈیش بورڈ میں موجود ہے"...... راؤف نے جواب دیا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ڈیش بورڈ کھولا تو اس میں نائیلون کی رسی کا ایک گچھا، مشین پسٹل اور ریوالور پڑے ہوئے تھے۔ صفدر نے ایک مشین پسٹل اور ایک ریوالور نکال کر اپنی جیب میں منتقل کر لیا اور ڈیش بورڈ بند کر دیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد راؤف نے ٹیکسی ایک شاندار اور جدید طرز تعمیر کے ہوٹل کے باہر روک دی۔ اس ہوٹل کی اوپر والی منزل کی دیوار پر ایک بورڈ پر "گرینڈ ہوٹل" واضح الفاظ میں لکھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ صفدر ٹیکسی سے اترنے لگا تو اسے ایک خیال آیا اور اس نے ڈیش بورڈ میں سے رسی کا گچھا نکال کر اپنی جیب میں

ڈال لیا اور پھر ٹیکسی سے اتر کر وہ تیزی سے چلتا ہوا گرینڈ ہوٹل کے ہال کی طرف بڑھنے لگا۔ پارکنگ میں بہت سی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ہال میں داخل ہونے کے بعد صفدر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ ہال میں بے پناہ رش تھا۔ شراب کی تیز بو اور دھویں سے ہال بھرا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ تیز آواز میں میوزک بھی بج رہا تھا اور کچھ نوجوان لڑکے، لڑکیوں کی بانہوں میں بانہیں ڈالے میوزک پر تھرک رہے تھے۔ ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے چار نوجوان لڑکیاں، لڑکوں اور لڑکیوں کو شراب سپلائی کرنے میں مصروف تھیں۔ کاؤنٹر کے قریب ہی دو آدمی موجود تھے جن میں سے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک تھا اور وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اور دونوں پیر پھیلائے کھڑا تھا۔ اس کے سر کے بال سنہری رنگ کے تھے اور چٹیا کی صورت میں باندھے ہوئے تھے۔ اس کی مونچھیں بھی سنہری رنگ کی تھی اور اس نے سیاہ رنگ کی جیکٹ اور سیاہ رنگ کی پتلون پہنی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں تیز شیطانی چمک تھی اور چہرے پر زخموں کے کئی ٹیڑھے میڑھے نشانات بھی نمایاں نظر آ رہے تھے۔ وہ اپنے انداز، ڈیل ڈول اور چہرے سے کوئی نامی گرامی غنڈہ اور فائٹر نظر آ رہا تھا۔ صفدر چند لمحے ہال کا جائزہ لیتا رہا پھر اس کی نظر دائیں طرف بنی سیڑھیوں کی طرف اٹھ گئی جو اوپر جا رہی تھیں۔ سیڑھیاں گولائی کی صورت میں اوپر جا رہی تھیں اور اس کے دائیں طرف سلور کلر کی چمکدار گرل لگی ہوئی تھی۔ صفدر نے دیکھا کہ کچھ

روسیاہی نوجوان لڑکے اپنی گرل فرینڈز کا ہاتھ تھامے شرابیوں کی طرح جھومتے ہوئے نیچے آ رہے تھے۔ صفدر چند لمحے ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ہال کے کونے میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ کسی ایسے ویٹر کو تلاش کر رہا تھا جسے بھاری ٹپ دے کر وہ فیڈور کے کمرے کے بارے میں معلوم کر سکے۔

''سر۔ یہاں تو کوئی ٹیبل خالی نہیں ہے آپ اوپر ہال میں چلے جائیں''...... اسی لمحے ایک ویٹر نے صفدر کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا۔

''سنو''...... صفدر نے اسے روکتے ہوئے کہا وہ رکا اور پھر اس کے قریب آ گیا۔

''یس''...... اس نے صفدر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے فیڈور سے ملنا ہے''...... صفدر نے اپنی جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ویٹر کے ہاتھ میں رکھتے ہوئے کہا۔ نوٹ دیکھ کر ویٹر کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی مگر جب اس نے فیڈور کا نام سنا تو اس کا چہرہ متغیر ہو گیا۔

''اوہ۔ تم نے جنرل منیجر فیڈور سے ملنا ہے۔ نہیں، یہ ناممکن ہے۔ باس کسی غیر متعلقہ آدمی سے نہیں ملتا۔ سوری۔ میں یہ نہیں کر سکتا۔ اپنا نوٹ واپس لے لو''...... ویٹر نے انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ نوٹ بدستور اس کے ہاتھ میں تھا۔

''اچھا۔ تم اتنا تو کر سکتے ہو کہ تم مجھے فیڈور کے آفس تک پہنچا

دو۔ باقی میں خود اس سے مل لوں گا''...... صفدر نے جیب سے ایک اور بڑا نوٹ نکال کر اس کی مٹھی میں دباتے ہوئے کہا۔

''لیکن''...... ویٹر نے کہنا چاہا۔

''بے فکر رہو۔ کسی کو یہ معلوم نہیں ہو گا کہ تم نے مجھے فیڈور کا آفس دکھایا ہے''...... صفدر نے ایک اور نوٹ اس کی مٹھی میں دیتے ہوئے کہا۔ تین بڑے نوٹ ملنے پر ویٹر کے چہرے پر مسرت بھرے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''آل رائٹ۔ آؤ میں تمہیں راہداری میں لے چلتا ہوں۔ میں تمہیں صرف دور سے کمرہ دکھا کر چلا جاؤں گا''...... ویٹر نے حامی بھرتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ چلو''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ویٹر کے ساتھ دائیں سائیڈ پر راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ راہداری میں آمنے سامنے متعدد کمرے بنے ہوئے تھے جن کے دروازے بند تھے۔ راہداری میں اس وقت کوئی موجود نہیں تھا۔ راہداری میں تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد ویٹر رک گیا۔

''منیجر فیڈور کا وہ آخری کمرہ ہے۔ میں اب جا رہا ہوں''۔ ویٹر نے کہا اور مڑ گیا۔

''سنو''...... صفدر نے اسے آواز دی تو وہ رک گیا اور استفہامیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''اب کیا ہے''...... ویٹر نے بے چین سے لہجے میں پوچھا جیسے

وہ وہاں سے فوراً جانا چاہتا ہو۔

''اس بارے میں کسی سے ذکر نہ کرنا کہ میں مینجر فیڈور سے ملنے آیا ہوں۔ اگر تم نے بتایا تو پھر تمہاری لاش فٹ پاتھ پر ملے گی''...... صفدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ نو۔ مم۔ مم۔ میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ مجھے اپنی جان پیاری ہے''...... ویٹر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ مڑ گیا۔ اس کے جانے کے بعد صفدر راہداری کے کونے میں واقع آخری کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر نے دروازے کے قریب پہنچ کر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور صفدر اندر داخل ہو گیا۔

یہ خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے آخر میں ایک بڑی سی ٹیبل تھی جس کے پیچھے ایک گینڈا نما آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ فون پر کسی سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ ٹیبل کے بائیں طرف گول دائرے کی صورت میں صوفے اور ان کے درمیان ایک شیشے کی چھوٹی سی ٹیبل رکھی ہوئی تھی۔ کمرے کے دروازے کے اوپر ایک سکرین لگی ہوئی تھی جس میں راہداری، جواء خانہ اور ہال کے مناظر دکھائی دے رہے تھے۔ صفدر کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اس گینڈے نما آدمی نے کوئی بات کر کے رسیور ٹیلی فون کے کریڈل پر رکھ دیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت بھرے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

''کون ہو تم اور تمہیں جرأت کیسے ہوئی ہے میرے آفس میں

داخل ہونے کی''...... گینڈے نما آدمی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا لیکن صفدر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور دروازہ اندر سے لاک کر کے اس گینڈے نما آدمی کی طرف مڑا۔ چونکہ آفس ساؤنڈ پروف تھا اس لئے صفدر مطمئن تھا کہ ان کی آواز آفس سے باہر نہیں جا سکتی تھی۔

''کیا تمہارا نام فیڈور ہے''...... صفدر نے اس سے پوچھا۔

''ہاں مگر تم نے دروازہ کیوں لاک کیا ہے۔ کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو''...... گینڈے نما آدمی نے اس مرتبہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے اپنا ہاتھ ٹیبل کی دراز کی طرف بڑھایا مگر دوسرے ہی لمحے صفدر نے کھلتے ہوئے اسپرنگ کی طرح اچھلتے ہوئے اپنی دونوں ٹانگیں فیڈور کے سینے پر ماریں تو فیڈور اچھلتا ہوا کرسی پر گرا اور پھر کرسی سمیت دوسری طرف الٹ گیا۔ اس سے پہلے کہ فیڈور اٹھ کر کھڑا ہوتا صفدر کی لات گھومی اور فیڈور اس مرتبہ اچھلتا ہوا صوفوں کے درمیان میں پڑی ٹیبل پر جا گرا اور اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ شیشے کی ٹیبل پر گرنے سے کچھ کرچیاں فیڈور کے چہرے پر لگی تھیں جہاں سے خون رسنا شروع ہو گیا تھا۔ پھر فیڈور اٹھ کھڑا ہوا اور خوفزدہ نظروں سے صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔ صفدر نے اپنی جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ فیڈور کی طرف کر دیا۔

''کک۔ کک۔ کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو''...... فیڈور نے

گھبراہٹ آمیز لہجے میں صفدر سے کہا۔

''مسٹر فیڈور۔ میری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو میں جیسا کہتا ہوں تمہیں ویسا ہی کرنا ہو گا۔ بولو جواب دو''...... صفدر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہاں میں ویسا ہی کروں گا جیسا تم کہو گے''...... فیڈور نے خوفزدہ لہجے میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ادھر آ کر اس کرسی پر بیٹھو''...... صفدر نے ٹیبل کے آگے رکھی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو فیڈور آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کرسی پر آ کر بیٹھ گیا جس کی طرف صفدر نے اشارہ کیا تھا۔

''تمہارا دوست ایگونے اوپر ہال میں جواء کھیلنے میں مصروف ہے۔ تم اسے فون کر کے یہاں اپنے کمرے میں بلاؤ''...... صفدر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''ایگونے کو۔ تمہاری ایگونے سے کیا دشمنی ہے۔ شاید تم اس کے بارے میں جانتے نہیں ہو وہ میری طرح عام انسان نہیں ہے۔ وہ ریڈ کراس ایجنسی کا سپر ایجنٹ ہے۔ وہ بہت ہی سخت جان، خطرناک اور سفاک انسان ہے۔ تم اسے کیوں بلانا چاہتے ہو''۔ فیڈور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''فضول سوال مت کرو۔ میں نے جو کہا ہے وہ کرو۔ اور یہ بھی سن لو اگر تم نے کسی کو اشارہ دینے کی کوشش کی تو تم زندہ نہیں رہو

گے''...... صفدر نے غصیلے لہجے میں فیڈور کو دیکھتے ہوئے کہا تو فیڈور، صفدر کا لہجہ سن کر کانپ سا گیا۔

''اوکے۔ اوکے۔ میں کسی کو کوئی اشارہ نہیں دوں گا۔ میں ایگونے کو بلاتا ہوں''...... فیڈور نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے ٹیبل پر رکھے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''برٹن۔ اوپر ہال میں جاؤ اور ایگونے کو میرا پیغام دو کہ وہ جواء چھوڑ کر فوراً پر میرے آفس میں آ جائے۔ مجھے اس سے ضروری بات کرنی ہے''...... فیڈور نے کہا اور پھر اس نے دوسری طرف سے کوئی جواب سنے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے صفدر کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ اس نے مشین پسٹل کا دستہ فیڈور کے سر پر مار دیا تو دوسرے ہی لمحے فیڈور کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ کرسی پر بے ہوش ہو گیا۔ صفدر نے مڑ کر دیوار پر نصب سکرین کی طرف دیکھا تو اسے ایک آدمی جو تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا فیڈور کے آفس کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ ایگونے تھا۔ چونکہ صفدر اس کا فوٹو گراف دیکھ چکا تھا اس لئے وہ اسے پہچان گیا۔ ایگونے لمبے قد اور کسرتی جسم کا مالک دکھائی دیتا تھا۔ اس نے بلیک کلر کا چست لباس پہنا ہوا تھا اور اس کے سر پر فلیٹ ہیٹ تھا۔ صفدر نے دروازے کا لاک کھول دیا اور خود دروازے کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں کے بعد دروازہ کھلا اور ایگونے نے اندر داخل ہو کر زمین پر بکھرے شیشے کے ٹکڑے دیکھے تو دوسرے ہی لمحے وہ باہر جانے

کے لئے مڑا تو اسی وقت صفدر نے لات مار کر دروازہ بند کر دیا اور ایگونے کو اس کی جیکٹ سے پکڑ کر میز پر اچھال دیا۔ ایگونے فضا میں اچھلتا ہوا ایک دھماکے سے میز پر جا گرا۔ دوسرے ہی لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا اور حیرت اور غصیلی نظروں سے صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔ اگلے ہی لمحے اس نے اپنی جیب سے ریوالور نکالنا چاہا مگر اسی وقت صفدر نے چھلانگ لگائی اور فضا میں اڑتا ہوا ایگونے سے ٹکرا گیا اور پھر وہ دونوں میز کی دوسری طرف زمین پر جا گرے۔ زمین پر گرتے ہی ایگونے بجلی کی سی تیزی سے کھڑا ہو گیا لیکن صفدر بھی اسی وقت پیروں کے بل اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ ایگونے، صفدر کے چہرے پر مکا مارتا، صفدر نے ایک مرتبہ پھر اسے جیکٹ سے پکڑ کر کرسی پر اچھال دیا۔ ایگونے دھماکے سے کرسی پر جا گرا۔ ایگونے کرسی سے کھڑا ہونے ہی لگا تھا کہ صفدر نے مشین پسٹل اس کے سر پر مارا تو ایگونے دھپ سے کرسی پر گرا اور اسے اپنی آنکھوں کے سامنے تارے سے ناچتے ہوئے محسوس ہوئے۔ دوسرے ہی لمحے وہ بے ہوش ہو گیا۔ صفدر نے پہلے دروازہ اندر سے لاک کیا اور پھر اس نے نائیلون کی رسی سے ایگونے کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کرسی سے باندھ دیئے۔ یہ رسی وہ اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس دوران اس نے کئی مرتبہ دیوار پر نصب سکرین کی طرف بھی دیکھا۔ سب لوگ اپنے اپنے کام میں مصروف تھے۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صفدر چونک پڑا۔ وہ چند

لمحے فون کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... صفدر نے کھانستے ہوئے لہجے میں فیڈور کی آواز میں بولنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”باس۔ کیا آپ ڈنر کریں گے“...... دوسری طرف سے ایک لڑکی نے پوچھا۔

”نہیں“...... صفدر نے اتنا کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر اس نے ایک کرسی اٹھا کر ایگونے کے سامنے رکھی اور پھر وہ پہلے ایگونے کا منہ کھول کر اس کے دانتوں کی چیکنگ کرنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد اس نے ایگونے کے اوپر کے دانتوں میں چھپا سائنائیڈ کیپسول نکال لیا۔ صفدر جانتا تھا کہ ٹاپ سیکرٹ ایجنٹوں نے اپنے دانتوں میں سائنائیڈ کیپسول چھپائے ہوتے ہیں۔ وہ مرنا تو پسند کرتے ہیں لیکن زبان نہیں کھولتے۔ صفدر نے ایگونے کے دانتوں سے اس لئے سائنائیڈ کیپسول نکال لیا تھا تاکہ وہ اسے چبا کر مر نہ سکے۔ پھر صفدر نے دونوں ہاتھوں سے ایگونے کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب ایگونے کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ایگونے نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے چند لمحوں تک اس کی آنکھوں میں دھند سی چھائی رہی اور وہ بے حس و حرکت بیٹھا رہا لیکن پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا تو اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رسی سے بندھی

ہونے کی وجہ سے اس کا جسم حرکت ہی نہ کر سکا تھا۔ اس نے حیرت بھری نظروں سے سامنے بیٹھے ہوئے صفدر کو دیکھا اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"کک۔ کون ہو تم۔ فیڈور کہاں ہے"...... ایگونے نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ وہ ایک مرتبہ پھر کمرے میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"کیا تمہارا نام ایگونے ہے"...... صفدر نے سرد لہجے میں پوچھا تو ایگونے کے چہرے پر حیرت بھرے تاثرات ابھر آئے پھر اس کا چہرہ نارمل ہوتا چلا گیا۔

"ہاں۔ میرا نام ایگونے ہے۔ مگر تم کون ہو اور مجھے کیسے جانتے ہو"...... ایگونے نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"فیڈور تو کہہ رہا تھا کہ تم بہت سخت جان، خطرناک اور ظالم انسان ہو مگر مجھے تو تم کسی چڑیا گھر کے بندر لگتے ہو جس پر میں نے آسانی سے قابو پا لیا ہے"...... صفدر نے استہزائیہ لہجے میں کہا تو ایگونے کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھرتے چلے گئے لیکن پھر اس نے خود پر قابو پا لیا۔

"مگر تم کون ہو اور مجھے کیوں باندھا گیا ہے۔ فیڈور کہاں ہے"...... ایگونے نے کہا۔

"میرا نام صفدر سعید ہے اور میں پاکیشیائی ایجنٹ ہوں۔ کل تمہاری ایجنسی ریڈ کراس کی لیڈی ایجنٹ پرنسز ڈاریا ہمارے سائنس

دان پروفیسر احسان فارانی کی نئی ایجاد کا فارمولا چوری کر کے لے آئی ہے اور میں وہ فارمولا لینے یہاں آیا ہوں۔ اب تمہاری زندگی کا انحصار اس بات پر ہے کہ تم مجھے سچ بتا دو کہ وہ فارمولا کہاں ہے اور میں اسے کیسے حاصل کر سکتا ہوں۔ یہ سن لو کہ میں نے تمہارے دانتوں میں چھپا سائنائیڈ کیپسول نکال لیا ہے اس لئے تم سچ بول کر اپنی زندگی بچا سکتے ہو۔ اگر تم جھوٹ بولو گے تو میں تمہیں گولیاں مار کر یہاں سے چلا جاؤں گا اور کسی کو یہ معلوم ہی نہیں ہو سکے گا کہ تمہیں کس نے ہلاک کیا ہے"...... صفدر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو پاکیشیائی ایجنٹ اور فارمولے کے بارے میں سن کر ایگونے کے چہرے پر حیرت کے بجائے استہزائیہ تاثرات ابھر آئے۔

"تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ مجھے۔ ایگونے کو۔ کان کھول کر سن لو مسٹر۔ تم جو کچھ مرضی کر لو مگر میں تمہیں یہ نہیں بتاؤں گا کہ فارمولا کہاں ہے"...... ایگونے نے سرد لہجے میں کہا تو صفدر سمجھ گیا کہ ایگونے آسانی سے فارمولے کے بارے میں بتانے والا نہیں ہے۔ دوسرے لمحے ایگونے کے حلق سے چیخ نکل گئی اور اس نے اس طرح دائیں بائیں سر پٹخنا شروع کر دیا جیسے اس کی روح کو کسی کانٹے دار جھاڑی میں گھسیٹا جا رہا ہو۔ اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی صفدر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کی نال انتہائی بے دردی سے اس کی ایک آنکھ میں گھسیڑ دی تھی۔

"بولو۔ فارمولے کے بارے میں بتاتے ہو یا تمہاری دوسری آنکھ بھی ختم کر دوں۔ پھر ساری زندگی فٹ پاتھ پر بیٹھ کر بھیک مانگتے رہنا۔ بولو"...... صفدر نے انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا۔ ایگو نے ابھی تک اپنا سر دائیں بائیں پٹخ رہا تھا۔

"مم۔مم۔ مجھے کچھ مت کہو۔ مم۔ میں اندھا نہیں ہونا چاہتا۔ مم۔مم۔ میں۔ مجھے گولی مار دو"...... ایگو نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور دوسرے ہی لمحے اس کا سر دائیں طرف ڈھلک گیا۔ وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو گیا تھا مگر جب صفدر نے مشین پسٹل کی نال اس کے سر پر ماری تو ایگو نے چند ہی لمحوں میں پھر ہوش میں آ گیا اور چیخنے لگا۔

"چیخو مت۔ بتاؤ۔ فارمولا کہاں ہے۔ اگر تم نے اب نہ بتایا تو میں سچ مچ تمہاری دوسری آنکھ بھی ختم کر دوں گا"...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے اندھا نہ کرنا۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ فارمولا کہاں ہے۔ کیا تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے"...... ایگو نے رک رک کر کہا۔

"تم میرا وقت ضائع کر رہے ہو۔ اب میں تمہیں آخری چانس دے رہا ہوں۔ اگر تم نے مجھے فارمولے کے بارے میں نہ بتایا تو میں تمہاری دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا"...... صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔

"نن۔ نن۔ نہیں۔ ایسا نہ کرنا۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ فارمولا ریڈ کراس ایجنسی کے چیف کرنل پاول نے پروفیسر میکسم کو پہنچا دیا ہے اور پروفیسر میکسم فارمولا لے کر جنرل لیبارٹری میں چلے گئے ہیں"...... ایگو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

"پروفیسر میکسم۔ یہ کون ہے اور جنرل لیبارٹری کہاں ہے"۔ صفدر نے پوچھا۔

"پروفیسر میکسم روسیاہ کے نامور سائنس دان ہیں اور وہ اس فارمولے پر کام کر رہے ہیں لیکن میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ جنرل لیبارٹری مٹاگن آئی لینڈ میں زیر زمین بنائی گئی ہے جو سرحدی شہر جوباگ کے قریب واقع ہے۔ بس مجھے صرف اتنا ہی معلوم ہے"۔ ایگو نے فرفر بولتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہے کہ لیبارٹری مٹاگن آئی لینڈ میں زیر زمین بنائی گئی ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"سرحدی شہر جوباگ میں جارج ہوٹل ہے۔ اس ہوٹل کا مالک جارج میرا دوست ہے اور وہ لیبارٹری کو فوڈز کی سپلائی کرتا ہے۔ اسی نے مجھے بتایا ہے"...... ایگو نے بتایا۔

"جارج لیبارٹری میں فوڈز کیسے سپلائی کرتا ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"جارج لانچ کے ذریعے فوڈز کی سپلائی کرتا ہے۔ وہ ہر پندرہ

دن کے بعد سپلائی کرتا ہے''...... اگیونے نے کہا۔

''جارج کی رہائش گاہ کہاں ہے اور اس کا فون نمبر کیا ہے''۔ صفدر نے پوچھا۔

''جارج نے اپنے ہوٹل میں ہی رہائش گاہ بنائی ہوئی ہے اور وہ وہیں رہتا ہے''...... اگیونے نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جارج ہوٹل کا فون نمبر بھی بتا دیا جسے صفدر نے ذہن نشین کر لیا۔

''جارج کا حلیہ بتاؤ''...... صفدر نے کہا تو اگیونے نے جارج کا حلیہ بھی بتا دیا۔

''جنرل لیبارٹری کی حفاظت کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''مم۔ مم۔ میں اس بارے میں بالکل کچھ نہیں جانتا۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں کیونکہ میں آج تک لیبارٹری میں نہیں گیا''۔ اگیونے نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم نے واقعی سچ بتایا ہے''...... صفدر نے اگیونے کی اکلوتی آنکھ میں جو اب قندھاری انار کی طرح سرخ ہو گئی تھی جھانکتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہاں۔ میں نے سچ بتایا ہے۔ میں نے کچھ جھوٹ نہیں بولا۔ بے شک تم میرے دوست جارج سے تصدیق کر سکتے ہو۔ میں نے تمہیں اس کا فون نمبر بتا دیا ہے''...... اگیونے نے گھبرائے

ہوئے لہجے میں کہا تو صفدر نے یکلخت اپنے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور گولیاں اگیونے کے سینے میں اترتی چلی گئیں۔ وہ چند لمحے تڑپا اور پھر ساکت پڑتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر مڑا اور تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل کر راہداری میں آ گیا اور ہال کی طرف بڑھنے لگا۔ ہال میں اسی طرح لوگوں کا رش تھا۔ صفدر ابھی ہال میں پہنچا ہی تھا کہ اسے ایک آدمی دکھائی دیا جو تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا فیڈور کے آفس کی راہداری کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی صفدر سمجھ گیا کہ جیسے ہی وہ نوجوان فیڈور کے آفس میں پہنچے گا تو اسے اگیونے کی موت کا پتہ چل جائے گا اس لئے صفدر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ہوٹل کی عمارت سے باہر آتے ہی صفدر ٹیکسی میں سوار ہوا تو راڈف نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

''اس وقت سرحدی شہر جوباگ کی طرف کون سی سواری جاتی ہے''...... صفدر نے راڈف سے پوچھا۔

''رات بارہ بجے تو صرف ٹرین ہی جوباگ کی طرف جاتی ہے۔ کیا آپ نے جوباگ جانا ہے''...... راڈف نے کہا۔

''ہاں۔ کیونکہ لیبارٹری مٹاگن آئی لینڈ میں زیر زمین بنائی گئی ہے۔ تم ریلوے اسٹیشن کی طرف چلو۔ ابھی بارہ بجنے میں پندرہ منٹ باقی ہیں ہم پندرہ منٹ تک وہاں پہنچ جائیں گے۔ اور ہاں۔ کسی مقامی فرد کا آئی ڈی کارڈ دو تاکہ میں اس کے چہرے کے مطابق

اپنے چہرے پر ماسک میک اپ کرلوں“...... صفدر نے کہا تو راڈف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے ڈیش بورڈ کا خانہ کھول کر ایک آئی ڈی کارڈ نکال کر صفدر کی طرف بڑھا دیا۔ صفدر نے آئی ڈی کارڈ پر موجود فوٹو گراف کو غور سے دیکھا اور پھر اس نے اپنے چہرے پر سے سپیشل ماسک اتارا اور اپنی جیب سے دوسرا سپیشل ماسک نکالا اور اسے اپنے چہرے پر تھپتھپا کر ایڈجسٹ کرنے لگا۔ دو منٹ کے بعد اس کے چہرے پر دوسرا ماسک مکمل طور پر ایڈجسٹ ہو چکا تھا اور اس کی شکل راڈف کے دیئے گئے آئی ڈی کارڈ میں موجود شخص کی طرح ہو گئی تھی۔

تقریباً دس منٹ کے اندر اندر راڈف نے ٹیکسی ریلوے اسٹیشن کی پارکنگ میں روکی تو اس وقت گیارہ بج کر ستاون منٹ ہو رہے تھے اور ٹرین کی روانگی میں صرف تین منٹ باقی تھے۔ صفدر نے اپنا بلیک کلر کا سیاحتی بیگ اپنے کاندھے پر ڈالا اور راڈف کو واپس جانے کی ہدایت کی اور خود تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا ریلوے اسٹیشن میں داخل ہو گیا۔

پلیٹ فارم پر ایک ٹرین موجود تھی اور کچھ مسافر ٹرین میں سوار ہو رہے تھے۔ پلیٹ فارم پر داخل ہونے کے بعد صفدر نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے کچھ لوگ ایسے بھی دکھائی دیئے جنہوں نے سپیشل گاگلز پہنے ہوئے تھے اور وہ ایک ایک مسافر کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ صفدر کے چہرے پر خفیف مسکراہٹ پھیل گئی کیونکہ وہ سمجھ گیا

تھا کہ اسے تلاش کرنے کے لئے ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹ پلیٹ فارم پر موجود تھے مگر اس مرتبہ بھی وہ صفدر کے چہرے پر ڈبل میک اپ کے اوپر موجود ماسک کی وجہ سے اسے ٹریس کرنے میں ناکام رہے تھے۔ صفدر نے جلدی سے بکنگ کاؤنٹر سے جوباگ کے لئے ایک ٹکٹ خریدا اور پھر وہ ٹرین کے مطلوبہ ڈبے میں سوار ہو گیا۔ چونکہ اس کی ٹکٹ پر سیٹ کا نمبر موجود تھا اس لئے صفدر نے اپنی مطلوبہ سیٹ تلاش کی اور پھر وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا اور ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹوں کی طرف دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد ٹرین نے وسل دی اور پھر ٹرین دھیرے دھیرے آگے بڑھنے لگی۔

جوباگ خاصا بڑا شہر تھا اور یہ دارالحکومت باسکو سے ایک سو بیس کلو میٹر کے فاصلے پر واقع تھا۔ اس شہر میں صرف دو راستوں سے داخل ہوا جا سکتا تھا۔ ایک راستہ موٹر وے کا تھا جو شمالی طرف سے تھا جبکہ دوسرا راستہ ٹرین کے ذریعے جوباگ میں داخل ہونے کا تھا۔ جوباگ سے چالیس کلو میٹر دور ایک جزیرہ تھا جسے مٹاگن آئی لینڈ کہا جاتا تھا۔ جوباگ اور مٹاگن آئی لینڈ کے درمیان سمندر تھا۔ مٹاگن آئی لینڈ بہت بڑا مگر بے آباد تھا۔ اس جزیرے پر چٹانیں، گھنے درخت اور جھاڑیاں بکثرت موجود تھیں۔ روسیاہی حکومت نے عام لوگوں اور سیاحوں کے لئے اس جزیرے پر جانے کی پابندی عائد کی ہوئی تھی کیونکہ اس جزیرے پر روسیاہی حکومت نے زیر زمین لیبارٹری بنائی ہوئی تھی جسے جنرل لیبارٹری کہا جاتا تھا۔

جنرل لیبارٹری انتہائی خفیہ طریقے سے بنائی گئی تھی جس کے بارے میں روسیاہی پریذیڈنٹ، پرائم منسٹر، ریڈ کراس ایجنسی کے

چیف کرنل پاول اور جوباگ کے جارج ہوٹل کے مالک جارج کے علاوہ مٹاگن آئی لینڈ پر موجود کمانڈوز کو علم تھا۔ جنرل لیبارٹری میں ہر پندرہ دن کے بعد سمندری لانچ کے ذریعے فوڈز پہنچائی جاتی تھی اور ریڈ کراس ایجنسی کے چیف کرنل پاول کی سفارش پر جوباگ کے جارج ہوٹل کے مالک جارج کو لیبارٹری میں فوڈز پہنچانے کا ٹھیکہ دیا گیا تھا۔

جنرل لیبارٹری میں روسیاہ کے نامور اور سینیئر سائنس دان اہم اور مختلف پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے۔ روسیاہی حکومت نے جنرل لیبارٹری کی حفاظت کے لئے جنرل لیبارٹری میں سائنسی آلات اور مشینری نصب کی ہوئی تھی جو دور دور تک سمندر، پہاڑوں اور چٹانوں کو چیک کر سکتی تھی اور ان کی یہ چیکنگ مسلسل جاری رہتی تھی تاکہ اگر غیر متعلقہ شخص مٹاگن آئی لینڈ میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو وہ فوراً ٹریس ہو جائے اور پھر اسے ہلاک کر دیا جائے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی غیر متعلقہ ہیلی کاپٹر یا لانچ جزیرے کی طرف آ رہی ہوتی تو اسے بھی میزائل مار کر تباہ کر دیا جاتا تھا۔

روسیاہی حکومت نے مٹاگن آئی لینڈ پر ایک اوپن چیک پوسٹ بھی قائم کی ہوئی تھی جس کا انچارج میجر الفانسو تھا۔ میجر الفانسو لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ بے حد سفاک، ہوشیار اور عیار انسان تھا۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی مکھی بھی مٹاگن آئی لینڈ میں داخل نہیں ہو سکتی تھی۔

کرنل پاول نے روسیاہی پریذیڈنٹ سے بات کرنے کے بعد ان کی ہدایت پر پروفیسر احسان فارانی کی نئی ایجاد کا فارمولا خود جنرل لیبارٹری میں روسیاہی سائنس دان پروفیسر میکسم کے حوالے کیا تھا اور پروفیسر میکسم نے فارمولے کو ڈی کوڈ کرانا شروع کر دیا تھا۔ روسیاہی پریذیڈنٹ نے کرنل پاول کو جنرل لیبارٹری کی حفاظت کی ذمہ داری بھی سونپ دی تھی اور متاگن آئی لینڈ کی حفاظت پر مامور میجر الفانسو کو بھی آگاہ کر دیا تھا۔

کرنل پاول کی ہدایات پر سیٹلائٹ کے ذریعے ٹریسنگ ریز کے علاوہ میک اپ چیک کرنے والی ریز دارالحکومت باسکو اور دارالحکومت کے اردگرد کے علاقوں میں فائر کر دی گئی تھی تاکہ اگر پاکیشیائی ایجنٹ اپنی اصل شکل یا میک اپ میں باسکو میں داخل ہوں تو وہ فوراً ٹریس ہو جائیں۔ اگر پاکیشیائی ایجنٹ میک اپ میں ہوں تب بھی ٹریس ہو جائیں اور اگر اصل شکل میں ہوں تو کمپیوٹر پر ان کی تصاویر آ جائیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کہاں موجود ہیں۔ سیٹلائٹ کے ذریعے فضا میں ریز فائر کرانے کے لئے اس کے ہیڈکوارٹر میں ایک باقاعدہ سیکشن کام کر رہا تھا جن کے پاس جدید سائنسی آلات اور جدید ریز تھیں۔

اس وقت کرنل پاول اپنے آفس میں ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ اس کے چہرے پر اطمینان بھرے تاثرات تھے اور وہ مطمئن تھا کہ اگر پاکیشیائی ایجنٹوں نے

باسکو میں داخل ہونے کی کوشش کی تو وہ فوراً ہی ٹریس ہو جائیں گے اور پرنسز ڈاریا اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچ کر انہیں ہلاک کر دے گی۔ اس وقت رات کے گیارہ بج رہے تھے کہ اسی لمحے براؤن کلر کے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل پاول نے چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا پھر اس نے فائل بند کر کے ٹیبل پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ کرنل پاول اسپیکنگ''...... کرنل پاول نے کرخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں بورس بات کر رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہاں بورس۔ کیا بات ہے۔ کیوں فون کیا ہے''...... کرنل پاول نے اسی لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں نے آپ کو ایک اطلاع دینی تھی''...... بورس نے جواب دیا۔

''نانسنس۔ تمہیں معلوم ہے کہ مجھے تمہید سے سخت نفرت ہے۔ بولو۔ کیا اطلاع دینی ہے''...... کرنل پاول نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سس۔ سس۔ سوری باس۔ میں نے آپ کو یہ اطلاع دینی تھی کہ سپر ایجنٹ ایگو نے کو قتل کر دیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے بورس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو کرنل پاول محاورتاً نہیں بلکہ

حقیقتاً اچھل پڑا۔

"ایگونے کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اوہ۔ اسے کس نے قتل کیا ہے"...... کرنل پاول نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس۔ ایگونے کو پاکیشیائی ایجنٹ نے قتل کیا ہے"...... دوسری طرف سے بورس نے کہا تو کرنل پاول ایک مرتبہ پھر اچھل پڑا اور حیرت سے اس کی آنکھیں پھٹنے لگیں۔

"پاکیشیائی ایجنٹ نے ایگونے کو قتل کیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے تو سیٹلائٹ کے ذریعے میک اپ چیک کرنے والی ریز فائر کرائی ہوئی ہے۔ اگر وہ میک اپ میں تھا تو وہ ٹریس کیوں نہیں ہو سکا۔ اس کے علاوہ ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹ دارالحکومت میں پھیلے ہوئے ہیں پھر پاکیشیائی ایجنٹ کیسے باسکو میں داخل ہو گیا ہے۔ تمہیں کیسے پتا چلا کہ ایگونے کو پاکیشیائی ایجنٹ نے ہی قتل کیا ہے"...... کرنل پاول نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ جانتے ہیں کہ گرینڈ ہوٹل کا مالک فیڈور، ایگونے کا دوست ہے اور ایگونے اس کے ہوٹل میں روزانہ جواء کھیلنے جاتا تھا۔ مجھے ایگونے سے ضروری کام تھا اس لئے میں اس سے ملنے گرینڈ ہوٹل گیا۔ میں جواء خانے میں گیا تو ایگونے وہاں موجود نہیں تھا پھر میں نے ایک ویٹر سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایگونے کو فیڈور نے اپنے کمرے میں بلایا تھا اور اسے گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے۔ چونکہ میری بھی فیڈور سے جان پہچان تھی اس

لئے میں فیڈور کے کمرے میں چلا گیا۔ میں جب فیڈور کے کمرے میں داخل ہوا تو میں پریشان ہو گیا۔ ایک کرسی پر ایگونے کی لاش پڑی تھی۔ وہ رسیوں سے بندھا ہوا تھا اور اس کی ایک آنکھ بھی ضائع ہو چکی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس پر کسی نے بے پناہ تشدد کیا ہو۔ اس کمرے میں فیڈور بھی ٹیبل کے پیچھے بے ہوشی کی حالت میں پڑا تھا۔ وہ بھی کافی زخمی تھا۔ میں نے اسے ہوش دلایا تو وہ بھی ایگونے کی لاش دیکھ کر حیران رہ گیا۔ میں نے فیڈور سے پوچھا کہ ایگونے کو کس نے قتل کیا ہے تو اس نے بتایا کہ وہ اپنی گرل فرینڈ سے باتیں کرنے میں مصروف تھا کہ اچانک اس کے آفس میں ایک نوجوان داخل ہوا۔ وہ چونکہ فون پر باتیں کرنے میں مصروف تھا اس لئے وہ دیوار پر نصب سکرین پر کمرے میں آنے والے نوجوان کو نہ دیکھ سکا۔ فیڈور کے مطابق شکل و صورت سے وہ نوجوان روسیاہی ہی لگ رہا تھا۔ اس نے پہلے فیڈور کو مارا پیٹا اور پھر اس سے کہا کہ وہ اپنے کمرے میں ایگونے کو بلائے۔ فیڈور نے فون کر کے ایگونے کو اپنے آفس میں بلایا۔ اس کے بعد اس نوجوان نے مشین پسٹل کا دستہ اس کے سر پر مار کر اسے بے ہوش کر دیا۔ چونکہ فیڈور نے اپنے ہوٹل میں مختلف جگہوں پر اور اپنے آفس میں خفیہ کیمرے نصب کرا رکھے ہیں اور وہاں ہر آنے جانے والے کی ویڈیو بھی بنتی ہے اس لئے میرے کہنے پر فیڈور نے فوری طور پر ویڈیو منگوا کر چلائی تو میں نے اس نوجوان کو دیکھا جس کا قد

لمبا تھا اور اس نے بلیک کلر کا لباس پہنا ہوا تھا۔ وہ نوجوان فیڈور کے کمرے میں داخل ہوا اور اس نے فیڈور کو پہلے مارا پیٹا اس کے بعد اسے اٹھا کر شیشے والی میز پر پھینک دیا جس سے فیڈور زخمی ہو گیا۔ تب اس نوجوان نے فیڈور سے کہا کہ وہ ایگونے کو اپنے کمرے میں بلائے۔ بہرحال فیڈور نے ایگونے کو اپنے آفس میں بلا لیا۔ پھر اس نوجوان نے فیڈور کے سر پر مشین پسٹل کا دستہ مار کر اسے بے ہوش کر دیا اور پھر جیسے ہی ایگونے کمرے میں داخل ہوا تو اس کے ساتھ فائٹ شروع کر دی۔ اس نوجوان نے ایگونے کو بھی مارا پیٹا اور اسے بے ہوش کر کے اسے رسی سے باندھ دیا۔ اس کے بعد وہ ایگونے کو ہوش میں لایا اور اس سے باتیں کرنے لگا۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہے۔ اس نے ایگونے سے پوچھا کہ پرنسز ڈاریا پاکیشیائی سائنس دان پروفیسر احسان فارانی کی نئی ایجاد کا فارمولا چوری کر کے لے آئی ہے وہ فارمولا کہاں ہے۔ مگر ایگونے نے انکار کر دیا تب پاکیشیائی ایجنٹ نے مشین پسٹل اس کی ایک آنکھ میں مار دیا جس سے ایگونے کی آنکھ ضائع ہو گئی۔ پاکیشیائی ایجنٹ نے ایگونے کو اس کی دوسری آنکھ ضائع کرنے کی دھمکی دے کر اس سے معلوم کر لیا کہ فارمولا کہاں ہے۔ ایگونے نے بتایا ہے کہ فارمولا آپ پروفیسر میکسم کے حوالے کر آئے ہیں اور پروفیسر میکسم فارمولا لے کر جنرل لیبارٹری چلے گئے ہیں۔ پاکیشیائی ایجنٹ کے پوچھنے پر

ایگونے نے بتا دیا کہ اسے جنرل لیبارٹری کے بارے میں صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ مٹاگن آئی لینڈ میں زیر زمین بنائی گئی ہے۔ ایگونے نے جارج کے بارے میں بھی بتا دیا ہے جو لیبارٹری میں فوڈز سپلائی کرتا ہے''...... دوسری طرف سے بورس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو کرنل پاول کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ غصے کے تاثرات بھی ابھرتے چلے گئے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کی ایجنسی کے تمام سیکشن کے ایجنٹ دارالحکومت میں پھیلے ہوئے ہیں اور پاکیشیائی ایجنٹ ان سب کی نظروں میں دھول جھونکتے ہوئے آسانی سے ایگونے تک نہ صرف پہنچ گیا تھا بلکہ اس نے لیبارٹری کے بارے میں بھی معلوم کر لیا تھا۔

''کیا یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ اکیلا تھا یا اس کے ساتھ اس کے ساتھی بھی تھے''...... کرنل پاول نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''باس۔ ہوٹل میں تو وہ اکیلا آیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہوں مگر جب وہ ایگونے کو ہلاک کر کے ہوٹل سے جا رہا تھا تو اس وقت بھی وہ اکیلا تھا''...... بورس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ میرا خیال ہے پاکیشیائی ایجنٹ میک اپ میں ہو گا کیونکہ میں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں سنا تھا کہ وہ میک اپ کرنے میں بہت ماہر ہیں اور ایسے کیمیکل سے بنائے گئے میک

اپ کرتے ہیں کہ وہ کسی بھی صورت چیک نہیں ہو سکتے۔ بہر حال تم اس ایجنٹ کا فوٹو گراف مجھے اور پرنسز ڈاریا کو ایم ایم ایس کر دو۔ تاکہ میں اس کی موجودہ شکل دیکھ لوں اور میں پرنسز ڈاریا سے بھی بات کر لیتا ہوں تاکہ وہ اسے ٹریس کرنے کی کوشش کرے''۔ کرنل پاول نے کہا اور پھر اس نے بورس کی مزید کوئی اور بات سنے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر حیرت بھرے تاثرات ابھرے ہوئے تھے اور اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں ابھر آئی تھیں۔

''حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ پاکیشیائی ایجنٹ روسیاہ پہنچ چکا ہے اور ہماری ایجنسی کے ایجنٹوں کو اس کے آنے کی خبر ہی نہیں ہے اور وہ سیٹلائٹ کے ذریعے بھی ٹریس نہیں ہو سکا۔ پرنسز ڈاریا نے تو دعویٰ کیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ کسی صورت اس کی نظروں سے بچ نہیں سکیں گے پھر وہ کیسے اس کی نظروں سے بچ گیا ہے اور ریگر بھی اسے ٹریس نہیں کر سکا''...... کرنل پاول نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور پرنسز ڈاریا کے سیل فون کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ہیلو۔ پرنسز ڈاریا اسپیکنگ''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے پرنسز ڈاریا کی آواز سنائی دی۔

''کرنل پاول اسپیکنگ۔ پرنسز ڈاریا تم اس وقت کہاں ہو''۔ کرنل پاول نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ میں اس وقت ایئر پورٹ کے باہر پاکیشیائی ایجنٹوں کو چیک کرنے کے لئے موجود ہوں جبکہ میں نے اپنے ساتھیوں کو پورے شہر میں پھیلایا ہوا ہے''...... دوسری طرف سے پرنسز ڈاریا کی آواز سنائی دی۔

''اب کوئی فائدہ نہیں ہے چیکنگ کرنے کا''...... کرنل پاول نے کہا۔

''کیا مطلب باس۔ میں سمجھی نہیں''...... دوسری طرف سے پرنسز ڈاریا کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کرنے کے لئے جو انتظامات کئے تھے وہ سب دھرے کے دھرے رہ گئے ہیں اور پاکیشیائی ایجنٹ تمہاری سوچ سے بھی زیادہ چالاک نکلا ہے۔ تم لوگ۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو چیک کرتے پھر رہے ہو مگر ایک پاکیشیائی ایجنٹ تمہاری آنکھوں میں دھول جھونک کر نہ صرف دارالحکومت باسکو میں داخل ہو چکا ہے بلکہ وہ اب جوباگ کی طرف بھی روانہ ہو گیا ہے''...... کرنل پاول نے طنزیہ اور قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب باس۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میرے سیکشن کے تمام ممبران پورے دارالحکومت میں پھیلے ہوئے ہیں اور انہوں نے میک اپ چیک کرنے والے جدید سپیشل گاگلز پہنے ہوئے ہیں۔ پھر وہ کیسے بچ کر نکل گیا ہے حالانکہ سپیشل گاگلز سے میک اپ آسانی سے چیک ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے بھی تو سیٹلائٹ کے

ذریعے فضا میں میک اپ چیک کرنے اور ٹریس کرنے والی ریز فائر کرائی ہوئی ہے پھر پاکیشیائی ایجنٹ کیوں ٹریس نہیں ہو سکا"۔

دوسری طرف سے پرنسز ڈاریا کی حیرت بھری آواز سنائی دی تو کرنل پاول کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھرتے چلے گئے جیسے اسے پرنسز ڈاریا کی یہ بات پسند نہ آئی ہو۔

"یہ وقت ان فضول باتوں کا نہیں ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ کیسے باسکو میں داخل ہوا ہے اور سیٹلائٹ کے ذریعے اسے ٹریس کیوں نہیں کیا جا سکا۔ اہم بات یہ ہے کہ اس نے ایگونے پر تشدد کر کے اس سے جنرل لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں اور ایگونے نے اسے بتا دیا ہے کہ میں فارمولا جنرل لیبارٹری میں پروفیسر میکسم کے حوالے کر آیا ہوں۔ پاکیشیائی ایجنٹ کو یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ جارج ہوٹل کا مالک جارج جنرل لیبارٹری میں فوڈز سپلائی کرتا ہے اس لئے وہ جوباگ کی طرف روانہ ہو گیا ہے اور لامحالہ وہ جارج سے جنرل لیبارٹری تک پہنچنے کے لئے راستے کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کرے گا۔ تم پاکیشیائی ایجنٹ کے پہنچنے سے پہلے ہی جوباگ پہنچ جاؤ اور پاکیشیائی ایجنٹ کو گرفتار کرنے کی بجائے اسے گولیوں سے بھون ڈالو۔ بورس تمہیں اس کا فوٹو گراف ابھی ایم ایم ایس کر دے گا اس لئے اسے پہچاننے میں تمہیں مشکل نہیں ہو گی"...... کرنل پاول نے تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

"باس۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس نے میک اپ کے ذریعے اپنی شکل تبدیل کر لی ہو اور اب وہ نئے میک اپ میں ہونے کی وجہ سے ٹریس نہ ہو سکے۔ بہرحال میں ابھی ہیلی کاپٹر پر جوباگ چلی جاتی ہوں جبکہ اپنے سیکشن کے دوسرے افراد کو میں جوباگ کی طرف جانے والی موٹر وے پر بھیج دیتی ہوں۔ اگر پاکیشیائی ایجنٹ نے موٹر وے سے جوباگ شہر میں داخل ہونے کی کوشش کی تو اسے میرے آدمی ہلاک کر دیں گے جبکہ میں ریلوے اسٹیشن پر اور میرے دوسرے ساتھی بس ٹرمینل پر موجود رہیں گے۔ آپ بے فکر رہیں۔ باسکو سے تو پاکیشیائی ایجنٹ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہے مگر میں اسے جوباگ میں جارج ہوٹل میں پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک کر دوں گی"۔ دوسری طرف سے پرنسز ڈاریا کی آواز سنائی دی۔

"اوکے۔ اب ایسا ہی ہونا چاہئے"...... کرنل پاول نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر صفدر کے بارے میں سوچنے لگا۔ اس کے چہرے پر تفکرات کے ساتھ ساتھ غصے کے تاثرات بھی ابھرے ہوئے تھے۔ وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

"جارج ہوٹل"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"کرنل پاول بول رہا ہوں۔ جارج سے بات کراؤ۔ فوری"۔

کرنل پاول نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ میں ابھی آپ کی بات کراتی ہوں''...... دوسری طرف سے لڑکی نے اس مرتبہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ پھر رسیور پر خاموشی چھا گئی۔

''ہیلو جارج اسپیکنگ''...... چند لمحوں کے بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ شاید اسے لیڈی آپریٹر نے بتا دیا تھا کہ کرنل پاول کا فون ہے۔

''کرنل پاول بول رہا ہوں جارج''...... کرنل پاول نے اسی لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ حکم کریں''...... جارج نے اس مرتبہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جارج۔ ایک پاکیشائی ایجنٹ نے تمہارے دوست ایگونے کو ہلاک کر دیا ہے اور اب وہ تمہارے ہوٹل آ رہا ہے۔ وہ تم سے جنرل لیبارٹری کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہے۔ ہوسکتا ہے وہ میک اپ میں ہو اس لئے تم ہوشیار رہنا۔ اگر کوئی غیر متعلقہ فرد تمہارے ہوٹل ٹیں داخل ہونے کی کوشش کرے تو ایک لمحہ کی تاخیر کے بغیر اسے گولیوں سے بھون ڈالنا۔ پرنسز ڈاریا بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمہارے ہوٹل آ رہی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ پاکیشائی ایجنٹ کے پہنچنے سے پہلے ہی تمہارے ہوٹل میں پہنچ جائے اس لئے تم نے اس کے ساتھ مکمل تعاون کرنا ہے''...... کرنل پاول

نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''آپ بے فکر رہیں باس۔ جیسے ہی پاکیشائی ایجنٹ میرے ہوٹل میں آیا تو میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا''...... جارج کی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ ڈیٹس آل''...... کرنل پاول نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ وہ چند لمحے اسی حالت میں بیٹھا رہا پھر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے آفس سے نکل کر ایک اور کمرے میں آ گیا جہاں جدید قسم کی مشینیں اور کمپیوٹر پڑے ہوئے تھے۔ ایک کمپیوٹر کے آگے ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا جس نے گرے کلر کا لباس پہن رکھا تھا۔ جب اس نوجوان نے کرنل پاول کو اندر آتے ہوئے دیکھا تو وہ مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

''ریگر۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ جیسے ہی کوئی بھی پاکیشائی ایجنٹ باسکو میں داخل ہو تم اسے ٹریس کر کے مجھے بتا دینا۔ پھر تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ پاکیشائی ایجنٹ کہاں موجود ہے۔ کیا تم نے سیٹلائٹ کے ذریعے میک اپ چیک کرنے والی ریز فائر نہیں کی تھی''...... کرنل پاول نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس۔ بب۔ باس۔ مم۔ مم۔ میں نے اسی وقت ریز فائر کر دی تھی۔ یہ دیکھیں''...... ریگر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے ٹیبل پر پڑے کی بورڈ کے دو بٹن پریس کئے تو کمپیوٹر سکرین پر ریڈ کلر کی گول دائرے میں لکیریں سی بنتی چلی گئیں۔

"باس۔ فضا میں ریز ابھی تک موجود ہے۔ اگر پاکیشائی ایجنٹ اس ریز کی رینج میں آتا تو وہ فوراً ہی ٹریس ہو جاتا اور اس کی اصل شکل اوپن ہو جاتی"...... ریگر نے کرنل پاول کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو پھر پاکیشائی ایجنٹ اس ریز سے ٹریس کیوں نہیں ہو سکا"...... کرنل پاول نے چونکتے ہوئے کہا۔

"باس۔ پاکیشائی ایجنٹ نے یقیناً ڈبل میک اپ کے اوپر ماسک میک اپ کیا ہوا ہو گا جس کی وجہ سے وہ ٹریس نہیں ہو سکا کیونکہ ڈبل میک اپ کے اوپر ماسک میک اپ سے سیٹلائٹ کے ذریعے میک اپ چیک کرنے والی ریز کو ڈاج دیا جا سکتا ہے"۔ ریگر نے بتایا تو کرنل پاول کے چہرے پر حیرت بھرے تاثرات ابھر آئے تاہم اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ چند لمحے وہاں موجود رہا پھر وہ کمرے سے نکل کر اپنے آفس میں آ کر کرسی پر بیٹھ گیا اور کچھ سوچنے لگا۔ اس کے چہرے پر لاتعداد شکنیں ابھری ہوئی تھیں۔ وہ حیران تھا کہ جدید سسٹم کے تحت سیٹلائٹ کے ذریعے باسکو میں پھیلائی جانے والی ریز سے پاکیشائی ایجنٹ ٹریس کیوں نہیں ہو سکا۔ اگر پاکیشائی ایجنٹ ٹریس ہو جاتا تو پھر اسے ہلاک کرنا کچھ مشکل نہیں تھا۔ وہ چند لمحے اسی طرح سوچتا رہا پھر اچانک اسے کوئی خیال آیا تو اس نے بلیک کلر کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبرز پریس کرنے لگا۔

"یس۔ میجر الفانسو اسپیکنگ"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔ لہجہ تحکمانہ ہی تھا۔

"کرنل پاول اسپیکنگ"...... کرنل پاول نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ حکم"...... اس مرتبہ دوسری طرف سے بولنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میجر الفانسو۔ ایک پاکیشائی ایجنٹ روسیاہ میں موجود ہے۔ ہو سکتا ہے وہ مٹاگن آئی لینڈ کی طرف جانے کی کوشش کرے اس لئے تم اپنے کمانڈوز کو الرٹ کر دو اور انہیں ہدایت کر دو کہ اگر کوئی بھی اجنبی مٹاگن آئی لینڈ کی طرف جانے کی کوشش کرے تو وہ بلا تاخیر اسے ہلاک کر دیں"...... میجر پاول نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ اوکے سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ کوئی انسان تو ایک طرف مکھی بھی میری اجازت کے بغیر مٹاگن آئی لینڈ میں داخل نہیں ہو سکتی۔ میں ابھی تمام کمانڈوز کو الرٹ کر دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے میجر الفانسو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کروں گا۔ دیٹس آل"۔ کرنل پاول نے کہا اور اس نے انگلی سے کریڈل دبا دیا پھر جیسے ہی رسیور میں ٹون آئی تو کرنل پاول نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ سوبرز اسپیکنگ''...... رابطہ قائم ہونے پر دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''کرنل پاول بول رہا ہوں سوبرز''...... کرنل پاول نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ حکم باس''...... دوسری طرف سے بولنے والے نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سوبرز۔ ایک پاکیشیائی ایجنٹ جوباگ کی طرف جا رہا ہے۔ تم فوراً اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں شمال کی طرف موجود پہاڑوں پر پہنچ جاؤ۔ ہوسکتا ہے وہ اس روڈ سے جوباگ میں داخل ہونے کی کوشش کرے''...... کرنل پاول نے کہا۔

''اوکے باس۔ میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں''...... سوبرز نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پاول نے رسیور کریڈل پر رکھ کر اپنا سر کرسی کی پشت سے لگا دیا اور آنکھیں بند کر لیں۔

حصہ اول ختم شد

2B
عمران سیریز نمبر

فاسٹ ایجنٹ

حصہ دوم

خالد نور

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

جیف مارشل ایک کار میں سوار انتہائی تیز رفتاری سے جوباگ شہر کی طرف جانے والی موٹر وے پر آگے بڑھا جا رہا تھا۔ وہ جس سڑک پر سفر کر رہا تھا وہ ویران اور مکمل طور پر تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ دور دور تک لائٹس کا انتظام نہیں تھا مگر اس کے باوجود جیف مارشل تیز رفتاری سے کار آگے بڑھائے چلا جا رہا تھا۔ اس وقت رات کے ساڑھے بارہ بج رہے تھے۔ سڑک کے دائیں بائیں بلند و بالا پہاڑوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا جو اندھیرے میں بڑے بڑے ہیولوں کی طرف دکھائی دے رہے تھے۔

جیف مارشل فیلکن طیارے کے ذریعے سوا بارہ بجے ہی روسیاہ کے دارالحکومت باسکو پہنچ گیا تھا۔ چونکہ کرنل بلیک نے گروم کو جیف مارشل کی آمد کے بارے میں بتا دیا تھا اس لئے گروم، جیف مارشل کے استقبال کے لئے ائیرپورٹ کے باہر ایک کار میں موجود تھا۔ ائیرپورٹ سے باہر آتے ہی جیف مارشل کار میں سوار ہوا اور پھر

اس نے گروم سے لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں معلوم کیا تو گروم نے اسے بتایا کہ پاکیشیائی سائنسدان پروفیسر احسان فارانی کا ایجاد کردہ فارمولا جس لیبارٹری میں پہنچایا گیا ہے وہ لیبارٹری سرحدی شہر جوباگ سے چالیس کلو میٹر دور متاگن آئی لینڈ میں زیرِ زمین بنائی گئی ہے۔ گروم نے جیف مارشل کو مزید یہ بھی بتایا تھا کہ سرحدی شہر جوباگ کے جارج ہوٹل کا مالک جارج لیبارٹری کے بارے میں جانتا ہے کیونکہ وہ لیبارٹری میں ہر پندرہ دن کے بعد فوڈز سپلائی کرتا ہے۔ جیف مارشل کے پوچھنے پر گروم نے بتایا کہ اس نے ریڈ کراس ایجنسی کے چیف کرنل پاول کے پرسنل سیکورٹی گارڈ سے بھاری معاوضے کے عوض یہ معلومات حاصل کی ہیں کیونکہ کرنل پاول کا پرسنل سیکورٹی گارڈ انتہائی لالچی انسان ہے اس لئے وہ بھاری معاوضے کے عوض معلومات دینے پر راضی ہو گیا۔ چنانچہ یہ سب معلومات حاصل کرنے کے بعد جیف مارشل باسکو میں رکنے کی بجائے فوراً ہی سرحدی شہر جوباگ کی طرف روانہ ہو گیا۔ چونکہ گروم نے اسے نقشہ کے ذریعے جوباگ شہر کے محل وقوع کے بارے میں بتا دیا تھا اس لئے جیف مارشل کو سرحدی شہر جوباگ کی طرف جاتے ہوئے کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑ رہا تھا۔ وہ کار چلاتے ہوئے ایسے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا جیسے وہ سرحدی شہر کی طرف جانے والے راستے کے بارے میں پہلے سے جانتا ہو۔ جیف مارشل کو اس بات کا خدشہ تھا کہ اگر پاکیشیائی ایجنٹ اس

سے پہلے لیبارٹری میں پہنچ گیا تو اسے ایک مرتبہ پھر ناکامی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے لیکن اس مرتبہ وہ کسی صورت ناکام نہیں ہونا چاہتا تھا۔

جیف مارشل نے فل میک اپ کے اوپر ماسک میک اپ کیا ہوا تھا اور موجودہ میک اپ میں وہ روسیاہی دکھائی دے رہا تھا۔ جیف مارشل جانتا تھا کہ فل میک اپ کے اوپر ماسک میک اپ کرنے سے میک اپ چیک کرنے والے سپیشل گاگلز کے ذریعے اس کا میک اپ چیک نہیں کیا جا سکتا تھا اس لئے وہ مطمئن تھا۔

گروم نے جیف مارشل کو مزید یہ بھی بتایا تھا کہ جوباگ کی طرف رات بارہ بجے ایک لوکل ٹرین جاتی ہے مگر اس وقت چونکہ بارہ بجنے والے تھے اس لئے جب تک وہ دونوں ریلوے اسٹیشن پر پہنچتے، ٹرین وہاں سے روانہ ہو جاتی تھی اس کے علاوہ دوسرا راستہ باسکو کے شمال سے موٹر وے بھی تھا۔ اس موٹر وے سے جوباگ کی طرف جایا جا سکتا تھا لیکن وہ راستہ بہت خطرناک تھا۔ کہا جاتا تھا کہ اس خطرناک راستے میں ڈکیت گروہ چھپے ہوتے تھے اور جو بھی رات کے وقت اس راستے سے گزرتا تھا اسے لوٹ لیا جاتا تھا اس لئے لوگ رات کے وقت اس راستے سے سفر کرنے سے گریز کرتے تھے۔ اس موٹر وے پر کوئی پولیس چوکی نہیں تھی۔ گروم نے جیف مارشل کو اس راستے کے بارے میں بتا دیا تھا کہ وہ اس راستے سے کم وقت میں جوباگ پہنچ سکتا ہے۔ جیف مارشل کے

پاس سائنسی آلات کے علاوہ اسلحہ اور بم تھے جن سے وہ ڈکیت گروہوں کو منٹوں میں اڑا سکتا تھا۔

جوں جوں جیف مارشل آگے بڑھتا جا رہا تھا ویسے ہی راستہ مزید ویران و سنسان ہوتا جا رہا تھا لیکن جیف مارشل کے چہرے پر ذرا بھی فکر مندی کے تاثرات نہیں تھے۔ کیونکہ وہ ایک ماہر ایجنٹ تھا جو ہر طرح کے حالات سے نپٹنا جانتا تھا۔ وہ ابھی تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اچانک اسے دور سے ہی کار کی ہیڈ لائٹس کی روشنی میں چار افراد کھڑے ہوئے دکھائی دیئے۔ وہ چاروں سڑک کے درمیان میں ٹانگیں کھولے کھڑے تھے۔ تین افراد کے ہاتھوں میں تو ریوالور تھے جبکہ ایک خالی ہاتھ تھا اور وہ ہاتھ سے جیف مارشل کو کار روکنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ جیف مارشل نے ڈیش بورڈ کا خانہ کھول کر جدید قسم کی گن نکالی اور دوسرے ہی لمحے اس نے گن کی نال کھڑکی سے باہر نکال کر خالی ہاتھ کھڑے آدمی کا نشانہ لے ٹریگر دبایا تو گن سے ایک منی میزائل نکل کر اس آدمی کے جسم سے ٹکرایا۔ دوسرے ہی لمحے ایک دھماکا ہوا اور ان چاروں کے چیتھڑے فضا میں اڑ گئے۔ اسی لمحے جیف مارشل کی کار ان چاروں افراد کے اڑتے ہوئے چیتھڑوں کے درمیان سے گزرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ اس نے گن سائیڈ سیٹ پر رکھ دی تھی۔

تھوڑی دور جاتے ہی جیف مارشل کو ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے کار کی کھڑکی سے دائیں طرف

دیکھا تو اسے ایک انتہائی جدید قسم کا ہیلی کاپٹر دکھائی دیا جس کا رخ جیف مارشل کی کار کی طرف تھا۔ اس کی تیز لائٹس جیف مارشل کی کار پر پڑ رہی تھی۔ جیف مارشل سمجھ گیا کہ یقیناً ریڈ کراس ایجنسی کو اطلاع مل چکی ہے کہ وہ فارمولا حاصل کرنے کے لئے جوباگ کی طرف آ رہا ہے لیکن وہ اس بات پر بھی حیران تھا کہ ریڈ کراس ایجنسی کو کیسے اطلاع ملی ہو گی۔ دوسرے ہی لمحے اسے گروم کا خیال آ گیا تو وہ ٹھٹک گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ یقیناً گروم پکڑا جا چکا ہے اور اسی نے بتایا ہو گا کہ وہ لیبارٹری سے فارمولا اڑانے نکل پڑا ہے۔ یہ سوچتے ہی جیف مارشل نے کار کی سپیڈ میں اضافہ کر دیا لیکن چونکہ ہیلی کاپٹر کے اڑنے کی رفتار کار کی رفتار سے زیادہ تھی اس لئے وہ جلد ہی جیف مارشل کی کار کے اوپر پہنچ گیا اور پھر دوسرے ہی لمحے جیف مارشل کو کوئی چیز کار کے اوپر گرتی ہوئی دکھائی دی تو اس نے یکلخت کار دائیں طرف موڑ دی۔ اسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ اس جگہ ہوا جہاں چند لمحے پہلے جیف مارشل کی کار موجود تھی۔ جس انداز میں جیف مارشل نے کار موڑی تھی اس سے کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی یکلخت گھوم کر اسی سائیڈ پر ہو گئی تھی جس طرف جیف مارشل جا رہا تھا۔ اگر جیف مارشل کمالِ مہارت سے کار کو نہ سنبھال لیتا تو یقیناً کار سڑک سے نیچے اتر کر گہرائی میں گر کر تباہ ہو جاتی۔

جیف مارشل نے کار پھر آگے بڑھائی اور اس کی رفتار میں

اضافہ کرتا چلا گیا۔ آگے موڑ آ گیا تھا اس لئے جیف مارشل نے کار کو اسی طرف موڑ دیا۔ جیف مارشل نے اپنا سر کھڑکی سے نکال کر پیچھے دیکھا تو اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ ہیلی کاپٹر بھی فضا میں بلند ہوتے ہوئے پہاڑوں کے اوپر سے ہو کر ایک مرتبہ پھر اس کی کار کی طرف آ رہا تھا۔ جیف مارشل کی کار اب جس سڑک پر دوڑ رہی تھی اس کی چوڑائی بیس فٹ سے زیادہ نہ تھی اور اس کے دائیں بائیں گہری کھائیاں تھیں۔ جیف مارشل نے پھر کھڑکی سے سر باہر نکال کر ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھا جو لحہ بہ لحہ اس کی کار کے قریب آتا جا رہا تھا۔ جیف مارشل نے سائیڈ سیٹ پر پڑی گن اٹھائی اور اس کی نال کھڑکی سے نکال کر ہیلی کاپٹر کی طرف کی اور ٹریگر دباتا چلا گیا۔ یکے بعد دیگرے کئی منی میزائل نکل کر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھے مگر اسی لمحے ہیلی کاپٹر یکلخت بلند ہو گیا جس کے باعث ایک بھی منی میزائل ہیلی کاپٹر سے نہ ٹکرایا تھا اور میزائل پہاڑوں پر گر کر پھٹ گئے اور فضا خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھی۔ جیف مارشل نے پھر ہیلی کاپٹر کی طرف منی میزائل پھینکے مگر اس مرتبہ ہیلی کاپٹر پہاڑی کے پیچھے چلا گیا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے پہاڑی کے پیچھے جاتے ہی جیف مارشل نے گن سائیڈ سیٹ پر رکھی اور سامنے کی طرف دیکھنے لگا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ وہ ایک مرتبہ پھر چونک پڑا کیونکہ اب ہیلی کاپٹر پیچھے سے آنے کی بجائے سامنے کے رخ سے آ رہا تھا۔ جیف مارشل نے سائیڈ سیٹ پر پڑی گن اٹھائی اور

اسے کھڑکی سے باہر نکالا ہی تھا کہ اچانک ہوا کے زور دار پریشر کے باعث اس سے گن سنبھل نہ سکی اور اس کے ہاتھ سے نکل کر کھائی میں گر گئی۔

''اوہ۔ یہ کیا ہو گیا ہے''...... جیف مارشل نے پریشان لہجے میں کہا۔ میزائل گن ہاتھ سے نکل جانے کے بعد اس کے پاس اب ڈیش بورڈ میں مشین پسٹل اور چند دستی بموں کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں تھی جس سے وہ ہیلی کاپٹر کو تباہ کرتا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر بالکل اس کی کار کے قریب پہنچ گیا اور اس کی کار پر فائرنگ ہونے لگی۔ گولیوں نے کار کی ونڈ سکرین چھلنی کر دی تھی۔ جیف مارشل بجلی کی سی تیزی سے نیچے جھک گیا مگر نیچے جھکنے کی وجہ سے جیف مارشل کار کنٹرول میں نہ رکھ سکا اور وہ یکلخت دائیں طرف کھائی میں مڑ گئی۔ اس سے پہلے کہ کار کھائی میں گرتی دوسرے ہی لمحے جیف مارشل نے کار کو کنٹرول کر لیا۔ ہیلی کاپٹر فائرنگ کرتا ہوا اس کی کار کے اوپر سے گزر گیا۔ تھوڑی ہی دور جانے کے بعد ہیلی کاپٹر مڑا اور واپس کار کی طرف آنے لگا۔ اس سے مسلسل جیف مارشل کی کار پر فائرنگ ہو رہی تھی۔ چند لمحوں کے بعد ہیلی کاپٹر کار کے بالکل اوپر پہنچ گیا اور ہیلی کاپٹر سے اس کی کار پر بم گرایا گیا۔ اس سے پہلے کہ بم جیف مارشل کی کار پر گرتا، دوسرے ہی لمحے جیف مارشل نے بجلی کی سی تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی کار کا دروازہ کھولا اور دائیں طرف پہاڑی ڈھلوان میں چھلانگ لگا دی۔ اس نے جیسے ہی

چھلانگ لگائی اسی لمحے ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور کار کے پرخچے اڑ گئے۔

جیف مارشل پہاڑی ڈھلوان میں گھومتا ہوا نیچے گرتا چلا جا رہا تھا۔ پہاڑی ڈھلوان تقریباً تیس فٹ گہرائی میں تھی لیکن یہ بالکل سپاٹ تھی۔ اس میں کوئی رخنہ یا ابھری ہوئی چٹان نہیں تھی اور اسی وجہ سے جیف مارشل تیزی سے گھومتا ہوا نیچے جا رہا تھا۔ اگر اس میں کوئی رخنہ یا ابھری ہوئی چٹان ہوتی تو اب تک یقیناً جیف مارشل کا جسم چیتھڑوں میں تبدل ہو چکا ہوتا۔ جیف مارشل نے خود کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا اور دوسرے ہی لمحے وہ نیچے گہرائی میں پہنچتے ہی یوں اچھل کر ایک چٹان پر جا گرا جیسے اسے کسی نے اٹھا کر پھینک دیا ہو۔ جیف مارشل چٹان پر پڑا لمبی لمبی سانسیں لینے لگا۔ وہ حیران بھی تھا کہ اتنی گہرائی میں چٹان پر گرنے کے باوجود اس کا زندہ بچ جانا حیران کن تھا۔ وہ چند لمحے اسی حالت میں پڑا رہا پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور سر اٹھا کر اس طرف دیکھنے لگا جس طرف سڑک پر اس کی کار تباہ ہوئی تھی اور ہیلی کاپٹر گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ سڑک پر اتر رہا تھا۔ جیف مارشل سمجھ گیا کہ ہیلی کاپٹر میں موجود افراد اس کی موت کی تصدیق کرنے کے لئے وہاں اترے ہوں گے۔ اس کے پاس جو اسلحہ تھا وہ کار کے ساتھ ہی تباہ ہو گیا تھا البتہ جو باگ کا نقشہ اس کی جیب میں تھا۔ جیف مارشل اچھل کر چٹان سے نیچے اترا اور ادھر ادھر دیکھنے

لگا۔ بائیں طرف دو چٹانیں آپس میں ملی ہوئی تھیں اور وہاں ایک تنگ سا راستہ کچھ دور جاتا نظر آ رہا تھا۔

"سوبرز صاحب۔ کار میں کسی انسان کی لاش نہیں ملی"...... اسی لمحے جیف مارشل کو ایک آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جب کار پر بم پھینکا گیا تھا تو پاکیشیائی ایجنٹ کار میں ہی موجود تھا"...... دوسری تحکمانہ مگر حیرت بھری آواز سنائی دی جسے سوبرز کے نام سے پکارا گیا تھا۔ جیف مارشل پاکیشیائی ایجنٹ کا سن کر بے اختیار چونک پڑا اور دوسرے ہی لمحے وہ طویل سانس لے کر رہ گیا کیونکہ جو اسے ہلاک کرنا چاہتے تھے وہ اسے پاکیشیائی ایجنٹ سمجھ رہے تھے۔

"باس۔ ہو سکتا ہے پاکیشیائی ایجنٹ کار تباہ ہونے سے پہلے ہی کار سے نکل گیا ہو"...... اس مرتبہ ایک اور آواز سنائی دی۔

"اوہ ہاں۔ ہو سکتا ہے۔ بالکل ایسا ہو سکتا ہے۔ تم چاروں اس طرف ڈھلوان میں اترو اور اسے تلاش کرو جبکہ میں ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر اسے تلاش کرتا ہوں"...... سوبرز نے اسی لہجے میں کہا۔ جیف مارشل سمجھ گیا کہ سوبرز نے اپنے ساتھیوں کو اس طرف ڈھلوان میں اترنے کا حکم دیا ہو گا جہاں وہ اس وقت موجود تھا۔ پھر دوسرے ہی لمحے جیف مارشل یکلخت اچھل کر چٹان کے پیچھے دبک گیا کیونکہ اسی لمحے جس جگہ وہ موجود تھا وہاں تیز روشنی پڑی تھی۔ اگر جیف مارشل کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو یقیناً اسے سوبرز کے ساتھی دیکھ

لیتے۔ جیف مارشل نے چٹان کی اوٹ سے سر باہر نکال کر اوپر دیکھا تو ڈھلوان کے اوپر اسے چار سیاہ لباس میں ملبوس افراد نظر آئے جو ڈھلوان میں جھانکنے کے ساتھ ساتھ ٹارچوں کی روشنی بھی پھینک رہے تھے۔ جیف مارشل چند لمحے چٹان کے پیچھے دبکا رہا پھر وہ اٹھا اور جھکے جھکے انداز میں اس طرف بڑھنے لگا جس طرف دو چٹانیں آپس میں ملی ہوئی تھیں۔ اسی لمحے اس پر روشنی کا ہالہ پڑا تو وہ روشنی میں نہا گیا۔

”وہ بھاگا جا رہا ہے۔ شوٹ کر دو اسے“...... اسی لمحے جیف مارشل کو سوبرز کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر اس پر فائرنگ ہونے لگی لیکن جیف مارشل نے لانگ جمپ لگایا اور بجلی کی سی تیزی سے اڑتا ہوا آپس میں ملی ہوئی چٹانوں کے قریب جا گرا اور دوسرے لمحے وہ چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔ چٹان کی اوٹ میں ہونے کی وجہ سے وہ فائرنگ کی زد میں آنے سے بچ گیا تھا اور گولیاں چٹانوں کو لگی تھیں۔

”ڈھلوان میں کود جاؤ اور اسے گولیوں سے چھلنی کر دو“...... اسی لمحے جیف مارشل کو سوبرز کی پھر چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ جیف مارشل نے دیکھا کہ ڈھلوان کے اوپر موجود چاروں افراد نے ڈھلوان میں چھلانگیں لگا دیں اور بیٹھے ہوئے انداز میں سپاٹ ڈھلوان پر پھسلتے ہوئے وہ نیچے آنے لگے۔ روشنی کا ہالہ مسلسل ان ملی ہوئی چٹانوں کے اوپر پڑ رہا تھا۔ جیف مارشل کے پاس اسلحہ بھی

نہیں تھا ورنہ وہ ان چاروں کو شوٹ کر دیتا۔ جیف مارشل اٹھا اور جھکے جھکے انداز میں چٹان کے نیچے سے نکلا اور برق رفتاری سے آگے دوڑنے لگا۔ آگے راستہ دائیں طرف مڑ کر اوپر کی طرف جا رہا تھا۔ جیف مارشل بھی اسی راستے پر دوڑتا ہوا پہاڑی کے اوپر چڑھنے لگا۔ چونکہ وہ تربیت یافتہ ایجنٹ تھا اس لئے اسے دوڑنے میں کسی قسم کی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑ رہا تھا۔

اونچائی پر تھوڑا چڑھنے کے بعد جیف مارشل رک گیا اور مڑ کر پیچھے دیکھنے لگا تو دوسرے ہی لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ ہیلی کاپٹر بھی اڑتا ہوا اسی طرف آ رہا تھا جس طرف جیف مارشل موجود تھا۔ جیف مارشل نے نیچے ڈھلوان کی طرف دیکھا تو چار سیاہ پوش مشین گنیں پکڑے تیزی سے دوڑتے ہوئے اسی طرف آ رہے تھے۔ اچانک جیف مارشل کو دائیں طرف سے ایک ٹرین کی لائٹس دکھائی دیں۔ ریلوے ٹریک اس پہاڑی کے بالکل قریب سے گزر رہی تھی۔ یہ وہی ٹرین تھی جو باسکو سے بارہ بجے روانہ ہوئی تھی۔ جیف مارشل نے ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھا تو وہ زمین پر روشنی پھینکتا ہوا قریب آتا جا رہا تھا۔ جیف مارشل نے ایک مرتبہ پھر ٹرین کی طرف دیکھا جو اب پہاڑی کے قریب پہنچ چکی تھی پھر جیسے ہی ٹرین پہاڑی کے قریب سے گزرنے لگی تو جیف مارشل نے چھلانگ لگا دی اور فضا میں قلابازیاں کھاتا ہوا ٹرین کی چھت پر جا گرا۔ ہوا کا پریشر اتنا زیادہ تھا کہ جیف مارشل فوری طور پر اگر ٹرین کی باڈی کو نہ پکڑ لیتا

تو وہ یقیناً ٹرین سے نیچے گر جاتا اور اس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہتیں۔ جیف مارشل نے لیٹے لیٹے ہی ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھا تو وہ پہاڑی کے اوپر پہنچ گیا تھا اور پہاڑی کے اوپر ہی معلق ہو گیا تھا۔ جیف مارشل کے چہرے پر خفیف مسکراہٹ ابھر آئی کیونکہ اس کے خیال کے مطابق کسی کی بھی اس پر نظر نہیں پڑی تھی ورنہ وہ اسے پہاڑی پر تلاش کرنے کی بجائے اس کا پیچھا کرتے۔

ٹرین انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیسے ہی ٹرین پہاڑی سے کچھ دور پہنچی تو جیف مارشل نے اپنے جسم کو موڑا اور آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا۔ ٹرین کے ہر دو ڈبوں کے درمیان تقریباً پانچ فٹ کا گیپ تھا اور وہاں دونوں ڈبوں کے دروازے تھے جو کہ بند تھے۔ اس راستے سے دوسرے ڈبے میں داخل ہوا جا سکتا تھا۔ جیف مارشل نے اپنا پاؤں ایک ڈبے کے ہک میں پھنسایا اور پھر وہ آہستہ آہستہ نیچے اتر آیا۔ نیچے اترنے کے بعد جیف مارشل نے ایک ڈبے کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی تو وہ دروازہ بند تھا۔ اس کے بعد اس نے دوسرے ڈبے کا بھی دروازہ کھولنے کی کوشش کی تو وہ دروازہ بھی اسے بند ہی ملا۔ جیف مارشل نے منہ بنایا اور پھر وہ دروازے کے قریب ٹرین کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ ٹرین اپنی مخصوص رفتار سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور سردی سے جیف مارشل کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم میں دوڑنے والا خون اس کی رگوں میں ہی منجمد ہوتا جا

رہا ہو۔

جو باگ کے ریلوے اسٹیشن کے قریب پہنچتے ہی ٹرین کی رفتار کم ہونے لگی اور پھر چند لمحوں کے بعد رفتار بہت کم ہو گئی تو جیف مارشل نے دائیں طرف مخصوص انداز میں چھلانگ لگائی اور وہ ہوا میں قلابازیاں کھاتا ہوا ڈھلوان میں گرا اور پھر گہرائی کی طرف لڑھکتا چلا گیا۔ ڈھلوان زیادہ گہری نہیں تھی۔ ڈھلوان میں پہنچتے ہی جیف مارشل اچھل کر کھڑا ہوا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر مال گاڑی کھڑی ہوئی تھی اور اس کی دوسری طرف سڑک دکھائی دے رہی تھی۔ جیف مارشل ڈھلوان سے نکلنے کے لئے اوپر چڑھنے لگا۔ ڈھلوان سے باہر آتے ہی جیف مارشل سڑک کی طرف بڑھ گیا۔

ٹرین اپنی مخصوص رفتار سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور صفدر اپنی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے کھڑکی سے باہر دیکھنے میں مصروف تھا۔ ٹرین کو باسکو کے ریلوے اسٹیشن سے روانہ ہوئے بیس منٹ ہو گئے تھے۔

اچانک ٹرین کی رفتار سست ہونا شروع ہو گئی تو صفدر سمیت دیگر مسافر بے اختیار چونک پڑے۔ دوسرے ہی لمحے صفدر کے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں اور وہ چوکنا ہو کر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹوں کو اس کے ٹرین میں سوار ہونے کا علم ہو گیا ہے اس لئے ٹرین کو روکا جا رہا ہے۔ یہ خیال ذہن میں آتے ہی صفدر کے اعصاب تن گئے۔ ٹرین کی رفتار اب بے حد کم ہو گئی تھی اور پھر چند لمحوں کے بعد ٹرین ایک جھٹکے سے رک گئی۔ ٹرین کے رکتے ہی مسافر آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ سب مسافروں کے چہروں پر پریشانی کے

تاثرات ابھر آئے تھے۔

"لیڈیز اینڈ جنٹل مین۔ انتہائی معذرت کے ساتھ آپ کو اطلاع دی جا رہی ہے کہ ٹرین کے انجن میں کوئی خرابی ہو گئی ہے اس لئے ٹرین کو روک دیا گیا ہے۔ جیسے ہی انجن ٹھیک ہو جائے گا تو ٹرین روانہ ہو جائے گی۔ آپ سے گزارش ہے کہ کوئی بھی مسافر اپنے ڈبے سے باہر نہ نکلے کیونکہ ہم اس وقت پہاڑی علاقے میں موجود ہیں اور ہو سکتا ہے کہ یہاں ڈاکو چھپے ہوئے ہوں جو آپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں"...... چند لمحوں کے بعد ڈبے میں لگے اسپیکر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تو صفدر نے طویل سانس لیا اور اس کے تنے ہوئے اعصاب یکلخت ڈھیلے پڑ گئے۔

صفدر نے دوبارہ اپنی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا لی اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ باہر گہرا اندھیرا پھیلا ہوا تھا اور چاند کی روشنی میں بلند و بالا پہاڑ ہیولوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ صفدر باہر دیکھنے کے ساتھ ساتھ موجودہ مشن کے بارے میں بھی سوچ رہا تھا۔ صفدر جانتا تھا کہ تمام ممبران کو ہمیشہ یہی گلہ رہتا تھا کہ انہیں کسی بھی مشن میں کھل کر اپنی صلاحیتوں کو آزمانے کا موقع نہیں ملتا۔ وہ ہمیشہ کٹھ پتلیوں کی طرح عمران کے ساتھ ہوتے ہیں اور سارا مشن عمران ہی مکمل کر لیتا ہے مگر ایکسٹو نے اس مرتبہ اسے اکیلے روسیاہ میں مشن پر بھیج کر اسے اپنی صلاحیتوں کے اظہار کا بھرپور موقع دیا تھا۔ صفدر اگرچہ پہلے بھی کئی مرتبہ مشنز پر روسیاہ آ

چکا تھا مگر روسیاہ میں کسی مشن پر وہ پہلی مرتبہ اکیلا کام کر رہا تھا۔ اس مشن میں صفدر کو اپنی صلاحیتوں کا کھل کر موقع مل رہا تھا۔

''سر۔ چائے لے لیں''...... اسی لمحے صفدر کے کانوں میں ایک نسوانی آواز سنائی دی تو صفدر کے خیالات کا سلسلہ ٹوٹ گیا اور اس نے چونک کر سامنے دیکھا تو اس کے سامنے ایک خوبصورت روسیاہی لڑکی ٹرے اٹھائے کھڑی تھی۔ ٹرے میں چائے سے بھرے کپ رکھے ہوئے تھے۔ لڑکی نے مخصوص یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

''تھینکس''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے چائے کا کپ اٹھا لیا اور چائے سپ کرنے لگا جبکہ لڑکی ٹرے اٹھائے دوسرے مسافروں کی طرف بڑھ گئی اور انہیں چائے سرو کرنے لگی۔ چائے پینے کے بعد صفدر نے کپ اپنی کرسی کے آگے پڑی ٹیبل پر رکھا اور ریسٹ واچ پر وقت دیکھنے لگا۔ ٹرین کو وہاں رکے پندرہ منٹ ہو گئے تھے۔ صفدر کے چہرے پر اب اکتاہٹ آمیز تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ جلد از جلد جوباگ پہنچنا چاہتا تھا۔ اسے اس بات کا بھی خدشہ تھا کہ ریڈ کراس ایجنسی کو ایگونے کی موت کا علم ہو چکا ہو گا اور اس کے ایجنٹ اسے ہلاک یا اسے گرفتار کرنے کے لئے ایک مرتبہ پھر متحرک ہو چکے ہوں گے۔ صفدر ایک مرتبہ پھر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔

''لیڈیز اینڈ جنٹل مین۔ ٹرین کا انجن ٹھیک ہو گیا ہے اور اب

گاڑی روانہ ہونے والی ہے۔ آپ کو انتظار کی زحمت اٹھانا پڑی اس کے لئے ہم ایک مرتبہ پھر آپ سے معذرت چاہتے ہیں''...... اسی لمحے ڈبے کے اسپیکر سے نسوانی آواز سنائی دی تو صفدر کے چہرے پر اطمینان بھرے تاثرات ابھر آئے۔ چند لمحوں کے بعد ٹرین کی وسل سنائی دی اور پھر ٹرین آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔ پھر اس کی سپیڈ میں اضافہ ہو گیا اور چند لمحوں کے بعد ٹرین اپنی مخصوص رفتار سے دوڑنے لگی۔

تقریباً رات ایک بجے تک ٹرین جوباگ اسٹیشن پر پہنچ گئی تو تمام مسافر باری باری نیچے اترنے لگے۔ صفدر اٹھا اور ٹرین سے نیچے اترا اور مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے چند قدم ہی اٹھائے تھے کہ دوسرے ہی لمحے وہ بے اختیار چونک کر رک گیا۔ پلیٹ فارم کے مین گیٹ پر ریڈ کراس ایجنسی کی لیڈی ایجنٹ پرنسز ڈاریا اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ موجود تھی جبکہ اس کے باقی ساتھی ادھر ادھر پھیلے خارجی دروازے کی طرف جاتے مسافروں کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ چونکہ صفدر نے پرنسز ڈاریا کا فوٹو گراف دیکھا ہوا تھا اس لئے وہ اسے پہچان گیا تھا۔ پرنسز ڈاریا کے ساتھی پلیٹ فارم سے باہر نکلنے والے مسافروں کو چیک کر رہے تھے جبکہ پرنسز ڈاریا ایک سائیڈ پر کھڑی غور سے تمام مسافروں کو دیکھ رہی تھی۔ رات ہونے کے باوجود بھی ریڈ کراس ایجنسی کے ممبران نے سپیشل گاگلز پہنی ہوئی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ ریڈ کراس ایجنسی

کو اس کی جوباگ پہنچنے کی اطلاع مل چکی تھی اور وہ اسے گھیرنے کے لئے جوباگ کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچ گئے تھے۔ صفدر کے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں اور اس کے اعصاب تن گئے۔ صفدر چند لمحے ان کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ بھی مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ جیسے ہی وہ مین گیٹ کے قریب پہنچا تو پرنسز ڈاریا چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔ پھر اس نے ایک آدمی کو اشارہ کیا تو وہ آدمی تیزی سے صفدر کی طرف بڑھا۔

"اے مسٹر۔ رک جاؤ"...... صفدر دروازے کی طرف بڑھا تو اسی لمحے ایک آدمی نے اس کے سامنے آتے ہوئے کہا تو صفدر رک گیا اور استفہامیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب۔ آپ کون ہیں اور آپ نے مجھے کیوں روکا ہے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق روسیاہ کی سرکاری ایجنسی ریڈ کراس سے ہے اور تم بغیر چیکنگ کے یہاں سے نہیں جا سکتے۔ ادھر آؤ"...... اس آدمی نے کرخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے صفدر کو ایک سائیڈ کی طرف چلنے کا اشارہ کیا تو صفدر منہ بناتا ہوا سائیڈ پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے پرنسز ڈاریا، صفدر کے قریب آ گئی تو صفدر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... پرنسز ڈاریا نے صفدر سے پوچھا۔

"البرٹو"...... صفدر نے جواب دیا۔

"کہاں کے رہنے والے ہو اور اس وقت کہاں جا رہے ہو"۔ پرنسز ڈاریا نے پوچھا۔

"میں باسکو کا رہنے والا ہوں اور میں جوباگ میں اپنے دوست مارکونی سے ملنے آیا ہوں"...... صفدر نے پُراعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اپنا آئی ڈی کارڈ دکھاؤ"...... پرنسز ڈاریا نے کرخت لہجے میں کہا تو صفدر نے جیب میں ہاتھ ڈال کر راڈف کی طرف سے دیا گیا ایک مقامی آدمی کا آئی ڈی کارڈ نکال کر پرنسز ڈاریا کی طرف بڑھا دیا۔ پرنسز ڈاریا غور سے آئی ڈی کارڈ کو دیکھنے لگی۔ اس کے بعد اس نے صفدر کی طرف دیکھا۔ صفدر کے چہرے پر اطمینان بھرے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ اچانک پرنسز ڈاریا نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ صفدر کی پیشانی کی طرف کر دیا۔

"کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ"...... صفدر نے رک رک کر اور قدرے پریشان لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

"تم کیا سمجھتے ہو کہ تم میری آنکھوں میں دھول جھونک کر اور مجھے بے وقوف بنا کر یہاں سے نکل جاؤ گے۔ تم نے شاید غور نہیں کیا۔ اس آئی ڈی کارڈ میں تمہارے چہرے کے دائیں رخسار پر ایک تل ہے جبکہ حقیقت میں تمہارے چہرے کے دائیں رخسار پر تل نہیں ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو اور

میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑنے والی۔ گڈ بائی‘‘...... پرنسز ڈاریا نے طنزیہ اور سخت لہجے میں کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل کا ٹریگر دباتی اسی لمحے صفدر نے یکلخت دائیں پاؤں کی ایڑی کے بل گھومتے ہوئے پرنسز ڈاریا کے ہاتھ سے مشین پسٹل جھپٹ کر اس کی کنپٹی سے لگا دیا۔ یہ سب پلک جھپکنے سے پہلے ہوا تھا کہ پرنسز ڈاریا اور اس کے ساتھیوں کو سچویشن سمجھنے کی مہلت ہی نہ مل سکی۔

’’فائر‘‘...... پرنسز ڈاریا نے اسی لمحے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا لیکن اس سے پہلے کہ پرنسز ڈاریا کے ساتھی اپنے اپنے مشین پسٹلوں سے صفدر پر فائر کھولتے، صفدر نے اپنے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا تو پرنسز ڈاریا کے ساتھی چیختے اور اچھلتے ہوئے زمین پر گرے اور بری طرح سے تڑپنے لگے۔ فائرنگ کی آوازیں سن کر پلیٹ فارم پر جتنے بھی افراد موجود تھے وہ خوف کے مارے ادھر ادھر چھپ گئے اور پلیٹ فارم ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں سنسان و ویران ہو گیا۔ صفدر، پرنسز ڈاریا کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد پرنسز ڈاریا کی طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ اسی لمحے پرنسز ڈاریا نے قلابازی کھائی اور اس نے اپنی دونوں پیر جوڑ کر صفدر کے سینے پر مارے تو صفدر اچھل کر فرش پر گرا اور کافی دور تک گھسٹتا ہوا دیوار کے ساتھ جا لگا۔ پرنسز ڈاریا کے قدم جیسے ہی زمین پر لگے تو اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیکٹ کی جیب میں سے ایک اور مشین پسٹل

نکالا اور صفدر پر فائرنگ کر دی۔ یہ صفدر کی خوش قسمتی تھی کہ جیسے ہی پرنسز ڈاریا نے اس پر فائرنگ کی تھی تو وہ تیزی سے ایک ستون کے پیچھے ہو گیا اور گولیاں اس کی بجائے دیوار میں لگی تھیں۔ صفدر نے ستون کی آڑ سے پرنسز ڈاریا پر فائرنگ کی لیکن پرنسز ڈاریا بھی پھرتی میں کسی طور کم نہ تھی۔ جس طرح بجلی چمکتی ہے بالکل اسی طرح پرنسز ڈاریا نے قلابازی کھائی اور وہ بھی ایک ستون کی اوٹ میں ہو گئی اور صفدر پر فائرنگ کرنے لگی۔ گولیوں نے ستون کے پلستر کو اکھاڑ دیا تھا۔ اچانک صفدر کو چٹک چٹک کی آوازیں سنائی دیں اور ستون کے قریب آ کر نیلے رنگ کے کچھ کیپسول گر کر پھٹے اور دھواں پھیلنے لگا تو صفدر سمجھ گیا کہ پرنسز ڈاریا نے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی ہے۔ اس نے فوراً سانس روک لیا۔ سانس روکنے سے صفدر کو اپنا ذہن انتہائی تیزی سے گھومتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ سانس روکنے سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا ایسا لگتا تھا جیسے سارے جسم کا خون اس کے چہرے میں سمٹ آیا ہو۔ صفدر نہیں چاہتا تھا کہ وہ بے ہوش ہو اس لئے اس نے دائیں طرف چھلانگ لگائی اور جھکے جھکے انداز میں دوڑتا چلا گیا۔ گو کہ دھواں بہت زیادہ پھیل چکا تھا لیکن اس کے باوجود پرنسز ڈاریا کو صفدر بھاگتا ہوا دکھائی دے گیا۔ اس نے بھاگتے ہوئے صفدر پر مشین پسٹل سے گولیاں چلانی شروع کر دیں اور گولیاں چلانے کے ساتھ ساتھ وہ صفدر کے پیچھے بھی دوڑ پڑی۔ صفدر کا رخ پلیٹ فارم کے مین گیٹ

کی طرف تھا۔ پرنسز ڈاریا کے مشین پسٹل سے نکلنے والی ایک بھی گولی نے صفدر کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ دوڑتے ہوئے صفدر نے یکلخت پلٹ کر پرنسز ڈاریا پر فائر جھونک دیا لیکن پرنسز ڈاریا، صفدر کی سوچ سے بھی زیادہ پھرتیلی ثابت ہوئی۔ جیسے ہی صفدر نے اس پر فائر کیا تو پرنسز ڈاریا نے بجلی کی سی تیزی سے دائیں طرف چھلانگ لگا دی۔ پرنسز ڈاریا کے قدم جیسے ہی زمین سے لگے تو دوسرے ہی لمحے پلیٹ فارم اس کے حلق سے نکلنے والی دردناک چیخ سے گونج اٹھا۔ کیونکہ اس بار صفدر کی چلائی ہوئی گولی پرنسز ڈاریا کی پنڈلی کو چھوتی ہوئی نکل گئی تھی جس کی وجہ سے وہ زمین پر بیٹھ گئی اور اس نے اپنی دائیں ٹانگ کی پنڈلی پر ہاتھ رکھ لیا۔ پرنسز ڈاریا کے دوسرے ساتھی جو ادھر ادھر پھیلے ہوئے تھے وہ بھی پرنسز ڈاریا کی چیخ سن کر اور صفدر پر فائرنگ کرتے ہوئے اس طرف دوڑے چلے آ رہے تھے۔ صفدر چونکہ ایک ستون کے پیچھے ہو گیا تھا اس لئے وہ گولیوں کی زد میں آنے سے بچ گیا تھا البتہ اس نے فائرنگ کرنے والوں پر بھی گولیوں کی بوچھاڑ کر دی تو وہ چیختے اور تڑپتے ہوئے زمین پر گر گئے۔ اسی لمحے صفدر کو پولیس سائرن کی آواز سنائی دی اس لئے صفدر پلیٹ فارم کے مین گیٹ کی جانے کی بجائے دائیں طرف دوڑ پڑا۔ جس طرف صفدر دوڑتا چلا جا رہا تھا اس طرف ٹریک پر مال گاڑیاں کھڑی تھیں۔ صفدر ایک مال گاڑی کے نیچے سے ہوتا ہوا دوسری طرف نکل آیا۔ اس طرف بھی ٹریک

پر مال گاڑی کھڑی تھی اور اس کے ساتھ دوسری طرف اونچی لوہے کی خاردار باڑ لگی ہوئی تھی جبکہ خاردار باڑ کے ساتھ ایک چھوٹی سی سڑک جا رہی تھی۔ صفدر چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر دوسرے ہی لمحے وہ پھرتی کے ساتھ ٹرین کی چھت پر سوار ہوا اور اس نے سڑک پر چھلانگ لگا دی۔ وہ قلابازیاں کھاتا ہوا خاردار باڑ کے اوپر سے ہوتا ہوا سڑک پر پیروں کے بل آ کھڑا ہوا۔ پھر اس نے ایک طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ اس سڑک پر روشنی نہیں تھی لیکن اس کے باوجود صفدر تیزی سے دوڑتا جا رہا تھا۔ سڑک تھوڑی دور جا کر دائیں سائیڈ پر مڑ رہی تھی اور آگے ریلوے اسٹیشن کا اسٹینڈ تھا۔ صفدر اسٹینڈ پر پہنچا تو وہاں چند ٹیکسیاں کھڑی تھیں۔ سب سے آگے والی ٹیکسی کا ڈرائیور اپنی ٹیکسی کی ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا جبکہ باقی ٹیکسیوں کے ڈرائیور ٹیکسیوں میں موجود نہیں تھے۔ صفدر سب سے آگے والی ٹیکسی میں سوار ہو گیا۔

”جی صاحب۔ کہاں چلنا ہے“...... ڈرائیور نے صفدر سے پوچھا۔

”کسی اچھے سے ہوٹل میں چلو“...... صفدر نے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی اسٹارٹ کی اور اسے آگے بڑھا دی۔ صفدر نے جارج ہوٹل میں جانے کا ارادہ بدل دیا تھا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق جارج کو بھی اس کے فرار کے بارے میں اطلاع مل چکی ہو گی اور اس نے ہوٹل کی سیکورٹی سخت کر دی ہو گی

اس لئے اس وقت صفدر کا جارج ہوٹل جانا خود کو خطرے میں ڈالنے کے مترادف تھا۔ صفدر کسی ہوٹل میں پہنچ کر جارج ہوٹل میں داخل ہونے کے لئے کوئی لائحہ عمل طے کرنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈرائیور نے ٹیکسی ایک ہوٹل کے باہر روک دی جس پر شائن ہوٹل کا نیون سائن لگا ہوا تھا۔ صفدر نے کرایہ ادا کیا اور ٹیکسی سے اتر کر ہوٹل میں داخل ہونے کے بعد کمرہ حاصل کر کے اپنے کمرے میں آ کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اس وقت رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد اس نے جیب سے ایک پلاسٹک کی چھوٹی سی تھیلی نکالی جس میں میک اپ کا سامان موجود تھا۔ صفدر واش روم میں جا کر اپنے چہرے پر میک اپ کرنے لگا۔ میک اپ کرنے کے بعد اس نے تھیلی میں سے ایک ماسک نکالا اور اسے اپنے چہرے پر ایڈجسٹ کرنے لگا۔ اس کام میں اسے دس منٹ ہی لگے تھے اور اب وہ روسیاہی باشندے کی بجائے ایکریمی باشندہ دکھائی دے رہا تھا۔ صفدر واش روم سے نکلا ہی تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور کوئی چیز اس کے بیڈ پر آ کر گری۔ صفدر اس اچانک افتاد پر ذہنی طور پر ابھی سنبھلا ہی نہیں تھا کہ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے دماغ میں مرچیں سی بھر دی ہوں۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا اور اس کے احساسات گہری تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔

جیف مارشل جارج ہوٹل سے ایک سو گز کے فاصلے پر جھاڑیوں کے ایک بڑے سے جھنڈ کے پیچھے کھڑا آنکھوں پر دوربین لگائے جارج ہوٹل کی بلڈنگ کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس وقت رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا۔ سڑکیں سنسان پڑی ہوئی تھیں اور اکا دکا ہی کوئی کار وہاں سے گزر رہی تھی۔

جارج ہوٹل کی بلڈنگ چار منزلہ تھی اور بلڈنگ کے اوپر ''جارج ہوٹل'' کا نمایاں نیون بورڈ لگا ہوا تھا جس کی لائٹس جل اور بجھ رہی تھیں۔ جیف مارشل پندرہ منٹ سے جھاڑیوں کے پیچھے چھپا جارج ہوٹل کا جائزہ لے رہا تھا۔ جہاں وہ موجود تھا وہاں سے ہوٹل واضح طور پر دکھائی دے رہا تھا۔ جیف مارشل کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ ہوٹل میں کیسے داخل ہو کر جارج کو قابو کرے۔ ممکن ہے اس کی آمد کی اطلاع جارج کو مل چکی ہو کیونکہ جس طرح وہ ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹوں سے بچ نکلا تھا تو اس کے بچ نکلنے کی اطلاع یقیناً

جارج کو مل چکی ہو گی اور جارج نہ صرف چوکنا ہو چکا ہو گا بلکہ اس نے اسے گرفتار کرنے کے لئے کوئی جال بھی بچھا دیا ہو گا۔ جیف مارشل دوربین سے ہوٹل کی بلڈنگ کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے دوربین آنکھوں سے ہٹائی اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اچانک اس کی نظر ایک گٹر کے ڈھکن پر پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اس کے دماغ میں کوئی خیال آیا تو اس نے دوربین جیکٹ کی اندرونی جیب میں ڈالی اور گٹر کے ڈھکن کی طرف بڑھنے لگا۔ گٹر کا ڈھکن تھوڑا سا اندر کی طرف دھنسا ہوا تھا۔ جیف مارشل گھٹنوں کے بل گٹر کے قریب بیٹھ گیا اور وہ گٹر کا ڈھکن اٹھانے لگا۔ گو گٹر کا ڈھکن بے حد وزنی تھا لیکن جیف مارشل نے اسے اٹھا کر ایک سائیڈ پر رکھ دیا۔ اندر لوہے کی سیڑھی نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ نیچے گٹر لائن بہت وسیع تھی۔ جیف مارشل کا خیال تھا کہ یہ گٹر لائن یقیناً جارج ہوٹل کے اندر جا رہی تھی اور وہ اس کے ذریعے جارج ہوٹل میں داخل ہو سکتا تھا۔ جیف مارشل نے اپنے دونوں پاؤں لوہے کی سیڑھی پر رکھے اور پھر وہ نیچے اترنے لگا۔ اسی لمحے اسے ایک کار کی ہیڈ لائٹس دکھائی دیں جو اسی طرف آ رہی تھی۔ جیف مارشل نے گٹر میں اترنے کے بعد گٹر کا سائیڈ پر رکھا ہوا ڈھکن کھینچنے لگا۔ اسے وزنی ڈھکن کھینچنے میں مشکل پیش آ رہی تھی اور اس طرف آنے والی کار بھی قریب پہنچنے والی تھی۔ بالآخر جیف مارشل

ڈھکن کو گٹر کے دہانے پر رکھنے میں کامیاب ہو گیا۔ ڈھکن رکھتے ہی گٹر لائن میں یکلخت گہرا اندھیرا چھا گیا تھا۔ جیف مارشل نے جیب سے پنسل ٹارچ نکال کر اسے روشن کیا اور اس کا دوسرا سرا اپنے منہ کے میں دبایا اور پھر وہ دھیرے دھیرے نیچے اترنے لگا۔ گٹر لائن میں بو تھی اور پانی گرنے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ جیف مارشل کا بو کی وجہ سے دماغ پھٹا جا رہا تھا۔ آخری سیڑھی پر پہنچتے ہی جیف مارشل نے پنسل ٹارچ کی روشنی پانی پر ڈالی اور پھر اس نے چھلانگ لگا دی۔ ہلکے سے دھماکے سے وہ پانی میں کھڑا تھا۔ اس نے پنسل ٹارچ ہاتھ میں پکڑی اور پھر وہ آگے بڑھنے لگا۔

گٹر کچھ آگے جا کر خم کھا کر دائیں طرف مڑ رہا تھا۔ جیف مارشل ٹارچ کی روشنی میں پانی میں چلتا ہوا موڑ پر پہنچا اور مڑ کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ کافی دور آنے کے بعد وہ رک گیا اور پنسل ٹارچ کی روشنی گٹر لائن کی دیواروں اور چھت پر ڈالنے لگا۔ آگے گٹر بند ہو رہا تھا اور اس کے کونے کے اوپر چھت پر اس کا دہانہ دکھائی دے رہا تھا جس پر لوہے کا ڈھکن تھا اور ساتھ ہی لوہے کی سیڑھی اوپر جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ جیف مارشل نے پنسل ٹارچ پھر منہ میں دبائی اور سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ چھت کے دہانے کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے ڈھکن ہٹانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی جگہ سے علیحدہ نہ ہوا۔ چند لمحے مزید کوشش

کرنے کے بعد جب ڈھکن اپنی جگہ نہ ہلا تو جیف مارشل نے جیب میں ہاتھ ڈال کر مشین پسٹل نکال کر اور ڈھکن کی سائیڈ پر رکھ کر ٹریگر دبایا تو ایک دھماکہ ہوا اور ریت کے ذرے نکل کر جیف مارشل کے چہرے پر گرے۔ اب ڈھکن اپنی جگہ سے ہل گیا تھا اس لئے جیف مارشل نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور ڈھکن پر دباؤ بڑھایا تو اس بار ڈھکن اوپر کی جانب اٹھ گیا۔ اس نے تھوڑا سا ڈھکن اٹھا کر دیکھا تو اسے سامنے ایک دروازہ دکھائی دیا جو بند تھا۔ پھر اس نے دائیں بائیں دیکھا۔ دائیں طرف ٹوائلٹس بنے ہوئے تھے مگر اس وقت وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ جیف مارشل نے اچھی طرح اطمینان کر لینے کے بعد ڈھکن اٹھایا اور اسے ایک سائیڈ پر رکھ دیا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھ دہانے پر جمائے اور اچھل کر باہر نکل آیا۔ باہر نکلنے کے بعد اس نے ڈھکن دہانے پر واپس رکھ دیا اور بند دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اسی لمحے اسے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ سمجھ گیا کہ کوئی ٹوائلٹ میں آ رہا ہے اس لئے وہ تیزی سے مڑا اور ایک ٹوائلٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلنے اور اسے کسی کے اندر داخل ہونے کی آواز سنائی دی تو جیف مارشل تھوڑا سا دروازہ کھول کر دیکھنے لگا۔ اندر آنے والا ایک ویٹر تھا کیونکہ اس نے ویٹروں والا مخصوص یونیفارم پہنا ہوا تھا۔ وہ سامنے والے ٹوائلٹ میں چلا گیا تھا۔ اس کے ٹوائلٹ میں جاتے

ہی جیف مارشل بغیر آواز پیدا کئے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اور ویٹر کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگا۔ اس نے مشین پسٹل نکال لیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ٹوائلٹ کا دروازہ کھلا اور ویٹر باہر نکلا تو جیف مارشل نے مشین پسٹل کی نال اس کی پیشانی سے لگا دی۔ ویٹر جیف مارشل کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا اور اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے خوف کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔

”کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کک۔ کون ہو تم۔ مم۔ مم۔ مجھے مت مارنا“...... ویٹر نے رک رک کر اور خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا نام ہے تمہارا“...... جیف مارشل نے پوچھا۔

”ساروف۔ میرا نام ساروف ہے“...... ویٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنو ساروف۔ اگر تم نے مجھ سے تعاون کیا تو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا ورنہ دوسری صورت میں تمہاری یہاں لاش پڑی ہو گی۔ بولو زندگی چاہتے ہو یا موت“...... جیف مارشل نے کہا۔

”تت۔ تت۔ تعاون۔ کک۔ کیسا تعاون۔ تت۔ تت۔ تم کیا چاہتے ہو۔ کک۔ کیا تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو“...... ساروف نے رک رک کو بولتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر جیف مارشل بے اختیار چونک پڑا۔

”پاکیشیائی ایجنٹ۔ کیا مطلب۔ تمہیں کیسے پتا چلا کہ میں

پاکیشیائی ایجنٹ ہوں۔ کیا جارج کو پاکیشیائی ایجنٹ کے بارے میں کوئی اطلاع ملی ہے کہ وہ یہاں آ رہا ہے“...... جیف مارشل نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ باس جارج کو ریڈ کراس ایجنسی کے چیف کرنل پاول نے فون کر کے بتایا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس کے ہوٹل میں آ رہا ہے اس لئے باس نے ہوٹل وقت سے پہلے بند کر دیا ہے اور پاکیشیائی ایجنٹ کو ہلاک کرنے کے لئے اپنے تمام آدمیوں کو الرٹ کر دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ کوئی بھی مشکوک شخص ہوٹل میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو اسے گولیوں سے بھون دیا جائے اس لئے میں نے تم سے پوچھا ہے کہ کیا تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ اوہ۔ اگر تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو تو تم یہاں کیسے پہنچے ہو۔ ہوٹل کے اردگرد تو باس کے آدمی تعینات ہیں جو خفیہ طور پر ہوٹل کی نگرانی کر رہے ہیں اور ان کی نظروں سے تو مکھی بھی بچ کر ہوٹل میں داخل نہیں ہو سکتی ہے“...... ساروف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر جب اس کی نظر گٹر کے ڈھکن پر پڑی تو وہ چونک پڑا۔ کیونکہ ڈھکن کی حالت بتا رہی تھی کہ اسے اس کی جگہ سے ہٹایا گیا ہے۔

”اوہ۔ اوہ۔ کیا تم اس گٹر سے یہاں آئے ہو“...... ساروف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ تم نے ٹھیک اندازہ لگایا ہے۔ میں اس گٹر سے ہی یہاں تک آیا ہوں۔ اب تم یہ بتاؤ کہ جارج کہاں ہے“...... جیف مارشل

نے سرد لہجے میں پوچھا۔

”بب۔ بب۔ باس تو اپنے کمرے میں سو رہے ہیں اور ان کی رہائش گاہ ہوٹل کے عقب میں ہے“...... ساروف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں جارج کے کمرے تک کیسے پہنچ سکتا ہوں۔ کیا تم مجھے اس کے کمرے تک لے جا سکتے ہو“...... جیف مارشل نے پوچھا۔

”نن۔ نن۔ نہیں۔ میں تمہیں باس کے کمرے تک نہیں لے جا سکتا کیونکہ ان کی رہائش گاہ پر مسلح افراد تعینات ہیں اور جب تک باس نہ چاہیں کوئی بھی ان کے کمرے میں نہیں جا سکتا تھا“۔ ساروف نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر تم میرے لئے بے کار ہو“...... جیف مارشل نے سرد لہجے میں کہا اور ٹریگر پر ہلکا سا دباؤ بڑھایا تو ساروف کے چہرے پر خوف بھرے تاثرات ابھر آئے۔ اس سے پہلے کہ جیف مارشل مشین پسٹل کا ٹریگر دباتا، ساروف یکلخت چیخ پڑا۔

”ٹھ۔ ٹھ۔ ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ گگ۔ گولی مت چلانا۔ مم۔ میں تمہیں ایک راستے کے بارے میں بتاتا ہوں جہاں سے تم باس کے کمرے میں پہنچ سکتے ہو“...... موت کو اپنے سامنے دیکھ کر ساروف نے تیز لہجے میں کہا تو جیف مارشل نے مشین پسٹل نیچے کر لیا۔

”گڈ شو۔ بتاؤ“...... جیف مارشل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں ایک کمپاؤنڈ میں لے جاتا ہوں جہاں ایک دروازہ ہے جو اندر سے ہی کھلتا ہے۔ وہ راستہ باس کی رہائش گاہ والے کمرے تک جاتا ہے"...... ساروف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو۔ مجھے اس کمپاؤنڈ میں دروازے تک لے چلو لیکن یہ بات ذہن میں رکھنا۔ اگر تم نے مجھے چکر دینے کی کوشش کی تو تم چاہے دنیا کے کسی بھی کونے میں چھپ جانا میں تمہیں ڈھونڈ نکالوں گا اور پھر تمہاری لاش کو گٹر میں کیڑے کھائیں گے"...... جیف مارشل نے سرد لہجے میں کہا تو ساروف کے چہرے پر موجود خوف کے تاثرات میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا۔

"مم۔ مم۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا اور نہ ہی چکر دے رہا ہوں۔ آؤ"...... ساروف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جیف مارشل اس کے پیچھے چل پڑا۔ اس نے مشین پسٹل والا ہاتھ جیب میں ڈال لیا تھا البتہ اس نے مشین پسٹل کا رخ ساروف کی طرف ہی رکھا تھا تاکہ اگر ساروف کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کرے تو وہ اسے گولیوں سے اڑا سکے۔ ٹوائلٹ روم سے باہر نکل کر ساروف، جیف مارشل کو لئے دائیں طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جو آگے مڑ رہی تھی۔ ساروف اور جیف مارشل دونوں اس راہداری میں آ گئے۔ اس راہداری کے آخر میں آمنے سامنے چار دروازے موجود تھے۔ چاروں دروازے ایک ہی ڈیزائن اور ایک ہی سائز کے بنے ہوئے تھے۔

یہاں تک کہ ان چاروں دروازوں کا کلر بھی ایک جیسا ہی تھا۔ ان چاروں دروازوں کے اوپر نمبر لگے ہوئے تھے۔ اچانک جیف مارشل کو راہداری کی سامنے والی دیوار پر کوٹ کے بٹن جیسا ایک آلہ دکھائی دیا تو وہ سمجھ گیا کہ وہ خفیہ کیمرہ ہے اور اس کیمرے کا رخ اس انداز میں تھا کہ چاروں دروازوں میں سے کسی بھی دروازے کے قریب آنے والے کی مووی بن سکے اور اس وقت بھی یقیناً مووی بن رہی تھی۔

"رک جاؤ"...... جیف مارشل نے وہیں رک کر ساروف سے کہا تو وہ رک گیا اور استفہامیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"ان میں سے کون سا دروازہ ہے"...... جیف مارشل نے ساروف سے پوچھا۔

"دروازہ نمبر تھری باس کے کمرے تک جاتا ہے"...... ساروف نے تھری نمبر دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ"...... جیف مارشل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو ساروف مڑا اور واپس جانے لگا۔ وہ جیسے ہی جیف مارشل کے قریب سے گزرا تو اچانک جیف مارشل کسی عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے ہی لمحے ساروف کے حلق سے دبی دبی سی چیخ نکل گئی اور وہ بے حس و حرکت ہو کر جیف مارشل کے بازوؤں میں جھول گیا۔ جیف مارشل نے اس کے سر پر مشین پسٹل کا دستہ مارا تھا جس سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ جیف مارشل اسے

گھسیٹتے ہوئے ٹوائلٹ روم میں لے آیا اور اسے ایک ٹوائلٹ میں ڈالنے کے بعد وہ واپس اسی راہداری میں آ گیا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل کی ساخت کی طرح کا ایک چھوٹا سا آلہ نکالا جس پر ٹریگر تھا۔ اس آلے کی یہ خاصیت تھی کہ اس میں سے نکلنے والی ریز کیمرے کو جام کر دیتی تھی اور سکرین پر جو تصویر دکھائی دے رہی ہوتی تھی چیکنگ کرنے والے کو وہی تصویر ہی دکھائی دیتی رہتی اور اس سے آگے مووی نہ بن سکتی تھی جبکہ چیکنگ کرنے والا یہی سمجھتا کہ مووی بن رہی ہے۔ جیف مارشل نے اس آلے کا رخ کیمرے کی طرف کر کے ٹریگر دبایا تو اس آلے میں سے سرخ کلر کی روشنی ایک لکیر کی صورت میں نکل کر اس کیمرے پر پڑی اور اس بٹن نما کیمرے کا کلر یکلخت ریڈ ہو گیا۔ جس کا مطلب تھا کہ کیمرہ جام ہو گیا ہے۔ جیف مارشل نے وہ آلہ واپس جیب میں ڈالا اور تیزی سے تھری نمبر دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے پہلے دروازے کا لاک چیک کیا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی سا باکس نکالا۔ اس باکس میں لوہے کی مڑی ہوئی تاریں تھیں۔ جیف مارشل نے ایک تار نکال کر باکس بند کیا اور اسے جیب میں ڈالنے کے بعد تار کا مڑا ہوا حصہ دروازے پر لاک کے سوراخ میں ڈال کر مخصوص انداز میں گھمانے لگا۔ چند لمحوں کے بعد کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی لاک کھل گیا تو جیف مارشل نے مڑی ہوئی تار واپس جیب میں ڈالی اور دروازے کو اندر کی جانب دھکیلا تو وہ کھل گیا۔ جیف

مارشل اندر داخل ہوا اور مڑ کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔ یہ ایک تنگ سی سرنگ تھی جس میں تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ جیف مارشل نے پنسل ٹارچ نکالنے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ یکلخت ایک شعلہ سا چمکا اور دوسرے ہی لمحے جیف مارشل کو اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن بے سود۔ وہ زمین پر گرا اور اس کے دماغ پر تاریکی کے پردے پھیلتے چلے گئے۔

جو باگ کی ایک فراخ سڑک پر براؤن کلر کی کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر پرنسز ڈاریا بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی تھی اور وہ اس وقت کسی زخمی شیرنی کی طرح دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی زخمی پنڈلی پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ پرنسز ڈاریا نے پاکیشیائی ایجنٹ صفدر کو ہلاک کرنے کی کوشش تو بہت کی تھی مگر صفدر اس کی توقع سے بھی زیادہ تیز اور چالاک نکلا تھا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے نہ صرف اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا تھا بلکہ وہ اسے بھی زخمی کر کے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ پولیس بھی وہاں پہنچ گئی تھی اور پولیس انسپکٹر نے پرنسز ڈاریا سے معلوم کیا تھا کہ اسے کس نے زخمی کیا ہے اور وہ کس سمت فرار ہو گیا ہے۔ پرنسز ڈاریا نے اپنی ایجنسی کا سپیشل کارڈ انسپکٹر کو دکھاتے ہوئے کہا تھا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ کو ٹریس کرنے کے لئے یہاں موجود تھی مگر وہ اسے زخمی اور اس کے

ساتھیوں کو ہلاک کر کے فرار ہو گیا ہے۔ پرنسز ڈاریا نے اس سمت کی بھی نشاندہی کی تھی جس طرف صفدر فرار ہوا تھا۔ پولیس صفدر کو تلاش کرنے کے لئے اس طرف بڑھ گئی تھی۔ پھر پرنسز ڈاریا نے اپنے سپیشل سیٹلائٹ فون سے جارج کو فون کر کے اپنے زخمی ہونے اور صفدر کے فرار ہونے کے بارے میں بتایا اور اسے ہدایت کی کہ وہ اپنے آدمیوں کو الرٹ کر دے تاکہ اگر پاکیشیائی ایجنٹ اس کے ہوٹل میں آئے تو وہ اسے ہلاک کرنے کی بجائے گرفتار کر لیں کیونکہ وہ صفدر کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتی تھی۔ پرنسز ڈاریا کی کار میں میڈیکل باکس موجود تھا اس لئے وہ پلیٹ فارم سے نکل کر اپنی کار میں آئی اور اپنی پنڈلی کی بینڈیج کرنے کے بعد اب وہ جارج ہوٹل کی طرف جا رہی تھی۔ وہ ابھی راستے میں ہی تھی کہ اسی لمحے اس کے سپیشل سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو پرنسز ڈاریا نے اپنی پینٹ کی جیب سے سپیشل سیٹلائٹ فون نکال کر دیکھا تو اس کی سکرین پر جارج کے ہوٹل کا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ پھر اس نے یس کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''ہیلو۔ پرنسز ڈاریا بول رہی ہوں''...... پرنسز ڈاریا نے کرخت لہجے میں کہا۔

''میڈم۔ میں جارج بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''یس جارج۔ کیا پاکیشیائی ایجنٹ گرفتار ہو چکا ہے''...... پرنسز

ڈاریا نے پوچھا۔

''یس میڈم۔ ایک پاکیشیائی ایجنٹ نہیں بلکہ دو پاکیشیائی ایجنٹ گرفتار ہو چکے ہیں اور آپ کے حکم کے مطابق میں نے انہیں گولیاں نہیں ماریں صرف انہیں بے ہوش رکھا ہوا ہے''...... دوسری طرف سے جارج کی آواز سنائی دی تو پرنسز ڈاریا بے اختیار چونک پڑی۔

''دو پاکیشیائی ایجنٹ۔ کیا مطلب۔ ہمارا جس پاکیشیائی ایجنٹ سے ٹکراؤ ہوا تھا وہ تو اکیلا تھا۔ یہ دوسرا پاکیشیائی ایجنٹ کہاں سے گرفتار ہوا ہے''...... پرنسز ڈاریا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میڈم۔ تھوڑی دیر پہلے آپ نے پاکیشیائی ایجنٹ کے ریلوے اسٹیشن سے فرار ہونے کے بارے میں بتایا تھا تو میں نے اپنے ساتھیوں کو اپنے ہوٹل کے علاوہ دیگر ہوٹلوں میں بھی بھیج دیا تھا تاکہ اگر پاکیشیائی ایجنٹ میرے ہوٹل میں آنے کی بجائے کسی اور ہوٹل میں رہائش رکھے تو وہ فوراً ٹریس ہو جائے۔ میں نے اپنے ہوٹل میں مختلف جگہوں پر خفیہ کیمرے نصب کرا رکھے ہیں اور میں نے ہوٹل سے اپنی رہائش گاہ تک پہنچنے کے لئے خفیہ سرنگ بنائی ہوئی ہے جس کے دہانے پر ایک مضبوط دروازہ ہے۔ اس دروازے کے لاک میں، میں نے ایسا سائنسی سسٹم لگایا ہوا ہے کہ اگر کوئی بھی اس لاک کو غلط طریقے سے کھولنے کی کوشش کرے تو میرے کمرے میں موجود آٹومیٹک سرچ مشین مجھے بتا دیتی ہے کہ لاک کو کھولا یا

توڑا جا رہا ہے۔

میں اپنے کمرے میں بیٹھا کمپیوٹر سکرین پر ہوٹل کو چیک کر رہا تھا کہ اچانک سکرین ایک جگہ ٹھہر گئی۔ ایسا لگتا تھا جیسے سکرین جام ہو گئی ہو۔ پھر ایک جھماکے سے سکرین بند ہو گئی۔ اسی لمحے آٹومیٹک سرچ مشین سے آواز آنے لگی اور اس کی سکرین آن ہو گئی اور سکرین پر ایک منظر دکھائی دینے لگا۔ سرنگ کا دروازہ کھلا اور ایک مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہے اور اس نے کسی سے میرے رہائشی کمرے کے بارے میں معلوم کر لیا ہے اور وہ میرے پاس آ رہا ہے چنانچہ میں نے فوراً بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے اسے بے ہوش کیا اور اسے اٹھوا کر ڈارک روم میں کرسی میں جکڑ دیا ہے۔ میں اپنے کمرے میں پہنچا ہی تھا کہ مجھے میرے ایک آدمی کراؤن نے فون پر اطلاع دی کہ اس نے پاکیشیائی ایجنٹ کو شائن ہوٹل میں ٹریس کر لیا ہے اور وہ اس وقت شائن ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود ہے۔ کراؤن نے پاکیشیائی ایجنٹ کو آپ کی دی ہوئی تصویر سے شناخت کیا تھا۔ کمرے میں پہنچ کر شاید اس پاکیشیائی ایجنٹ نے میک اپ تبدیل کر لیا تھا کیونکہ اس کا لباس وہی تھا مگر چہرہ بدلا ہوا تھا اس لئے میری ہدایت پر کراؤن اس پاکیشیائی ایجنٹ کو بے ہوش کر کے یہاں پہنچا گیا ہے۔ اب وہ دونوں پاکیشیائی ایجنٹ ڈارک روم میں موجود ہیں۔ میں نے یہی اطلاع دینے کے لئے آپ کو فون کیا

ہے''...... دوسری طرف سے جارج نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو پرنسز ڈاریا کے چہرے پر مسرت بھرے تاثرات ابھر آئے۔

''ویری گڈ۔ یہ تو بہت اچھا ہوا ہے۔ تم ان دونوں کی نگرانی کرتے رہو اور انہیں مسلسل بے ہوش رکھو۔ میں تھوڑی دیر تک ہوٹل پہنچ رہی ہوں پھر میں خود ہی ان کے جسموں میں گولیاں اتاروں گی۔ جدید میک اپ واشر سے ان کے میک اپ بھی واش کر دینا تاکہ ان کی اصل شکلیں ظاہر ہو جائیں۔ اور ہاں خیال رہے پاکیشائی ایجنٹ دنیا میں خطرناک ترین ایجنٹ سمجھے جاتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری معمولی سی غفلت سے وہ دونوں تم سے جنرل لیبارٹری کے بارے میں معلوم کر کے لیبارٹری کی طرف چلے جائیں''...... پرنسز ڈاریا نے کرخت لہجے میں کہا۔

''آپ بے فکر رہیں میڈم۔ میں خود ان کی نگرانی کر رہا ہوں اور انہیں کسی صورت ہوش میں نہیں آنے دوں گا''...... دوسری طرف سے جارج کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو پرنسز ڈاریا نے اوکے کہہ کر سیل فون آف کر کے کار کے ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر مسرت بھرے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ اس نے کار کی رفتار میں مزید اضافہ کر دیا تاکہ وہ جلد از جلد جارج ہوٹل پہنچ کر پاکیشائی ایجنٹوں کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر سکے۔ اسی لمحے اس کے سیل فون کی بیل دوبارہ بج اٹھی تو اس نے ڈیش بورڈ پر سے سیل فون اٹھایا اور سکرین کی طرف دیکھا تو اس پر کرنل

پاول کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ پرنسز ڈاریا نے سیل فون کا یس کا بٹن پریس کر کے اسے کان سے لگا لیا۔

''ہیلو۔ پرنسز ڈاریا بول رہی ہوں''...... پرنسز ڈاریا نے کہا۔

''کرنل پاول بول رہا ہوں پرنسز ڈاریا۔ تم نے پاکیشائی ایجنٹ کی ہلاکت بارے کوئی رپورٹ نہیں دی''...... دوسری طرف سے کرنل پاول کی تحکمانہ آواز سنائی دی۔

''باس۔ پاکیشائی ایجنٹ گرفتار ہو چکے ہیں اور میں انہیں ہلاک کرنے جارج ہوٹل جا رہی ہوں''...... پرنسز ڈاریا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا پاکیشائی ایجنٹ ایک سے زیادہ تعداد میں یہاں آئے ہوئے ہیں''...... کرنل پاول کی چونکتی ہوئی اور حیرت بھری آواز سنائی دی تو جواب میں پرنسز ڈاریا نے ساری تفصیل بتا دی۔

''پرنسز ڈاریا۔ میں نے تمہیں سختی سے کہا تھا کہ پاکیشائی ایجنٹوں کو دیکھتے ہی گولیوں سے اڑا دینا مگر تم نے میری ہدایت پر عمل نہیں کیا۔ اب تم فوری طور پر پہنچ کر ان دونوں سے کوئی بات کئے بغیر انہیں ہلاک کر دو''...... دوسری طرف سے کرنل پاول کی تحکمانہ آواز سنائی دی تو پرنسز ڈاریا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات ابھر آئے جیسے اسے کرنل پاول کی یہ بات پسند نہ آئی ہو۔

''باس۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ یہاں صرف دو ہی پاکیشائی

ایجنٹ آئے ہوں گے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ان کے دوسرے ساتھی بھی روسیاہ آئے ہوں اور وہ بھی جوباگ میں چھپے ہوئے ہوں اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر میں نے ان سے پوچھ گچھ نہ کی تو ہمیں ان کے دیگر ساتھیوں کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وہ کہاں ہیں ان کے ساتھی ہمارے لئے خطرہ بنے رہیں گے“۔ پرنسز ڈاریا نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”اوکے۔ میں تمہاری بات سمجھ گیا ہوں۔ تم ان سے پوچھ گچھ کر کے ان کے دیگر ساتھیوں کے بارے میں معلوم کرو اور پھر مجھے رپورٹ دو...... دوسری طرف سے کرنل پاول نے نرم لہجے میں کہا اور پھر اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو پرنسز ڈاریا نے برا سا منہ بناتے ہوئے سیل فون کار کے ڈیش بورڈ پر رکھا اور کار کی سپیڈ میں اضافہ کر دیا۔

جس طرح گھپ اندھیرے میں بجلی چمکتی ہے اس طرح صفدر کے ذہن پر چھائے ہوئے اندھیرے میں روشنی نمودار ہونے لگی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے دماغ میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات کسی فلم کی طرح گھوم گئے کہ وہ شائن ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا کہ یکدم کمرے کا دروازہ کھلا اور کوئی چیز اس کے بیڈ پر آ کر گری تھی جس سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ صفدر کا شعور ایک جھٹکے سے جاگ اٹھا اور آنکھیں کھلتے ہی صفدر نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی تو دوسرے ہی لمحے اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ وہ ایک بڑے کمرے میں کرسی پر رسی سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ بھی اس کی پشت سے بندھے ہوئے تھے۔ صفدر نے نظریں گھمائیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس سے کچھ فاصلے پر ایک اور ایکریمی شخص بھی کرسی کے ساتھ رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ وہ شخص بے ہوش تھا اور اس کی

گردن دائیں طرف ڈھلکی ہوئی تھی۔ ایک آدمی اس کی ناک سے شیشی لگائے ہوئے تھا۔ صفدر اس بے ہوش آدمی کو نہیں جانتا تھا۔ وہ ایکریمی جیف مارشل تھا جسے جارج نے اپنے رہائشی کمرے کی طرف جانے والی سرنگ میں گیس کے ذریعے بے ہوش کر دیا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد جیف مارشل کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے تو اسے ہوش میں لانے والا نوجوان ہٹ کر ایک سائیڈ پر کھڑا ہو گیا۔ صفدر نے نظریں گھمائیں تو ایک مرتبہ پھر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے سامنے ہی کرسی پر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جس کی ٹانگ پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ وہ پرنسز ڈاریا تھی اور طنزیہ انداز میں صفدر کو طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کے پیچھے تین اور افراد بھی موجود تھے جن میں سے دو کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جبکہ تیسرا خالی ہاتھ تھا۔ چند لمحوں کے بعد جیف مارشل بھی مکمل طور پر ہوش میں آ گیا۔ اس نے پہلے صفدر اور پھر پرنسز ڈاریا کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر حیرت بھرے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... پرنسز ڈاریا نے صفدر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام براڈک ہے۔ تم کون ہو اور مجھے کیوں یہاں باندھا رکھا ہے"...... صفدر نے ایکریمی لب و لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو پرنسز ڈاریا کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

"شاید تمہارا خیال ہے کہ تم جھوٹ بول کر خود کو بچا لو گے لیکن ایسا نہیں ہے۔ تم ریلوے اسٹیشن پر مجھے زخمی کرنے کے بعد فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے اور تم نے شاید یہ سوچ لیا تھا کہ تم میک اپ تبدیل کر کے مجھ سے بچ جاؤ گے۔ میں جانتی ہوں کہ تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو اور تم نے میک اپ کے ذریعے خود کو ایکریمی بنایا ہوا ہے۔ گو جدید میک اپ واشر سے تمہارے چہرے پر سے میک اپ صاف کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن تمہارے چہرے پر سے میک اپ صاف نہیں ہوا۔ تم نے واقعی ایسا میک اپ کیا ہوا ہے کہ اگر جارج کا آدمی تمہیں شائن ہوٹل میں نہ دیکھ لیتا تو تم اس نئے حلیئے میں واقعی نہ پہچانے جاتے البتہ اس دوسرے ایجنٹ کے چہرے پر سے میک اپ صاف ہو گیا ہے اور یہ اب اپنی اصل شکل میں موجود ہے"...... پرنسز ڈاریا نے جیف مارشل کی طرف دیکھتے ہوئے صفدر سے کہا تو جیف مارشل نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"پاکیشیائی ایجنٹ۔ کیا مطلب۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں پاکیشیائی ایجنٹ نہیں ہوں۔ میرا تعلق ایکریمیا سے ہے۔ میں سیاح ہوں اور یہاں سیاحت کرنے آیا ہوں۔ میرے پاس مکمل کاغذات ہیں اور تم انہیں چیک کر کے اپنی تسلی کر سکتی ہو"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس نے اپنے ہاتھوں کی رسیاں کھول لی تھیں اور اب اس کے ہاتھ کرسی کی عقبی طرف سے نکل کر کرسی کے گرد موجود رسیاں ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈوں سے کاٹنے میں مصروف ہو

گئے تھے۔ صفدر کے پیر بھی رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔

"مجھے تمہارے کاغذات چیک کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں جانتی ہوں کہ تم نے وہ کاغذات بھی نقلی بنوائے ہوئے ہیں۔ تمہارا نام کیا ہے۔ اب تم بھی جھوٹ بولو گے کہ تم بھی سیاح ہو اور جوباگ میں سیاحت کرنے آئے ہو اس لئے میں تمہیں بتا دیتی ہوں کہ تم گٹر لائن کے ذریعے جارج کے ہوٹل میں داخل ہونے کے بعد جارج کے رہائشی کمرے کی طرف جانے والی سرنگ کا دروازہ کھول کر سرنگ میں داخل ہوئے تھے مگر جارج تمہاری مانیٹرنگ کر رہا تھا اس لئے اس نے تمہیں بے ہوش کر دیا۔ تم وہی ہو جس نے پاکیشیا میں میرے ساتھی بوگ ڈان کو ہلاک کر دیا تھا اور جب میں نے بوگ ڈان کو فون کیا تھا تو تم نے ہی فون رسیو کیا تھا اور اس کی آواز میں مجھ سے بات کی تھی۔ اگر میں تمہیں ائیرپورٹ پر دیکھ نہ لیتی تو شاید میں بھی دھوکہ کھا جاتی"...... پرنسز ڈاریا نے پہلے صفدر اور پھر جیف مارشل سے مخاطب ہو کر کہا تو جیف مارشل نے ہونٹ بھینچ لئے۔ ظاہر ہے وہ اس کے سوا کیا کر سکتا تھا کیونکہ پرنسز ڈاریا نے اسے پہچان لیا تھا۔ صفدر حیرت بھری نظروں سے جیف مارشل کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"میں نے تم سے تمہارا نام پوچھا ہے"...... پرنسز ڈاریا نے جیف مارشل سے دوبارہ کہا۔

"میرا نام جیف مارشل ہے"...... جیف مارشل نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"تمہارا ایکریمیا کی کس ایجنسی سے تعلق ہے"...... پرنسز ڈاریا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا لیکن جیف مارشل نے اس بار اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

"میں نے تم سے تمہاری ایجنسی کا نام پوچھا ہے"...... پرنسز ڈاریا نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں تمہارا پابند نہیں ہوں کہ تم مجھ سے جو سوال کرو میں تمہیں اس کا جواب دوں"...... جیف مارشل نے خشک لہجے میں جواب دیا تو پرنسز ڈاریا کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"او کے۔ اب تم دونوں کی خیریت اسی میں ہے کہ تم مجھے اپنے ساتھیوں کے بارے میں بتا دو کہ وہ کہاں چھپے ہوئے ہیں"۔ پرنسز ڈاریا نے صفدر اور جیف مارشل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میڈم۔ میں پھر کہہ رہا ہوں کہ تمہیں کوئی بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نہ ہی پاکیشیائی ایجنٹ ہوں اور نہ ہی میرے کوئی ساتھی ہیں"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس نے اس حد تک رسیاں کاٹ لی تھیں کہ وہ ایک زوردار جھٹکے سے انہیں توڑ سکتا تھا۔

"او کے۔ تم بتاؤ۔ تمہارے ساتھی کہاں چھپے ہوئے ہیں"۔ پرنسز ڈاریا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیف مارشل سے کہا۔

"میرا کوئی ساتھی نہیں ہے اور یہ بات تم سن لو کہ اگر تم زندہ رہنا چاہتی ہو تو مجھے آزاد کر دو اور لیبارٹری کے بارے میں بتا دو

ورنہ تمہاری لاش یہاں پڑی ہو گی''...... جیف مارشل نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر لیڈی ڈاریا کا چہرہ غصے کی شدت سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا اور اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔

''تم۔ تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ مجھے یعنی پرنسز ڈاریا کو۔ پرنسز ڈاریا کو دھمکی دینے والا دوسرا سانس نہیں لے سکتا۔ اسے گولیوں سے بھون ڈالو''...... پرنسز ڈاریا نے یکلخت غصے سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مشین گنوں سے مسلح افراد اپنی مشین گنوں کے رخ جیف مارشل کی طرف کرتے اچانک جیف مارشل بجلی کی سی تیزی سے کرسی سمیت اچھل کر دونوں مشین گن برداروں سے ٹکرا گیا۔ اسی لمحے کمرہ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں سے گونج اٹھا اور کچھ لمحے پہلے جہاں جیف مارشل کرسی پر بیٹھا ہوا تھا وہاں گولیوں نے عقبی دیوار کو ادھیڑ کر رکھ دیا۔ اس سے پہلے کہ مسلح افراد سنبھلتے، جیف مارشل نے ایک آدمی سے مشین گن جھپٹی اور کمرہ ایک بار پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں اور تینوں مشین گن برداروں کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا اور پھر وہ تینوں آدمی تڑپتے ہوئے زمین پر گرے اور ساکت ہوتے چلے گئے۔ جیف مارشل پھر جارج اور پرنسز ڈاریا کی طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ اسی لمحے پرنسز ڈاریا ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی اور اس نے گھومتے ہوئے جیف مارشل کے مشین گن والے ہاتھ پر لات ماز

دی تو مشین گن جیف مارشل کے ہاتھوں سے نکل کر دروازے کے قریب جا گری۔

''جارج۔ مشین گن اٹھاؤ اور ان دونوں کو گولیوں سے بھون ڈالو''...... پرنسز ڈاریا نے چیختے ہوئے حیرت سے بت بنے جارج سے کہا تو جارج کو جیسے ہوش سا آ گیا۔ پھر وہ اپنے ایک آدمی کی طرف بڑھا جس نے ایک مشین گن اپنے ہاتھوں میں تھامی ہوئی تھی لیکن اسی لمحے صفدر نے یکلخت کھڑے ہو کر جارج پر چھلانگ لگا دی اور دوسرے ہی لمحے جارج کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا دیوار سے ٹکرایا اور دردناک چیخ مارتا ہوا زمین پر گر کر بے ہوش ہو گیا۔ اس کا سر دیوار سے ٹکرایا تھا جس کے باعث وہ فوراً ہی بے ہوش ہو گیا تھا۔ اسی لمحے پرنسز ڈاریا نے مشین پسٹل سے صفدر پر فائرنگ کر دی لیکن صفدر اپنی جگہ چھوڑ چکا تھا اس لئے گولیاں اسے لگنے کی بجائے دیوار میں پیوست ہو گئیں اور دیوار کا پلستر اکھڑ کر زمین پر گر گیا۔ پرنسز ڈاریا نے جیف مارشل کی طرف دیکھا تو وہ اپنے پیروں پر جھکا رسیاں کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کرسی سمیت فضا میں اچھلنے سے اس کے ہاتھوں کی رسیاں ڈھیلی پڑ گئی تھیں جس کے باعث جیف مارشل اپنے ہاتھوں کو پہلے ہی آزاد کرا چکا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے پیروں کی رسیاں کھول پاتا، پرنسز ڈاریا نے مشین پسٹل سے اس پر گولی چلا دی لیکن وہ پرنسز ڈاریا کی توقع سے زیادہ پھرتیلا ثابت ہوا تھا۔ جیسے ہی پرنسز ڈاریا نے جیف

مارشل پر گولی چلانے کے لئے مشین پسٹل اس کی طرف کیا تھا تو جیف مارشل نے بجلی کی سی تیزی سے گھومتے ہوئے اپنی لات پرنسز ڈاریا کے ہاتھ پر ماری تھی جس کے باعث پرنسز ڈاریا کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر کہیں دور جا گرا۔ مشین پسٹل ہاتھ سے نکلتے ہی پرنسز ڈاریا نے الٹی قلابازی کھائی اور دوسرے ہی لمحے اس نے اپنے دونوں پیر جوڑتے ہوئے زور دار فلائنگ کک جیف مارشل کے پیٹ میں ماری تو وہ کسی توپ کے گولے کی طرح اڑتا ہوا دیوار سے ٹکرایا اور چیختا ہوا فرش پر منہ کے بل آ گرا۔ اس کا سر دیوار سے ٹکرایا تھا اور شاید اس کے سر پر زور دار ضرب لگی تھی کہ وہ فرش پر گرتے ہی بے ہوش ہو گیا تھا۔

پرنسز ڈاریا نے صفدر کی طرف دیکھا جو تیزی سے دروازے کے قریب فرش پر گری مشین گن کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ جیسے ہی دروازے کے قریب پہنچا تو اسی لمحے پرنسز ڈاریا نے اچھلتے ہوئے اپنے دونوں پیر دروازے کے دائیں طرف دیوار پر جمائے اور پھر وہ پیروں کے زور پر اچھلتی ہوئی صفدر پر جا گری اور دونوں ہی فرش پر گر گئے۔ اگلے ہی لمحے وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے کھڑے ہوئے اور پرنسز ڈاریا نے ککوں اور ہاتھوں سے صفدر پر وار شروع کر دیئے۔ وہ اس انداز سے صفدر پر وار کر رہی تھی جیسے اس کے اندر کرنٹ دوڑ رہا ہو۔ صفدر اس کے ہر وار سے خود کو بچا رہا تھا اور پیچھے ہٹتے ہٹتے وہ دیوار کے قریب پہنچ گیا تھا۔ وہ چاہتا تو وہ پرنسز

ڈاریا سے فائٹ کر سکتا تھا لیکن وہ عورت تھی اور عورتوں سے فائٹنگ کرنا صفدر اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ پھر اچانک پرنسز ڈاریا نے صفدر کو فلائنگ کک مارنی چاہی تو صفدر نے یکلخت دائیں طرف چھلانگ لگا دی اور پرنسز ڈاریا زور دار طریقے سے دیوار سے جا ٹکرائی۔ اس کا سر دیوار سے ٹکرایا اور وہ ایک جھٹکے سے زمین پر آ گری۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن باوجود کوشش کے وہ اٹھ نہ سکی اور بے ہوش ہوتی چلی گئی۔

پرنسز ڈاریا کے بے ہوش ہونے کے بعد صفدر نے جیف مارشل اور جارج کی طرف دیکھا تو وہ بھی ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ صفدر نے آگے بڑھ کر جارج کو اٹھایا اور اسے ایک کرسی پر ڈالنے کے بعد رسیوں سے باندھنے لگا۔ اس کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ پرنسز ڈاریا اور جیف مارشل کو بھی کرسیوں کے ساتھ رسی سے باندھ دیتا۔ کیونکہ وہ جلد از جلد لیبارٹری میں پہنچ کر فارمولا حاصل کرنا چاہتا تھا۔

جارج کو رسیوں سے باندھنے کے بعد صفدر نے اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب جارج کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صفدر اٹھا اور پہلے اس نے زمین پر پڑا ہوا مشین پسٹل اٹھایا اور پھر ایک طرف الٹی پڑی کرسی اٹھا کر جارج کے سامنے رکھی اور اس پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں کے بعد جارج نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور لاشعوری

طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ اوہ۔ پرنسز ڈاریا کہاں ہیں"...... جارج نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا پھر جیسے ہی اس کی نظر دائیں طرف اوندھے منہ پڑی پرنسز ڈاریا پر پڑی تو وہ بے اختیار یوں اچھل پڑا جیسے اس کے پاؤں پر بچھو نے کاٹ لیا ہو۔ اس کی حیرت سے آنکھیں پھٹنے لگیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ پرنسز ڈاریا کو کیا ہوا ہے۔ اوہ۔ کیا تم نے انہیں ہلاک کر دیا ہے"...... جارج نے پریشان لہجے میں صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پرنسز ڈاریا زندہ ہے اور بے ہوش ہے"...... صفدر نے لاپروائی سے کہا۔

"اوہ۔ تم دونوں تو بندھے ہوئے تھے پھر تم کیسے آزاد ہو گئے"۔ جارج نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اس بات کو چھوڑو کہ ہم کیسے آزاد ہوئے ہیں۔ تم یہ بتاؤ کہ لیبارٹری کہاں ہے۔ یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا لو کہ میں ایک بات کو بار بار دوہرانے کا عادی نہیں ہوں۔ اگر تم لیبارٹری کے بارے میں بتا دو گے تو ٹھیک ہے ورنہ میں تمہیں گولی مار کر چلا جاؤں گا۔ بولو۔ لیبارٹری کے بارے میں بتاتے ہو یا"...... صفدر نے تحکمانہ لہجے میں جارج سے مخاطب ہو کر کہا تو اس کی بات سن

کر جارج کو اپنے وجود میں سرد سی لہریں دوڑتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ وہ خوف بھری نظروں سے صفدر کی طرف دیکھ رہا تھا اور صفدر کا انداز ایسا تھا کہ اگر اس نے لیبارٹری کے بارے میں اسے نہ بتایا تو وہ اپنی بات پر عملدرآمد کر دے گا۔

"بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ لیکن کرنل پاول تو مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ وہ تو مجھے زندہ زمین میں گاڑ دے گا"۔ جارج نے تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

"زندہ تو میں بھی تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ پھر"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تت۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اگر میں تمہیں لیبارٹری کے بارے میں نہیں بتاؤں گا تو تم مجھے ہلاک کر دو گے اور اگر کرنل پاول کو معلوم ہو گیا کہ میں نے تمہیں لیبارٹری کے بارے میں بتا دیا ہے تو وہ بھی مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اب ایسا ہی ہو سکتا ہے میں تمہیں لیبارٹری کے بارے میں بتانے کے بعد یہاں سے فرار ہو جاؤں مگر اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ تم لیبارٹری کے بارے میں معلوم کرنے کے بعد مجھے زندہ چھوڑ دو گے"...... جارج نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر تم سچ بتاؤ گے تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا لیکن یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا لو کہ اگر تم جھوٹ بولو گے تو مجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو

اور میں تمہیں فوراً ہی گولی مار دوں گا''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مم۔ مم۔ میں سچ بتاؤں گا۔ سچ بتاؤں گا''...... جارج نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بتاؤ''......صفدر نے کہا۔

''میں لیبارٹری کے بارے میں جو کچھ جانتا ہوں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ اس لیبارٹری کو جنرل لیبارٹری کہا جاتا ہے اور میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ لیبارٹری متاگن آئی لینڈ پر زیر زمین بنائی گئی ہے۔ یہ نہیں جانتا کہ لیبارٹری متاگن آئی لینڈ پر کس جگہ بنائی گئی ہے اور اس کی حفاظت کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں البتہ وہاں جزیرے پر ایک چوکی بنی ہوئی ہے جس کا انچارج میجر الفانسو ہے اور وہی لیبارٹری کے بارے میں جانتا ہے''...... جارج نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تم لیبارٹری میں فوڈز کیسے پہنچاتے ہو''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''میں فوڈز کی پیٹیاں لانچ کے ذریعے چوکی پر میجر الفانسو کے حوالے کر کے واپس آ جاتا ہوں اس کے بعد میجر الفانسو ہی فوڈز کی پیٹیاں لیبارٹری میں پہنچاتا ہے''...... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جس لانچ میں فوڈز کی پیٹیاں پہنچائی جاتی ہیں اس کے آپریٹر

کا کیا نام ہے''......صفدر نے کسی خیال کے تحت کہا۔

''لانچ کے آپریٹر کا نام میکاٹ ہے''...... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیبارٹری میں اب فوڈز کی سپلائی کس دن ہو گی''......صفدر نے پوچھا۔

''آج صبح چھ بجے فوڈز کی سپلائی ہو گی''...... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''فوڈز کی پیٹیاں کہاں تیار ہوتی ہیں''......صفدر نے پوچھا۔

''یہیں میرے ہوٹل کے گودام میں تیار ہوتی ہیں اور اس وقت بھی میکاٹ کی نگرانی میں فوڈز کی پیٹیوں میں پیکنگ کی جا رہی ہے''...... جارج نے بتایا تو صفدر کے چہرے پر چمک ابھر آئی۔

''گودام ہوٹل کے کس حصے میں بنایا گیا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''گودام ہوٹل کے عقبی حصے میں بنایا گیا ہے''...... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''متاگن آئی لینڈ ریڈ گھاٹ سے کتنے فاصلے پر ہے''......صفدر نے ایک اور سوال کیا۔

''تقریباً دو سو بحری ناٹ کے فاصلے پر''...... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیا تمہارے پاس متاگن آئی لینڈ کا کوئی نقشہ موجود ہے''۔

صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ میرے پاس جزیرے کا نقشہ موجود نہیں ہے''۔ جارج نے جواب دیا تو صفدر نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''اچھا۔ تم ایک کام کرو۔ تم میکاٹ کو فون کر کے یہاں بلا لو۔ مجھے اس سے کچھ ضروری سوالات کرنے ہیں مگر پہلے یہ بتاؤ کہ میرا سامان کہاں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تمہارے پاس کوئی خاص سامان نہیں تھا۔ تمہاری تلاشی کے دوران جو کچھ ہمیں ملا تھا وہ سامنے والی الماری میں موجود ہے مگر تمہاری دوسری بات میکاٹ کو بلانے کی ہے تو میں اسے کیسے بلا سکتا ہوں میں تو بندھا ہوا ہوں''...... جارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن صفدر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ اٹھ کر کمرے کی ایک دیوار میں بنی ہوئی الماری کی طرف بڑھ گیا جس میں اس کا سامان موجود تھا۔ صفدر نے الماری کھول کر اپنا سامان اٹھایا جس میں ماسک میک اپ کٹ بھی موجود تھی۔ پھر وہ کمرے کے کونے کی طرف بڑھ گیا جہاں میز پر ایک ٹیلی فون پڑا ہوا تھا۔ صفدر نے ٹیلی فون اٹھایا اور جارج کے سامنے کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

''گودام کا نمبر بتاؤ''...... صفدر نے جارج سے کہا تو اس نے فوراً ہی دو نمبر بتا دیئے۔ صفدر نے دونوں نمبر پریس کئے اور پھر رسیور جارج کے کان سے لگا دیا۔ دوسری طرف بیل جا رہی تھی۔

''ہیلو۔ میکاٹ بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری

طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''میکاٹ۔ تم تھوڑی دیر کے لئے میرے روم میں آ جاؤ۔ مجھے تم سے ضروری کام ہے''...... جارج نے کہا۔

''اوکے باس۔ میں ابھی آ رہا ہوں''...... دوسری طرف سے میکاٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو صفدر نے رسیور کریڈل پر رکھنے کے بعد ٹیلی فون واپس میز پر رکھ دیا۔ پھر اس نے جارج کے قریب آ کر اچانک مشین پسٹل کا دستہ اس کے سر پر مارا تو جارج کے حلق سے چیخ نکل گئی اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا پھیل گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کا سر بائیں طرف ڈھلک گیا۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی صفدر نے ایک نظر پرنسز ڈاریا اور جیف مارشل پر ڈالی اور پھر وہ مطمئن ہو کر کمرے سے نکل آیا۔ کمرے سے باہر نکل کر اس نے دروازے کو لاک کیا اور تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا وہ راہداری میں آ گیا۔

راہداری کے دائیں طرف سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں اور صفدر جیسے ہی سیڑھیوں کے قریب پہنچا تو اسے سیڑھیوں کی طرف سے ایسی آوازیں سنائی دیں۔ جیسے کوئی اوپر آ رہا ہو۔ صفدر سمجھ گیا کہ میکاٹ اوپر آ رہا ہے چنانچہ وہ تیزی سے سیڑھیوں کے پیچھے دیوار کے ساتھ چپک کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں کے بعد ایک لمبے قد کا نوجوان سیڑھیاں چڑھ کر اوپر راہداری میں پہنچا تو صفدر بجلی کی سی تیزی سے اس پر جھپٹا اور اس نے ایک ہاتھ سے میکاٹ کا منہ دبایا اور

دوسرے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا دستہ اس نوجوان کے سر پر رسید کیا۔ میکاٹ کے حلق سے نکلنے والی چیخ اس کے منہ میں ہی دب گئی اور وہ صفدر کے ہاتھوں میں ہی جھول کر لہرا گیا۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا پھر صفدر اسے گھسیٹتے ہوئے سیڑھیوں کے پیچھے لے جانے لگا۔

جیف مارشل کی قوت مدافعت بہت زیادہ تھی اس لئے جس وقت صفدر، جارج سے پوچھ گچھ کر رہا تھا تو اس دوران وہ ہوش میں آ گیا تھا اور اس نے صفدر اور جارج کے درمیان ہونے والی گفتگو سن لی تھی۔ جیف مارشل کو معلوم ہو گیا تھا کہ پاکیشیائی سائنس دان پروفیسر احسان فارانی کا بلٹ پروف کھال بنانے والا فارمولا مٹاگن آئی لینڈ پر زیر زمین لیبارٹری میں پہنچا دیا گیا ہے اور جارج کے ہوٹل سے فوڈز سپلائی لانچ کے ذریعے اس جزیرے تک پہنچائی جاتی تھی۔ گو وہ مکمل ہوش میں آ گیا تھا لیکن وہ اسی حالت میں پڑا رہا تھا تاکہ اگر صفدر کی نظر اس پر پڑ جائے تو وہ اسے بے ہوش ہی سمجھے۔

اس دوران جیف مارشل نے اپنے ذہن میں مٹاگن آئی لینڈ تک پہنچنے کے لئے پلان ترتیب دے دیا تھا اور اب وہ صفدر کے کمرے سے جانے کا انتظار کر رہا تھا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد صفدر،

جارج کو اس کے سر پر مشین پسٹل کا دستہ مار کر بے ہوش کر کے کمرے سے باہر چلا گیا تو چند لمحوں کے بعد جیف مارشل کھلتے ہوئے اسپرنگ کی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کے قریب پہنچ کر دروازے کو کھولنا چاہا تو دوسرے ہی لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ دروازے کو باہر سے لاک کیا گیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ نے جاتے ہوئے دروازے کو باہر سے لاک کر دیا تھا۔ جیف مارشل نے متعدد بار دروازے کا ہینڈل گھما کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن دروازہ نہ کھلا۔ اسی لمحے پرنسز ڈاریا کو بھی ہوش آ گیا اور وہ بھی اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے ایک نظر کرسی پر بے ہوش پڑے جارج پر ڈالی اور پھر جب اس کی نظر جیف مارشل پر پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔ جیف مارشل دروازے کا ہینڈل بار بار گھما رہا تھا۔ جارج کی بے ہوشی، پاکیشیائی ایجنٹ کے موجود نہ ہونے اور جیف مارشل کے دروازہ کھولنے کی کوشش سے فوراً ساری صورتحال پرنسز ڈاریا کی سمجھ میں آ گئی۔ دوسرے ہی لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے قریب پڑی مشین گن کی طرف بڑھی۔ جیف مارشل نے پرنسز ڈاریا کو مشین گن کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

پرنسز ڈاریا نے مشین گن اٹھاتے ہی جیف مارشل پر فائرنگ کھول دی اور کمرہ ریٹ ریٹ کی آوازوں سے گونج اٹھا لیکن جیف

مارشل انتہائی پھرتیلا ثابت ہوا۔ جیسے ہی پرنسز ڈاریا نے جیف مارشل پر فائرنگ کی تھی تو اس نے یکلخت دائیں طرف چھلانگ لگا دی اور پہلو کے بل زمین پر جا گرا۔ اس طرح گولیاں اس کی بجائے دیوار میں لگی تھیں۔ جیف مارشل جس جگہ گرا تھا وہاں پرنسز ڈاریا کا ایک ساتھی ہاتھ میں مشین گن پکڑے مردہ حالت میں پڑا تھا۔ پرنسز ڈاریا یکلخت جیف مارشل کی طرف پلٹی۔ اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ جیف مارشل پر فائرنگ کرتی جیف مارشل نے پرنسز ڈاریا کے مردہ ساتھی کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹی اور اس نے لیٹے لیٹے ہی پرنسز ڈاریا پر فائر کھول دیئے۔ دوسرے ہی لمحے کمرہ ایک مرتبہ پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں اور پرنسز ڈاریا کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ گولیاں پرنسز ڈاریا کے جسم میں لگیں اور وہ دردناک چیخ مارتی ہوئی پشت کے بل زمین پر گری اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت پڑتی چلی گئی۔

پرنسز ڈاریا کے ہلاک ہوتے ہی جیف مارشل نے مشین گن ایک طرف پھینکی اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اسے فکر لاحق ہو گئی تھی کہ اگر اسے تھوڑی سی بھی دیر ہو گئی تو پاکیشیائی ایجنٹ اس سے پہلے متاگن آئی لینڈ پر پہنچ جائے گا۔ جیف مارشل نے دروازے کا ہینڈل دوبارہ گھمانا شروع کر دیا پھر اچانک اسے کوئی خیال آیا تو اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا مگر اس کے منہ سے طویل سانس نکل گیا۔ اس کی جیب میں وہ باکس نہیں تھا جس

میں مڑی ہوئی تاریں تھیں۔ شاید اس کی تلاشی کے دوران اس کی جیب سے باکس نکال لیا گیا تھا۔ جیف مارشل ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اسے کسی ایسی چیز کی تلاش تھی جس سے وہ دروازے کا لاک کھول سکے۔

اچانک اس کی نظر کمرے کی ایک دیوار میں بنی ہوئی الماری پر پڑی تو اس کی آنکھوں میں امید کی کرن پیدا ہوئی اور وہ تیزی سے اس الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کا پٹ کھول کر اندر جھانکا تو دوسرے ہی لمحے اس کے چہرے پر چمک ابھر آئی۔ الماری میں اس کی جیب سے نکالا گیا باکس موجود تھا۔ جیف مارشل نے وہ باکس اٹھایا اور اس کا ڈھکن کھول کر اس میں سے ایک مڑی ہوئی تار نکالی اور باکس وہیں پھینکنے کے بعد وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کے لاک میں مڑی ہوئی تار ڈالی اور مخصوص انداز میں اسے گھمانے لگا۔ چند لمحوں کے بعد کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی لاک کھل گیا تو جیف مارشل نے تار کو لاک میں ہی چھوڑا اور تیزی سے دروازہ کھول کر وہ باہر نکل آیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ سیڑھیوں میں لائٹ جل رہی تھی مگر وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ جیف مارشل دو، دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا تیزی سے نیچے اترنے لگا۔

وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے راہداری میں پہنچا اور تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ چونکہ اس وقت صبح کے چار بجنے والے

تھے اس لئے ہوٹل کا تمام عملہ اپنے اپنے کمروں میں سو رہا تھا۔ جیف مارشل مختلف راہداریوں سے ہوتا ہوا ہال میں پہنچا اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا اور ہوٹل کے عقبی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہوٹل کے عقبی طرف ایک بیس فٹ چوڑی سڑک تھی اور وہاں لائٹ جل رہی تھی۔ جیف مارشل ہوٹل کے عقبی حصے میں پہنچا تو اسے ایک بڑا گیٹ دکھائی دیا جس کا دروازہ بند تھا۔ جیف مارشل سمجھ گیا کہ یہی وہ گودام ہے جہاں فوڈز کی پیکنگ ہو رہی تھی۔ جیف مارشل نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں اور پھر کسی کو وہاں نہ پا کر وہ گودام کے گیٹ کی طرف بڑھا۔ گیٹ کے قریب پہنچ کر اس نے گیٹ پر دباؤ ڈالا تو وہ کھل گیا۔ جیف مارشل نے اندر جھانکا تو اسے ایک بڑا بند باڈی کا ٹرک دکھائی دیا جس کا فرنٹ گیٹ کی طرف تھا۔ اسے کچھ افراد کے بولنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ بجلی کی سی تیزی سے ٹرک کی سائیڈ پر ہو گیا اور دوسرے ہی لمحے وہ زمین پر بیٹھتے ہوئے ٹرک کے نیچے چھپا اور کرالنگ کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔ ٹرک کی دائیں سائیڈ پر لکڑی کی ایک پیٹی پڑی ہوئی تھی جبکہ ٹرک کی بیک سائیڈ پر کچھ افراد لکڑی کی پیٹیاں ٹرک پر لوڈ کرنے میں مصروف تھے۔ جو پیٹی ٹرک کے قریب پڑی ہوئی تھی وہ مستطیل تھی اور اس کی چوڑائی اور لمبائی چھ، چھ فٹ تھی۔ اس پیٹی کے پاس کوئی فرد موجود نہیں تھا۔ جیف مارشل کرالنگ کرتے

ہوئے ٹرک کی دائیں سائیڈ پر پڑی پیٹی کے قریب پہنچ کر رک گیا اور اردگرد کا جائزہ لینے لگا۔ چند لمحے جائزہ لینے کے بعد وہ ٹرک کے نیچے سے نکلا اور جھکے جھکے انداز میں کھڑا ہوا اور اس پیٹی کا جائزہ لینے لگا۔ اس پیٹی کا ڈھکن کھلا ہوا تھا اور اس میں کھانے پینے کی چیزیں موجود تھیں۔ اس لکڑی کی پیٹی میں اتنی جگہ موجود تھی کہ جیف مارشل اس میں با آسانی چھپ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے پیٹی کا ڈھکن تھوڑا سا سائیڈ پر کیا اور پھر وہ بے آواز طریقے سے پیٹی کے اندر چلا گیا۔ اس نے پیٹی کا ڈھکن اس انداز میں رکھا تھا کہ کسی کو اس پر شک ہی نہیں ہوسکتا تھا کہ کوئی انسان اس کے اندر چھپا ہوا ہے۔ اسی لمحے چند افراد کے قدموں کی آوازیں قریب آتی سنائی دیں۔

''اب آخری پیٹی رہ گئی ہے''...... جیف مارشل کو ایک آواز سنائی دی۔

''ارے۔ اس کا ڈھکن بھی لوہے کی پتریوں سے بند کر دو۔ جلدی کرو۔ ہم نے صبح گیارہ بجے تک جزیرے پر یہ فوڈز پہنچانی ہیں کیونکہ میجر الفانسو کا فون آیا تھا کہ لیبارٹری میں فوڈز ختم ہو چکی ہے''...... جیف مارشل کو دوسری آواز سنائی دی۔

''بہتر میکاٹ صاحب۔ میں ابھی اس کا ڈھکن بند کرتا ہوں''۔ اس مرتبہ جیف مارشل کو دوسرے شخص نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ پھر چند لمحوں کے جیف مارشل والی لکڑی کی پیٹی کا ڈھکن لوہے کی

پتریوں سے بند کیا جانے لگا۔ جیف مارشل کے لئے یہ اچھا ہوا تھا کہ کسی نے پیٹی کا ڈھکن اٹھا کر نہیں دیکھا تھا ورنہ وہ پکڑا جاتا۔

تھوڑی دیر کے بعد پیٹی کا ڈھکن بند ہو گیا تو کچھ افراد اس پیٹی کو گھسیٹتے ہوئے ٹرک کی بیک سائیڈ پر لے جانے لگے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے پیٹی کو اٹھا کر ٹرک میں رکھ دیا۔ اس آخری پیٹی کو ٹرک میں رکھنے کے بعد ٹرک کا بیک ڈور بند کر دیا گیا۔ چند لمحوں کے بعد ٹرک اسٹارٹ ہوا اور پھر آگے بڑھنے لگا۔

کرنل پاول اپنے آفس میں بڑی بے چینی سے ٹہلنے میں مصروف تھا۔ رات ڈیڑھ بجے پرنسز ڈاریا نے اسے فون کر کے اطلاع دی تھی کہ دو پاکیشیائی ایجنٹ گرفتار ہو چکے ہیں اور وہ ان سے ان کے مزید ساتھیوں کے بارے میں معلوم کرنے جا رہی ہے۔ پرنسز ڈاریا نے اسے دوبارہ فون کر کے یہ نہیں بتایا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے مزید ساتھی کہاں موجود ہیں تاکہ وہ انہیں بھی گرفتار کر سکے۔ اب صبح کے پانچ بج رہے تھے کہ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل پاول ٹہلتے ٹہلتے رکا اور پھر وہ میز کی طرف بڑھا۔ اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"یس۔ کرنل پاول اسپیکنگ"...... کرنل پاول نے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں جارج بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے جارج

کی آواز سنائی دی۔

"ہاں جارج۔ بولو۔ پرنسز ڈاریا کہاں ہے۔ کیا اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو پوچھ گچھ مکمل کرنے کے بعد ہلاک کر دیا ہے"۔ کرنل پاول نے پوچھا۔

"باس۔ پرنسز ڈاریا ہلاک ہو گئی ہے"...... جارج کی آواز سنائی دی تو کرنل پاول بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"کیا مطلب۔ پرنسز ڈاریا کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اوہ۔ کس نے ایسا کیا ہے۔ تفصیل بتاؤ"...... کرنل پاول نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے جارج نے ساری تفصیل بتا دی اور یہ بھی بتا دیا کہ ان میں سے ایک پاکیشیائی ایجنٹ جبکہ دوسرا ایکریمی ایجنٹ ہے۔ جارج نے یہ بھی بتا دیا کہ اسے سیڑھیوں کے پیچھے سے لانچ کا آپریٹر میکاٹ بے ہوشی کی حالت میں ملا ہے۔ اس نے اسے ہوش میں لا کر اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک آدمی جو ایکریمی میک اپ میں تھا، نے اس سے لانچ اور سامان وغیرہ کے بارے میں تفصیلات معلوم کی ہیں۔

"ویری سیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے۔ وہ دونوں ایجنٹ تو مٹاگن آئی لینڈ پر پہنچنے والے ہوں گے لیکن تم نے پاکیشیائی ایجنٹ کے سامنے کیوں زبان کھولی تھی۔ تم نے اسے کیوں بتایا ہے کہ جنرل لیبارٹری مٹاگن آئی لینڈ پر ہے۔ بولو۔ جواب دو۔ نانسنس"۔ کرنل

پاول نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

''سس۔ سس۔ سوری۔ بب۔ باس۔ پپ۔ پپ۔ پاکیشیائی ایجنٹ نے مجھے مار دینے کی دھمکی دی تھی اس لئے''...... دوسری طرف سے جارج کی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''نانسنس۔ اس نے تمہیں ہلاک کرنے کی صرف دھمکی دی تھی مگر میں تمہیں گولیوں سے بھون ڈالوں گا۔ نانسنس۔ تم اسے ڈاج دینے کے لئے جھوٹ بھی بول سکتے تھے تاکہ وہ کسی اور طرف جاتا تو ہم اسے گھیر کر ہلاک کر دیتے۔ جنرل لیبارٹری کے بارے میں بتا کر تم غداری کے مرتکب ہوئے اور غدار کی سزا صرف موت ہے۔ پہلے میں پاکیشیائی اور ایکریمی ایجنٹوں سے نبٹ لوں پھر تم سے بھی نبٹتا ہوں۔ نانسنس۔ ایڈیٹ۔ ڈیم فول''...... کرنل پاول نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔

''میں نے پرنسز ڈاریا سے کہا بھی تھا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو دیکھتے ہی گولیوں سے اڑا دے مگر وہ ان سے پوچھ گچھ کرنا چاہتی تھی اور اس کی یہی غلطی اس کی موت کا سبب بن گئی ہے۔ بہرحال اب مجھے ان دونوں ایجنٹوں کی ہلاکت کے لئے کچھ کرنا چاہئے ورنہ وہ جنرل لیبارٹری تک بھی پہنچ سکتے ہیں''...... کرنل پاول نے تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا اور پھر اس نے انگلی سے کریڈل دبا

دیا۔ پھر جیسے ہی ٹون آئی تو اس نے تیزی سے نمبرز پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ہیلو۔ میجر الفانسو اسپیکنگ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے میجر الفانسو کی آواز سنائی دی۔

''کرنل پاول بول رہا ہوں میجر''...... کرنل پاول نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے اس بار میجر الفانسو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میجر الفانسو۔ ایک پاکیشیائی ایجنٹ لانچ پر سوار ہو کر مٹاگن آئی لینڈ کی طرف آ رہا ہے۔ ہوسکتا ہے وہ میکاٹ یا کسی اور کے میک اپ میں ہو۔ جیسے ہی وہ جزیرے پر پہنچے تو تم نے اسے گولیوں سے بھون ڈالنا ہے۔ ایک ایکریمی ایجنٹ بھی کسی ذریعے سے مٹاگن آئی لینڈ پر پہنچنے کی کوشش کرے گا۔ تم نے اسے بھی زندہ نہیں چھوڑنا۔ تم اپنے تمام ساتھیوں کو الرٹ کر دو۔ ان دونوں میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں بچنا چاہئے''...... کرنل پاول نے تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک نے بھی مٹاگن آئی لینڈ پر قدم رکھنے کی کوشش کی تو وہ زندہ واپس نہیں جا سکے گا۔ میں نے آپ کی ہدایت پر پہلے ہی تمام افراد کو الرٹ کر دیا تھا۔ بہرحال میں انہیں مزید ہدایات دے دیتا

ہوں"...... دوسری طرف سے میجر الفانسو کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں یہ بھی بتا دو کہ پاکیشیائی ایجنٹ میک اپ کرنے میں ماہر ہے۔ اس نے ایسے کیمیکل سے بنا ہوا میک اپ کیا ہوا ہے جو سٹیلائٹ اور جدید میک اپ واشر سے بھی چیک اور واش نہیں ہوتا اس لئے تم نے ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کرنی اور اسے گولیوں سے بھون ڈالنا ہے"...... کرنل پاول نے کہا۔

"باس۔ کیوں نہ میں پوری لانچ کو ہی میزائل سے اڑا دوں"۔ میجر الفانسو نے پوچھا۔

"نہیں۔ لانچ کو تباہ نہیں کرنا۔ کیونکہ اس لانچ میں دوسرے افراد بھی سوار ہوں گے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس لانچ میں سوار نہ ہو اور کسی اور ذریعے سے وہاں پہنچ رہا ہو اس لئے تم نے لانچ کو تباہ نہیں کرنا"...... کرنل پاول نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں پاکیشیائی اور ایکریمی ایجنٹوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا"...... دوسری طرف سے میجر الفانسو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پاول نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہرے تفکرات کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ گو وہ ساری رات کا جاگا ہوا تھا اور اسے تھکاوٹ بھی محسوس ہو رہی تھی لیکن پاکیشیائی ایکریمی ایجنٹوں کے مٹاگن آئی لینڈ کی طرف جانے کی خبر نے اس کی نیند بھی اڑا دی تھی۔ وہ چند لمحے میز کے قریب اسی حالت میں کھڑا رہا پھر اچانک

اسے کوئی خیال آیا تو اس نے دوبارہ ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

"ہیلو۔ زوجوف اسپیکنگ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل پاول بول رہا ہوں زوجوف"...... کرنل پاول نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ اس بار مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"زوجوف۔ مین گھاٹ سے ایک لانچ مٹاگن آئی لینڈ کی طرف جا رہی ہے جس میں سائنس دانوں اور کمانڈوز کے لئے فوڈز کی سپلائی بھیجی جا رہی ہے۔ اس لانچ پر پاکیشیائی ایجنٹ سوار ہے جبکہ ایک ایکریمی ایجنٹ بھی مٹاگن آئی لینڈ کی طرف جانے کی کوشش کرے گا۔ تم فوراً اپنے ساتھیوں کو لے کر ہیلی کاپٹر کے ذریعے سمندر کی طرف جاؤ اور لانچ پر سوار پاکیشیائی ایجنٹ کو گولیوں سے اڑا دو۔ میرا خیال ہے کہ لانچ ابھی جزیرے تک نہیں پہنچی ہو گی۔ اگر لانچ جزیرے تک پہنچ گئی ہو تو تم نے جزیرے پر جانا ہے اور پاکیشیائی ایجنٹ کو تلاش کر کے ہلاک کر دینا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ میجر الفانسو کے ہاتھ نہ لگ سکے اور لیبارٹری تک پہنچ جائے"...... کرنل پاول نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوکے چیف۔ میں ابھی روانہ ہو رہا ہوں"...... دوسری طرف

سے زوجوف نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پاول نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے نارمل تاثرات ابھرے ہوئے تھے جیسے اسے یقین ہو کہ زوجوف اس کی توقعات پر پورا اترتے ہوئے لانچ کو پاکیشیائی ایجنٹ سمیت تباہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ تھوڑی دیر کچھ سوچنے کے بعد اس نے ایک بار پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور میجر الفانسو کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ وہ میجر الفانسو کو بتانا چاہتا تھا کہ اس نے پاکیشیائی ایجنٹ کی ہلاکت کے لئے زوجوف کو ہیلی کاپٹر پر روانہ کر دیا ہے تاکہ میجر الفانسو اسے دشمن کا ہیلی کاپٹر سمجھتے ہوئے میزائل سے تباہ نہ کر دے۔

مین گھاٹ پر جدید اور وائٹ کلر کی ایک بڑی لانچ موجود تھی۔ وہاں اور بھی لانچیں موجود تھیں مگر وہ لانچ جس پر پیٹیاں لوڈ کی جا رہی تھیں سب سے منفرد اور بڑی لانچ تھی۔ لانچ کے قریب ہی کچھ لکڑی کی تین پیٹیاں پڑی ہوئی تھیں اور کچھ افراد ایک پیٹی اٹھائے لانچ پر لوڈ کرنے میں مصروف تھے۔ صفدر، میکاٹ کے میک اپ میں لانچ کے قریب ہی کھڑا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ان افراد نے ساری پیٹیاں لانچ میں لوڈ کر لیں تو صفدر اور وہ افراد لانچ میں سوار ہوئے اور صفدر نے لانچ اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی اور اس کی رفتار میں اضافہ کرنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد لانچ پانی میں یوں دوڑنے لگی جیسے وہ ہوا میں اڑ رہی ہو۔

صفدر نے میکاٹ کو ہوش میں لانے کے بعد اس سے مٹاگن آئی لینڈ کے بارے میں معلوم کر لیا تھا اس لئے وہ انتہائی مہارت سے لانچ چلا رہا تھا۔ میکاٹ کے دوسرے ساتھی کیبن میں موجود

تھے۔ صفدر نے میکاٹ سے متاگن آئی لینڈ کی طرف جانے والے راستے کے بارے میں تفصیل سے معلوم کر لیا تھا اس لئے وہ مطمئن انداز میں لانچ چلاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ صفدر جلد از جلد لیبارٹری میں پہنچ کر فارمولا حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن یہ سوچ کر اسے پریشانی ہو رہی تھی کہ اسے جیف مارشل، جارج اور پرنسز ڈاریا کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہئے تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹ اس کی تلاش میں ضرور آئیں گے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ پرنسز ڈاریا متاگن آئی لینڈ پر موجو میجر الفانسو کو فون کر کے اس کے بارے میں اسے آگاہ دے۔ اس طرح میجر الفانسو نہ صرف ہوشیار ہو جائے گا بلکہ اسے ہلاک کرنے کے لئے بھی اقدامات کرے گا۔ اسی لمحے کیبن کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی باہر نکل کر صفدر کے پاس آ گیا۔ اس نے ہاتھ میں شراب کی بوتل اٹھائی ہوئی تھی۔

"میکاٹ۔ کیا تم آج شراب نہیں پیو گے"...... اس آدمی نے صفدر سے پوچھا۔

"نہیں۔ آج شراب پینے کا میرا موڈ نہیں ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے میکاٹ کے لہجے میں کہا تو وہ آدمی چونک کر صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔

"یہ تم کہہ رہے ہو میکاٹ۔ حیرت کی بات ہے کہ آج تمہارا شراب پینے کا موڈ نہیں ہے حالانکہ تم تو شراب پیئے بغیر لانچ

چلاتے ہی نہیں ہو پھر آج کیسے بغیر شراب پیئے لانچ چلا رہے ہو اور لانچ بھی بہت تیز چلا رہے ہو۔ آج سے پہلے تو تم نے کبھی اتنی تیز رفتاری سے لانچ نہیں چلائی"...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جارج صاحب نے حکم دیا تھا کہ آج میں شراب نہ پیوں اور جلد سے جلد فوڈز کی پیٹیاں جزیرے پر پہنچا آؤں اس لئے آج میں نے شراب نہیں پی لیکن مجھے شراب کی طلب ہو رہی ہے۔ تم جانتے ہو کہ میں جب تک شراب نہ پیوں مجھے سکون نہیں ملتا اس لئے یہ بوتل مجھے دے دو"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو اس آدمی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے شراب کی بوتل صفدر کی طرف بڑھا دی۔ صفدر نے اس کے ہاتھ سے شراب کی بوتل لے لی۔

"سنو۔ تم لانچ چلاؤ میں لانچ کے پچھلے حصے میں بیٹھ کر اطمینان سے شراب پی لوں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے اس آدمی سے کہا۔

"ہاں۔ جاؤ اور آرام سے بیٹھ کر شراب پیو لیکن خیال رہے زیادہ نہ پی لینا کہ آپے سے باہر ہو جاؤ۔ پچھلی بار بھی تم شراب کے نشے میں اتنے مدہوش ہو گئے تھے کہ لانچ سے سمندر میں گرتے گرتے بچے تھے۔ اگر میں تمہیں بروقت نہ سنبھال لیتا تو تم یقیناً اب یہاں نہ ہوتے۔ اور ہاں۔ شراب کم پینا تا کہ تم پر شراب کا نشہ

نہ چڑھے۔ میں نے سنا ہے کہ میجر الفانسو کو شراب پسند نہیں ہے اور وہ شراب پینے والوں کو بھی پسند نہیں کرتا“...... اس آدمی نے جواب دیا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ مڑ کر لانچ کے پچھلے حصے کی طرف بڑھ گیا جہاں فوڈز والی پیٹیاں ترتیب سے پڑی ہوئی تھیں۔ صفدر ایک لوہے کے بینچ پر بیٹھ گیا۔ وہ دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کر رہا تھا کہ اس آدمی کو اس پر شک نہیں ہوا تھا ورنہ اس کے لئے بہت مشکل پیدا ہو سکتی تھی۔

تقریباً تین گھنٹوں کے بعد لانچ نے جب ڈیڑھ سو بحری ناٹ کا فاصلہ عبور کر لیا تو صفدر کو دور سے ایک جزیرہ دکھائی دینے لگا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی مٹا گن آئی لینڈ ہے جہاں روسیاہ نے زیر زمین لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ صفدر نے ساری شراب سمندر میں گرائی اور خالی بوتل میز کے قریب رکھی اور اٹھ کر اس نے اپنی جیکٹ کی جیب میں سے ایک جدید اور چھوٹی ساخت کی دوربین نکالی اور اسے آنکھوں پر لگا کر جزیرے کی طرف دیکھنے لگا۔ لیکن چونکہ جزیرہ ابھی بہت دور تھا اس لئے اسے واضح طور پر کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ صرف جزیرے کے درخت اور پہاڑ دکھائی دے رہے تھے جو چھوٹے چھوٹے پودوں کی طرح لگ رہے تھے اور آہستہ آہستہ بڑے ہوتے جا رہے تھے۔ صفدر چند لمحے دوربین سے جزیرے کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے دوربین آنکھوں سے ہٹا لی۔ اسی لمحے صفدر کو ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار

چونک پڑا۔ اس نے گھوم کر دیکھا تو اسے کافی دور آسمان کی بلندیوں پر ایک ہیلی کاپٹر دکھائی دیا جو اسی طرف آ رہا تھا جس طرف لانچ موجود تھی۔ کبھی اس ہیلی کاپٹر کی آواز ہوا کے دوش پر تیز ہو جاتی اور کبھی مدھم۔ صفدر کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے دوربین آنکھوں سے لگائی اور اس ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھنے لگا۔ ہیلی کاپٹر جدید تھا اور انتہائی تیز رفتاری سے اسی طرف بڑھتا ہوا آ رہا تھا۔ صفدر سمجھ گیا کہ یقیناً اس کی تلاش میں پرنسز ڈاریا یا کوئی اور ایجنٹ آ رہا ہے۔ صفدر نے دوربین آنکھوں سے ہٹا کر جیب میں ڈالی اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ چھپنے کے لئے کوئی جگہ تلاش کر رہا ہو۔ جوں جوں لانچ مٹا گن آئی لینڈ کے قریب ہوتی جا رہی تھی۔ جزیرہ واضح ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

صفدر چند لمحے ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر اچانک اس کی نظر فوڈز والی پیٹیوں پر پڑی تو اس کے چہرے پر چمک ابھر آئی۔ دوسرے ہی لمحے وہ اٹھا اور فوڈز والی پیٹیوں کی طرف بڑھ گیا۔ پیٹیوں کے ڈھکن لوہے کی پتریوں سے بند کئے گئے تھے۔ صفدر اپنی جیب سے ایک کٹر نکال کر ایک پیٹی کی ایک سائیڈ سے لوہے کی پتری کاٹنے لگا۔ وہ یہ کٹر گودام سے اٹھا لایا تھا۔ پتری کاٹ کر اس نے کٹر جیب میں ڈالا اور لکڑی کا ڈھکن کھول دیا۔ ڈھکن کھولنے سے اتنی جگہ ضرور بن گئی تھی کہ ایک آدمی آسانی سے پیٹی میں داخل ہو سکتا

تھا۔ اس پیٹی میں کھانے پینے کا سامان موجود تھا اور اس میں اتنی جگہ موجود تھی کہ صفدر با آسانی اس میں چھپ سکتا تھا۔

صفدر نے گردن موڑ کر ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھا تو وہ ابھی دور تھا اور لمحہ بہ لمحہ لانچ کے قریب آ رہا تھا۔ صفدر جلدی سے پیٹی پر چڑھا اور پھر وہ اپنے جسم کو سکیڑتے ہوئے پیٹی میں گھسنے کی کوشش کرنے لگا۔ گو پیٹی میں گھسنے کے دوران اس کے بازو پر خراشیں بھی آئی تھیں مگر صفدر خود کو سکیڑتے ہوئے اس پیٹی میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ پیٹی میں داخل ہوتے ہی اس نے پیٹی کا ڈھکن کھینچ کر بند کر دیا۔ اس نے ڈھکن اس انداز میں بند کیا تھا کہ کسی کو ذرا سا بھی شبہ نہیں ہو سکتا تھا کہ کوئی اس پیٹی میں چھپا ہوا ہے۔ اسی لمحے صفدر کو قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

”میکاٹ۔ میکاٹ۔ ہم مٹاگن آئی لینڈ پر پہنچنے والے ہیں۔ آؤ اور خود لانچ سنبھالو“...... اچانک صفدر کو اس آدمی کی آواز سنائی دی جسے وہ ڈرائیونگ کیبن میں چھوڑ آیا تھا۔

”میکاٹ۔ ارے کہاں ہو تم۔ اوہ۔ اوہ۔ میکاٹ کہاں چلا گیا ہے۔ اوہ۔ خالی بوتل بتا رہی ہے کہ اس نے ساری شراب پی لی ہے اور لگتا ہے وہ آج نشے میں مدہوش ہو کر سمندر میں گر گیا ہے“...... صفدر کو اس کی آواز سنائی دی تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ صفدر کو پھر قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔

تھوڑی دیر کے بعد صفدر کو لانچ کی سپیڈ کم ہوتی ہوئی محسوس ہوئی تو وہ سمجھ گیا کہ لانچ مٹاگن آئی لینڈ کے ساحل پر پہنچ گئی ہے۔ چند لمحوں کے بعد لانچ رک گئی اور اس کا انجن بند ہو گیا۔ اسی لمحے صفدر کو ہیلی کاپٹر کی بھی آواز سنائی دی جو اس بار واضح سنائی دے رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ بھی لانچ کے قریب پہنچ گیا تھا۔

میجر الفانسو اپنے آٹھ کمانڈوز کے ساتھ مٹاگن آئی لینڈ کے ساحل پر موجود تھا۔ ساحل پر دو لانچیں بھی موجود تھیں۔ میجر اور اس کے کمانڈوز انتہائی تربیت یافتہ تھے۔ ساحل کے قریب ہی ایک بڑا ٹرک اور دو جیپیں موجود تھیں۔ سات کمانڈوز ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے اردگرد جھاڑیوں کی اوٹ میں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ایک کمانڈو جھاڑی کے پیچھے بیٹھا آنکھوں پر جدید ٹیلی سکوپ چڑھائے سمندر کی طرف دیکھنے میں مصروف تھا۔ میجر الفانسو بھی ایک جھاڑی کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ وہ گھٹے ہوئے جسم اور لمبے قد کا تھا۔ اس کی آنکھوں میں سفاکی اور چہرے پر چٹانوں کی سی سختی تھی۔ جیسے ہی اسے کرنل پاول نے پاکیشائی اور ایکریمی ایجنٹوں کے مٹاگن آئی لینڈ پر پہنچنے۔ انہیں ہلاک کرنے کا حکم دیا تھا تو وہ اپنے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ فوراً ہی مٹاگن آئی لینڈ کے ساحل پر پہنچ گیا تھا۔ اس نے ایک کمانڈو کی ڈیوٹی لگا دی تھی کہ وہ جدید ٹیلی سکوپ

کے ذریعے چیک کرتا رہے اور جیسے ہی اسے لانچ دکھائی دے تو وہ اسے اطلاع کر دے۔ میجر الفانسو نے ان کمانڈوز کو وہاں اس لئے تعینات کیا تھا تاکہ آنے والے پاکیشائی اور ایکریمی ایجنٹ کسی صورت بھی زندہ نہ بچ سکیں کیونکہ کرنل پاول نے سختی سے کہا تھا کہ جیسے ہی پاکیشائی ایجنٹ مٹاگن آئی لینڈ کے ساحل پر پہنچے تو اسے فوراً ہی گولیوں سے بھون دیا جائے لیکن میجر الفانسو کا پروگرام تھا کہ وہ پہلے اس بات کی تصدیق کرے گا کہ واقعی فوڈز کی پیٹیاں لانے والی لانچ میں پاکیشائی یا ایکریمی ایجنٹ موجود بھی ہے یا نہیں۔ اس کے بعد ہی وہ آگے قدم اٹھائے گا۔

"سر۔ لانچ آ رہی ہے"...... اسی لمحے میجر الفانسو کو جھاڑیوں میں دبکے ٹیلی سکوپ سے سمندر کی چیکنگ کرنے والے کمانڈو کی آواز سنائی دی تو میجر الفانسو چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر وہ اٹھ کر اس کے قریب آ گیا۔

"تم نے چیک کر لیا ہے کہ یہ لانچ وہی ہے جس پر میکاٹ فوڈز کی پیٹیاں لے کر آتا ہے"...... میجر الفانسو نے پوچھا۔

"یس سر۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ یہ وہی لانچ ہے"۔ کمانڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لانچ کب تک یہاں پہنچ جائے گی"...... میجر الفانسو نے پوچھا۔

"سر۔ لانچ کو یہاں پہنچنے میں تقریباً آدھا گھنٹہ لگ جائے گا۔

اس لانچ کے پیچھے ایک ہیلی کاپٹر بھی ہے جس پر ریڈ کراس ایجنسی کا مخصوص نشان نظر آ رہا ہے''...... کمانڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ وہ ہیلی کاپٹر ریڈ کراس ایجنسی کا ہے۔ مجھے اس بارے میں کرنل پاول صاحب نے اطلاع دے دی تھی۔ ٹیلی سکوپ مجھے دو''...... کرنل پاول نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو اس نے ٹیلی سکوپ میجر الفانسو کی طرف بڑھا دی۔ میجر الفانسو نے اس سے ٹیلی سکوپ لی اور اسے آنکھوں سے لگا کر وہ اس طرف دیکھنے لگا جس طرف سے ایک لانچ تیز رفتاری سے اسی طرف آ رہی تھی۔ اس لانچ کے پیچھے فضا میں ایک ہیلی کاپٹر بھی آ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر پر ریڈ کراس ایجنسی کا نشان واضح نظر آ رہا تھا۔ اگر وہ ریڈ کراس ایجنسی کا ہیلی کاپٹر نہ ہوتا تو ساحل پر پہنچنے سے پہلے ہی اسے تباہ کر دیا جاتا۔ میجر الفانسو چند لمحے لانچ کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے ٹیلی سکوپ آنکھوں سے ہٹا لی۔

''سنو۔ اس لانچ پر پاکیشیائی ایجنٹ سوار ہے اس لئے جیسے ہی یہ لانچ یہاں رکے تو تم سب نے اسے چاروں طرف سے گھیر کر اس میں موجود افراد کو ہینڈز اپ کرا دینا ہے۔ جب میں کہوں تو تم نے فائرنگ کھول دینی ہے''...... میجر الفانسو نے تمام کمانڈوز کو حکم دیتے ہوئے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ میجر الفانسو ایک مرتبہ پھر لانچ کی طرف دیکھنے لگا جو قریب پہنچنے والی تھی۔ پھر تقریباً دس منٹ کے بعد لانچ ساحل پر آ کر رک گئی تو اسی لمحے

سارے کمانڈوز بجلی کی سی تیزی سے جھاڑیوں سے نکل کر لانچ کی طرف دوڑ پڑے اور انہوں نے لانچ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ تو میجر الفانسو بھی جھاڑی سے نکل کر لانچ کی طرف بڑھ گیا۔ اسی وقت لانچ پر پانچ افراد دکھائی دینے لگے۔ وہ سب بے حد خوفزدہ تھے۔ ریڈ کراس ایجنسی کا ہیلی کاپٹر بھی وہاں پہنچنے والا تھا۔

''سب اپنے اپنے ہاتھ اوپر کر کے نیچے اتر آؤ۔ ہری اپ''۔ میجر الفانسو نے تحکمانہ لہجے میں لانچ میں موجود افراد سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ پانچوں افراد ہاتھ اوپر کئے باری باری لانچ سے نیچے اتر آئے۔

''اس طرف قطار میں کھڑے ہو جاؤ اور خبردار۔ اگر کسی نے کوئی حرکت کی تو اسے گولیوں سے بھون دیا جائے گا''...... میجر الفانسو نے تحکمانہ لہجے میں ان پانچوں افراد سے کہا تو وہ قطار میں کھڑے ہو گئے۔

''ان کی تلاشی لو''...... میجر الفانسو نے ایک کمانڈو سے کہا تو وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین گن کاندھے پر لٹکائی اور ان پانچوں افراد کی تلاشی لینے لگا لیکن ان پانچوں کی جیبوں سے کوئی کام کی چیز نہ ملی۔ پھر وہ کمانڈو ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ میجر الفانسو آگے بڑھا اور ایک ایک کو غور سے دیکھنے لگا۔ ان پانچوں کو چیک کرنے کے بعد میجر الفانسو پیچھے ہٹ گیا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... میجر الفانسو نے ایک آدمی سے پوچھا۔

''میرا نام برونا ہے''...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میکاٹ کہاں ہے''...... میجر الفانسو نے پوچھا۔

''میجر صاحب۔ میکاٹ سمندر میں گر گیا ہے''۔ برونا نے جواب دیا تو میجر الفانسو بے اختیار چونک پڑا۔

''میکاٹ سمندر میں گر گیا ہے۔ کیا مطلب۔ وہ کیسے سمندر میں گر گیا ہے''...... میجر الفانسو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''میکاٹ کو زیادہ شراب پینے کی عادت تھی۔ وہ اتنی شراب پیتا تھا کہ وہ ہوش و حواس میں نہیں رہتا تھا۔ پچھلے دنوں بھی وہ لانچ کے پچھلے حصے میں بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ میں اسے بلانے وہاں گیا تھا تو وہ شراب کے نشے میں دھت لانچ کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے جھول رہا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ اس حالت میں سمندر میں گرتا میں نے اسے پکڑ لیا تھا۔ آج بھی وہ لانچ کے پچھلے حصے میں بیٹھا شراب نوشی کر رہا تھا اور میں لانچ چلا رہا تھا کہ مجھے اچانک سمندر میں کسی کے گرنے کی آواز سنائی دی۔ میں فوراً لانچ کے پچھلے حصے میں پہنچا تو وہاں شراب کی خالی بوتل پڑی ہوئی تھی البتہ میکاٹ وہاں موجود نہیں تھا''...... برونا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو میجر الفانسو کے چہرے پر حیرت بھرے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ کیونکہ اسے کرنل پاول نے بتایا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ میکاٹ کے میک اپ میں لانچ میں سوار ہے۔ تاہم میجر الفانسو اس بات کو

ماننے کے لئے بالکل تیار نہیں ہو رہا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ شراب کے نشے میں دھت سمندر میں گر گیا ہو گا۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں جانتا تھا کہ وہ لوگ انتہائی چالاک اور ہوشیار ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ کو خطرے کا احساس ہو گیا ہو اور وہ کہیں فرار ہو گیا ہو۔

''ان پانچوں کو سکیننگ روم میں لے جاؤ اور ان کے چہروں کی سکیننگ کرو۔ اگر ان میں سے جو پاکیشیائی ایجنٹ ہو تو اسے بلاتاخیر گولیوں سے بھون' ڈالنا''...... میجر الفانسو نے کہا تو پانچ کمانڈوز ان پانچوں کو لے کر وہاں سے چلے گئے۔

''آؤ میرے ساتھ''...... میجر الفانسو نے وہاں موجود باقی کمانڈوز سے کہا اور پھر وہ لانچ کی طرف بڑھ گیا۔ کمانڈوز اس کے پیچھے چلتے ہوئے آ رہے تھے۔ میجر الفانسو اور کمانڈوز لانچ پر چڑھ گئے۔

''تم سب لانچ کی اچھی طرح چیکنگ کرو۔ لانچ کا کونہ کونہ چھان مارو۔ مجھے یقین ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ اسی لانچ میں چھپا ہوا ہو گا''...... میجر الفانسو نے دوسرے کمانڈوز سے کہا تو سارے کمانڈوز تیزی لانچ میں پھیل گئے اور چیکنگ کرنے لگے۔ میجر الفانسو دھیرے دھیرے چلتا ہوا خود بھی عائرانہ نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ لانچ کے پچھلے حصے میں لکڑی کی بڑی بڑی آٹھ پیٹیاں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ پیٹیاں لوہے کی پتریوں سے بند تھیں۔

میجر الفانسو پیٹیوں کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا اور ان پیٹیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ اسی لمحے ایک کمانڈو اس کے قریب آیا۔

"سر۔ پوری لانچ کو چیک کر لیا گیا ہے لیکن لانچ میں کوئی بھی نہیں ہے"...... کمانڈو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اگر پاکیشیائی ایجنٹ لانچ میں نہیں ہے تو پھر کہاں جا سکتا ہے وہ"...... میجر الفانسو نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔

"سر۔ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس لانچ پر سوار ہی نہ ہوا ہو"...... کمانڈو نے کہا تو میجر الفانسو بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن کرنل پاول صاحب نے تو بتایا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ میکاٹ کے میک اپ میں ہے۔ پھر وہ کون تھا جو شراب کے نشے میں دھت ہو کر سمندر میں گر گیا ہے"۔ میجر الفانسو نے کہا۔

"سر۔ میرا خیال ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ کو پتہ چل گیا ہو گا کہ ہم اسے گھیرنے کے لئے یہاں موجود ہیں اور جو شخص سمندر میں گر گیا ہے وہ اصلی میکاٹ ہو گا۔ پاکیشیائی ایجنٹ نے ہمیں ڈاج دینے کے لئے میکاٹ کو یہاں بھیج دیا ہو اور وہ خود کسی اور ذریعے سے یہاں پہنچنے کی کوشش کرے تا کہ ہم اصلی میکاٹ کو پاکیشیائی ایجنٹ سمجھتے ہوئے ہلاک کرنے کے بعد مطمئن ہو جائیں کہ پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہو گیا ہے اور پاکیشیائی ایجنٹ بعد میں آسانی سے

یہاں پہنچ جائے"...... ایک کمانڈو نے جس کا نام ڈاگم تھا کہا تو میجر الفانسو بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بالکل یہی بات ہو گی۔ پاکیشیائی ایجنٹ کو پتہ چل گیا ہو گا کہ ہم اسے گھیرنے کے لئے یہاں موجود ہیں اس لئے اس نے ہمیں ڈاج دینے کے لئے اصلی میکاٹ کو لانچ پر بھیج دیا ہو گا اور خود کسی اور طریقے سے یہاں آنے کی کوشش کر رہا ہو گا۔ تمہارا تجزیہ بالکل ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ"...... میجر الفانسو نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا لانچ سے ساحل پر اتر گیا۔ اس کے پیچھے کمانڈوز بھی اتر آئے تھے۔ اسی لمحے وہی پانچوں کمانڈوز لانچ کے پانچوں افراد کے ساتھ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ میجر الفانسو ٹرک کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ پانچوں کمانڈوز، پانچوں افراد کو لئے وہاں پہنچ گئے۔ پانچوں کمانڈوز نے ایڑیاں بجاتے ہوئے میجر الفانسو کو سیلوٹ کیا۔

"سر۔ ان پانچوں کے چہروں کی سکیننگ کی گئی ہے۔ ان میں سے کوئی میک اپ میں نہیں ہے"...... ایک کمانڈو نے میجر الفانسو سے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"او کے۔ تم اب تمام پیٹیاں اس ٹرک پر لوڈ کراؤ اور پھر یہاں سے چلے جاؤ"...... میجر الفانسو نے ان پانچوں افراد سے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ میجر الفانسو کے اشارے پر وہ

کمانڈوز ان افراد کو لے کر لانچ کی طرف بڑھ گئے پھر وہ لانچ سے پیٹیاں اٹھا اٹھا کر ٹرک پر لوڈ کرنے لگے۔ اسی دوران ریڈ کراس ایجنسی کا ہیلی کاپٹر بھی وہاں اتر گیا۔ اس ہیلی کاپٹر پر ریڈ کراس ایجنسی کا مخصوص نشان تھا۔ چند لمحوں کے بعد ہیلی کاپٹر میں سے دو آدمی نیچے اترے اور میجر الفانسو کی طرف بڑھنے لگے۔ سب سے آگے ایک لمبا تڑنگا نوجوان تھا جبکہ دوسرا نوجوان درمیانے قدوقامت کا تھا۔ ان دونوں نے میجر الفانسو کے قریب آ کر اس سے مصافحہ کیا۔

''میجر صاحب۔ میرا نام زوجوف ہے۔ آپ کو کرنل پاول صاحب نے یقیناً میرے بارے میں اطلاع دے دی ہو گی''۔ لمبے قد کے نوجوان نے میجر الفانسو سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ مجھے کرنل صاحب نے تمہارے بارے میں اطلاع دے دی تھی''...... میجر الفانسو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

''سر۔کیا آپ نے پاکیشیائی اور ایکریمی ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا ہے''...... زوجوف نے پوچھا۔

''پاکیشیائی یا ایکریمی ایجنٹ جزیرے پر نہیں آئے اس لئے میں انہیں ہلاک نہیں کر سکا''...... میجر الفانسو نے کہا تو زوجوف چونک پڑا۔

''کیا مطلب سر۔ پاکیشیائی ایجنٹ تو اس لانچ میں میکاٹ کے

میک اپ میں یہاں آیا ہے۔ میکاٹ کہاں ہے''...... زوجوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ پاکیشیائی ایجنٹ نہیں، اصلی میکاٹ تھا جو شراب کے نشے میں دھت ہو کر سمندر میں ڈوب گیا ہے جبکہ پاکیشیائی ایجنٹ ابھی یہاں نہیں آیا''...... میجر الفانسو نے کہا تو زوجوف ایک بار پھر چونک پڑا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کرنل صاحب نے تو مجھے بتایا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ، میکاٹ کے میک اپ میں ہے۔ میرا خیال ہے سمندر میں ڈوبنے والا پاکیشیائی ایجنٹ ہی تھا مگر وہ ڈوبا نہیں ہو گا۔ وہ یقیناً سمندر میں تیرتا ہوا جزیرے کی طرف آ رہا ہو گا یا پھر پہنچ چکا ہو گا''...... زوجوف نے کہا تو میجر الفانسو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کا ذہن تو اس پوائنٹ کی طرف گیا ہی نہیں تھا ورنہ وہ کمانڈوز کو فوراً سمندر میں اتار دیتا۔

''اوہ۔تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میرا ذہن تو واقعی اس طرف نہیں گیا تھا۔ میں ابھی اس کی تلاش میں کمانڈوز کو بھیجتا ہوں۔ آؤ''۔ میجر الفانسو نے تیز لہجے میں کہا پھر وہ زوجوف اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساحل کی طرف بڑھ گیا جہاں ٹرک پر پیٹیاں لوڈ کی جا رہی تھیں۔ اب چار کمانڈوز آخری پیٹی اٹھائے ٹرک پر لوڈ کرنے میں مصروف تھے۔

''موگن''...... میجر الفانسو نے ایک کمانڈو کو آواز دی تو اس نے

میجر الفانسو کی طرف دیکھا۔

''یس سر''...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

''کیا ساری پیٹیاں ٹرک پر لوڈ ہو چکی ہیں''...... میجر الفانسو نے کہا۔

''یس سر۔ تمام پیٹیاں ٹرک پر لوڈ ہو چکی ہیں''...... موگن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم پانچ ساتھیوں سمیت سمندر میں کود جاؤ اور پاکیشیائی ایجنٹ کو تلاش کرو۔ سمندر میں تمہیں کوئی بھی دکھائی دے تو اسے فوراً ہلاک کر دینا۔ جاؤ۔ ہری اپ''...... میجر الفانسو نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... موگن نے جواب دیا اور پھر چند لمحوں کے بعد موگن سمیت چھ کمانڈوز نے غوطہ خوری کے لباس پہنے اور سمندر میں کود گئے۔ میجر الفانسو نے ٹرک کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ڈرائیور کو اشارہ کیا تو اس نے ٹرک اسٹارٹ کیا اور آگے بڑھاتا چلا گیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ جزیرے پر چٹانوں کے پیچھے غائب ہو گیا۔

''تم سب ادھر ادھر پھیل جاؤ۔ جلدی کرو۔ جیسے ہی کوئی سمندر سے نکل کر جزیرے پر داخل ہونے کی کوشش کرے تو اسے گولیوں سے بھون دینا''...... میجر الفانسو نے باقی کمانڈوز سے چیخ کر کہا تو باقی کمانڈوز بھی دوڑتے ہوئے جزیرے کے دائیں بائیں بڑھتے چلے گئے۔

''ہم بھی پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کرتے ہیں''...... زوجوف نے میجر الفانسو سے کہا۔

''ہاں۔ ٹھیک ہے''...... میجر الفانسو نے کہا تو زوجوف اپنے ساتھی کے ساتھ ایک طرف دوڑتا چلا گیا جبکہ میجر الفانسو وہیں کھڑا سمندر کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے پر الجھن بھرے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اسے یہ خیال پہلے ہی آ جاتا تو وہ کمانڈوز کو سمندر میں اتار دیتا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے کمانڈوز تربیت یافتہ ہیں اور وہ یقیناً پاکیشیائی ایجنٹ یا ایکریمی ایجنٹ کو سمندر میں ڈھونڈ نکالیں گے۔ تقریباً دس منٹ کے بعد میجر الفانسو کے سیٹلائٹ سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونکتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈالا اور سیل فون نکال کر اس کی سکرین کی طرف دیکھا۔ سیل فون کی سکرین پر کرنل پاول کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ اس نے یس کا بٹن دبانے کے بعد سیل فون کان سے لگا لیا۔

''ہیلو''...... میجر الفانسو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کرنل پاول اسپیکنگ۔ میجر۔ تم نے رپورٹ نہیں دی۔ کیا تم نے پاکیشیائی اور ایکریمی ایجنٹ کو ہلاک کر دیا ہے''...... دوسری طرف سے کرنل پاول کی تحکمانہ آواز سنائی دی۔

''نو سر۔ پاکیشیائی ایجنٹ ہمیں ڈاج دے گیا ہے اس لئے وہ ہمارے ہاتھ نہیں لگ سکا اور ایکریمی ایجنٹ بھی یہاں نہیں آیا''۔ میجر الفانسو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو میجر"...... کرنل پاول نے سرد لہجے میں پوچھا تو میجر الفانسو نے ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ واقعی پاکیشائی ایجنٹ نے تمہیں ڈاج دیا ہے۔ ایکریمی ایجنٹ بھی یقیناً سمندر سے جزیرے پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہو گا۔ اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم ان دونوں کو کسی بھی صورت میں ٹریس کر کے ہلاک کر دو"...... دوسری طرف سے کرنل پاول کی تحکمانہ آواز سنائی دی۔

"سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ پاکیشائی اور ایکریمی ایجنٹ کسی بھی صورت زندہ نہیں بچ سکیں گے۔ میرے کمانڈوز انہیں سمندر میں تلاش کر رہے ہیں اور جیسے ہی کوئی نظر آ گیا تو وہ اسے ہلاک کر دیں گے"...... میجر الفانسو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا فوڈز کی پیٹیاں لیبارٹری پہنچ چکی ہیں"...... کرنل پاول نے اچانک پوچھا۔

"یس سر۔ ٹرک فوڈز کی پیٹیاں لے کر لیبارٹری کی طرف روانہ ہو چکا ہے اور اب وہ یقیناً وہاں پہنچنے والا ہو گا"...... میجر الفانسو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ میجر۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پاکیشائی یا ایکریمی ایجنٹ فوڈز کی پیٹیوں میں چھپے ہوئے ہوں۔ تم فوراً ٹرک کو رکواؤ اور پیٹیوں کو چیک کرو۔ فوراً"...... کرنل پاول نے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ یس سر۔ میں ابھی ٹرک کو رکواتا ہوں"...... میجر

الفانسو نے کہا اور پھر اس نے کرنل پاول کی کال ڈس کنیکٹ کر کے ٹرک کے ڈرائیور کے نمبر ملانے شروع کر دیئے۔ نمبر ملاتے ہی اس نے ایک اور بٹن پریس کیا تو دوسری طرف کال جانے لگی۔

"یس سر۔ ماچوف بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میجر الفانسو بول رہا ہوں ماچوف۔ کیا تم لیبارٹری پہنچ چکے ہو"...... میجر الفانسو نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یس سر۔ ساری پیٹیاں لیبارٹری میں اتر چکی ہیں اور اب میں واپس آ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ماچوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری سیڈ۔ او کے۔ میں آ رہا ہوں"...... میجر الفانسو نے کہا اور پھر اس نے سیٹلائٹ فون آف کر کے جیب میں ڈالا اور دوڑتا ہوا ایک جیپ کی طرف بڑھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ جیپ میں سوار ہوا اور جیپ آندھی اور طوفان کی رفتار سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔

لانچ سے لکڑی کی پیٹیاں اتار کر ٹرک پر لوڈ کرنے کے بعد ٹرک جیسے ہی حرکت میں آیا تو صفدر نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ اب ٹرک تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ صفدر جس لکڑی کی پیٹی میں موجود تھا وہ پیٹی سب سے اوپر رکھی ہوئی تھی جس سے وہ باہر کا منظر بآسانی دیکھ سکتا تھا۔ صفدر نے میجر الفانسو کی بات سن لی تھی۔ اب میجر الفانسو کے کمانڈوز صفدر کو سمندر میں تلاش کر رہے تھے۔ صفدر کی ترکیب کامیاب رہی تھی اور وہ دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کر رہا تھا کہ میجر الفانسو کا ذہن فوڈز والی پیٹیوں کی طرف نہیں گیا تھا۔ اگر اسے ذرا سا بھی شبہ ہو جاتا کہ صفدر فوڈز والی پیٹی میں چھپ سکتا ہے تو اس نے ساحل پر ہی تمام پیٹیوں کو کھلوا دینا تھا اور اس طرح صفدر کسی مصیبت میں پھنس سکتا تھا۔

ٹرک کچی سڑک پر دوڑ رہا تھا اور اس روڈ کے اردگرد گھنے

درخت اور قد آور جھاڑیاں تھیں۔ ان درختوں اور جھاڑیوں کے پیچھے بلند و بالا پہاڑ اور سنگلاخ چٹانیں تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ٹرک ایک جگہ رک گیا۔ اسی وقت زمین کا بیس فٹ چوڑا اور بیس فٹ لمبا ٹکڑا کسی ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا۔ نیچے ڈھلوان جا رہی تھی اور باقاعدہ کارپٹ سڑک بنی ہوئی تھی۔ ٹرک ایک بار پھر آگے بڑھا اور ڈھلوان میں اترنے لگا۔ جیسے ہی وہ ڈھلوان میں اترا تو زمین کا وہ ٹکڑا واپس اپنی جگہ پر آ گیا اور ڈھلوان میں گھپ اندھیرا پھیل گیا۔ مگر ٹرک کے ڈرائیور نے ٹرک کی ہیڈ لائٹس آن کر لی تھیں اور ٹرک آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ صفدر حیرت بھری نظروں سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ٹرک ایک بار پھر رک گیا اور صفدر کو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی گیٹ آٹومیٹک انداز میں کھل رہا تھا۔ چند لمحوں کے بعد گڑگڑاہٹ کی آواز بند ہو گئی تو ٹرک ایک بار پھر حرکت میں آیا اور آگے بڑھ گیا۔ اب ٹرک ایک سرنگ میں داخل ہو گیا تھا۔ جیسے ہی ٹرک سرنگ میں داخل ہوا تو گیٹ دوبارہ آٹومیٹک انداز میں بند ہوتا چلا گیا۔ اب وہاں گھپ اندھیرا پھیل گیا تھا۔ ٹرک تھوڑی دیر تک سرنگ میں دوڑتا رہا پھر اس کی رفتار کم ہوئی اور وہ دائیں طرف مڑ گیا۔ دائیں طرف راہداری بنی ہوئی تھی اور وہاں باقاعدہ روشنی کا انتظام تھا۔ صفدر نے پیٹی کا ڈھکن ہٹا کر دیکھا تو اسے راہداری میں آمنے سامنے بنے ہوئے متعدد کمرے دکھائی دیئے۔

چند لمحوں کے بعد ٹرک رک گیا اور اس کا دروازہ کھلنے، ڈرائیور کے نیچے اترنے اور پھر دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ پھر صفدر کو ڈرائیور کے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو صفدر سمجھ گیا کہ ڈرائیور کسی کمرے میں چلا گیا ہے۔ ڈرائیور کے جاتے ہی صفدر پیٹی سے باہر نکلنے کی کوشش کرنے لگا۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ وہ جس پیٹی میں چھپا ہوا تھا وہ پیٹی سب سے اوپر رکھی ہوئی تھی۔ اگر وہ پیٹی کسی دوسری پیٹی کے نیچے ہوتی تو پھر اس کا پیٹی سے باہر نکلنا بے حد مشکل ہو جاتا اور باوجود کوشش کے وہ اس پیٹی سے باہر نہ نکل سکتا تھا۔ صفدر نے سب سے پہلے اپنے ہاتھ اور پھر اپنا سر پیٹی سے باہر نکالا اور ٹرک کی گرل کو پکڑ کر زور لگا کر خود کو باہر نکالنے لگا۔ جلد ہی وہ خود کو پیٹی سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ پیٹی سے باہر نکلتے ہی صفدر ٹرک کی دوسری طرف چھلانگ مار کر نیچے اتر آیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اسی لمحے صفدر کو قدموں اور باتوں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑا اور پھر وہ تیزی سے کرالنگ کرتے ہوئے ٹرک کے نیچے چھپ گیا۔ اس نے دیکھا کہ آٹھ افراد باتیں کرتے ہوئے اسی طرف آ رہے تھے۔ جلد ہی وہ ٹرک کے قریب پہنچ گئے۔

''چلو۔ اب یہ ساری پیٹیاں اتار کر کمرے میں لے جاؤ''۔ صفدر کو ایک آواز سنائی دی۔ جو یقیناً اس ٹرک کے ڈرائیور کی تھی۔ اس کے بعد صفدر کو ٹرک پر سے پیٹیاں اتارنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ صفدر اسی طرح ٹرک کے نیچے پڑا رہا۔ آنے والے

ایک، ایک پیٹی اتار کر کسی کمرے میں لے جانے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ساری پیٹیاں اتار کر وہاں سے لے گئے۔ اب وہاں صرف ڈرائیور رہ گیا تھا۔ صفدر کرالنگ کرتے ہوئے ٹرک کی دائیں سائیڈ سے نکل کر ایک ستون کے پیچھے چھپ گیا اور تھوڑا سا سر نکال کر ڈرائیور کی طرف دیکھنے لگا۔ اسی لمحے ڈرائیور کی جیب سے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی تو ڈرائیور نے سیل فون نکال کر یس کا بٹن پریس کیا اور سیل فون کو کان سے لگا لیا۔

''یس سر۔ ماچوف بول رہا ہوں''...... صفدر کو ڈرائیور کی آواز سنائی دی۔ وہ چند لمحے کسی سے بات کرتا رہا پھر اس نے سیل فون آف کر کے جیب میں ڈال لیا۔ صفدر نے دیکھا کہ ڈرائیور ماچوف کے چہرے پر عجیب سے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ وہ چند لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر وہ ٹرک کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ اس نے ٹرک اسٹارٹ کیا اور اسے ریورس کرنے کے بعد واپس چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی صفدر سرنگ میں آگے بڑھنے لگا۔ وہ آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ادھر ادھر کمروں میں بھی جھانک رہا تھا۔ پھر اس نے ایک کمرے میں جیسے ہی جھانکا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کمرے میں بہت سی جدید ساخت کی مشینیں پڑی ہوئی تھیں اور ایک نوجوان کمپیوٹر کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے سامنے دیوار پر بہت سے مانیٹر لگے ہوئے تھے اور ان مانیٹروں کی سکرینیں آن تھیں اور ان میں لیبارٹری کے کمروں کے علاوہ ایک

مانیٹر کی سکرین پر لیبارٹری کا گیٹ دکھائی دے رہا تھا۔ اس نوجوان کے سامنے میز پر تین مختلف کلر کے ٹیلی فون سیٹ رکھے ہوئے تھے جبکہ وہ انٹرکام کا رسیور کان سے لگائے کسی سے بات کر رہا تھا۔

”پروفیسر صاحب۔ ابھی میجر الفانسو کا فون آیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ لیبارٹری میں آ رہے ہیں اس لئے لیبارٹری کا دروازہ کھول دیا جائے۔ یس سر۔ میں چیک کر لوں گا۔ اوکے سر“۔ اس نوجوان نے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر اس نے کی بورڈ پر ایک بٹن پریس کیا۔ جس مانیٹر پر گیٹ دکھائی دے رہا تھا اس کا منظر بدل گیا اور گیٹ کی دوسری طرف ایک جیپ دکھائی دی جس میں بیٹھے افراد صاف دکھائی دے رہے تھے۔ ڈرائیور کے ساتھ ایک گھٹے ہوئے جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا جبکہ جیپ کی پچھلی سیٹ پر تین کمانڈوز بیٹھے ہوئے تھے۔ نوجوان نے کی بورڈ کے چند اور بٹن پریس کئے تو مانیٹر پر اس مرتبہ جیپ میں بیٹھے ہوئے افراد کے چہرے واضح طور پر دکھائی دینے لگے۔ چند لمحوں کے بعد نوجوان نے کی بورڈ کا ایک اور بٹن پریس کیا تو مانیٹر سکرین سے جیپ میں بیٹھے افراد کے چہرے غائب ہو گئے اور پھر گیٹ دکھائی دینے لگا۔ پھر دوسرے ہی لمحے گیٹ آٹومیٹک انداز میں کھلنے لگا۔ صفدر کی نظریں کی بورڈ کے اس بٹن پر جمی ہوئی تھیں جس کے ذریعے نوجوان نے سرنگ کا گیٹ کھولا تھا۔ اس کے دماغ میں دھماکے ہونے لگے اور وہ سمجھ گیا کہ میجر الفانسو کو اس کی لیبارٹری

میں موجودگی کا علم ہو گیا ہے۔ صفدر نے دیکھا کہ گیٹ کے کھلتے ہی جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور لیبارٹری کی سرنگ میں داخل ہو گئی۔ صفدر چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر وہ تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا تو کمرے میں بیٹھا ہوا نوجوان یکلخت چونک کر مڑا تو اسی وقت صفدر نے مشین پسٹل کا دستہ اس نوجوان کے سر پر مار دیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نوجوان کے حلق سے چیخ نکل گئی اور وہ واپس کرسی پر گر کر بے ہوش ہو گیا۔ صفدر نے آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ بند کیا اور نوجوان کا لباس اتار کر اس نے اپنے لباس پر پہن لیا۔ پھر اس نے بے ہوش نوجوان کو اٹھایا اور کمرے کے کونے میں ایک بڑی مشین کے پیچھے ڈالنے کے بعد وہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا اور مانیٹر سکرین کی طرف دیکھنے لگا۔ جیپ ایک جھٹکے سے سرنگ میں آ کر رک گئی اور دوسرے ہی لمحے ایک گھٹے ہوئے جسم اور لمبے قد کا آدمی نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے کمانڈوز بھی نیچے اتر آئے۔ ان کمانڈوز کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ اسے دیکھ کر صفدر سمجھ گیا کہ یہی میجر الفانسو ہے۔ میجر الفانسو اور کمانڈوز آگے بڑھنے لگے۔ اسی لمحے ایک کمرے سے ایک ادھیڑ عمر اور ایک نوجوان آدمی نکل کر ان کی طرف بڑھے۔ صفدر نے اس ادھیڑ عمر شخص کو دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ یہی پروفیسر میکسم ہے جو پروفیسر احسان فارانی کے فارمولے کو ڈی کوڈ کر رہا ہے۔ صفدر نے ایک مانیٹر سکرین کے قریب پڑا ہوا

مائیک اٹھا کر اپنے کانوں پر چڑھایا اور کی بورڈ پر ایک بٹن پریس کر دیا تو اسے میجر الفانسو اور ادھیڑ عمر آدمی کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"کیا بات ہے میجر۔ آپ پریشان دکھائی دے رہے ہیں"۔ ادھیڑ عمر آدمی نے پوچھا۔

"پروفیسر میکسم۔ ہمیں شک ہے کہ لیبارٹری میں پاکیشیائی ایجنٹ آ گیا ہے"...... میجر الفانسو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو آنے والے ادھیڑ عمر جسے میجر الفانسو نے پروفیسر میکسم کے نام سے پکارا تھا کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی کے تاثرات بھی ابھر آئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ پاکیشیائی ایجنٹ لیبارٹری میں آ گیا ہے۔ اوہ۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کیا آپ نے اسے چیک نہیں کیا تھا"...... پروفیسر میکسم نے پریشانی سے اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پروفیسر صاحب۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ ابھی ہمارا شک ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ فوڈز والی کسی پیٹی میں چھپ کر لیبارٹری میں پہنچ گیا ہے۔ ہم چیک کریں گے کہ آیا واقعی پاکیشیائی ایجنٹ لیبارٹری میں آ گیا ہے یا نہیں۔ آیئے ہمارے ساتھ"...... میجر الفانسو نے پروفیسر میکسم کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ چلیئے"...... پروفیسر میکسم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ میجر الفانسو اور اس کے کمانڈوز کے ساتھ چلتا

ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں فوڈز کی پیٹیاں پڑی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں کے بعد وہ سب ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہو گئے۔ میجر الفانسو گہری نظروں سے پیٹیوں کا جائزہ لینے لگا۔ وہ ایک، ایک پیٹی کو غور سے دیکھ رہا تھا جبکہ اس کے کمانڈوز مشین گنیں سنبھالے الرٹ کھڑے تھے۔ تھوڑی دیر تک میجر الفانسو باری باری تمام پیٹیوں کو چیک کرتا رہا پھر وہ ایک پیٹی کے قریب جا کر رک گیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

"ارے یہ پیٹی تھوڑی سی کھلی ہوئی ہے"...... میجر الفانسو کی آواز سنائی دی تو صفدر بھی بے اختیار چونک پڑا۔ میجر الفانسو نے پیٹی کے ڈھکن کو ہلایا تو اس کا ڈھکن تھوڑا سا کھل گیا۔ میجر الفانسو نے پیٹی میں دیکھا تو اس میں فوڈز کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔ پروفیسر میکسم بھی میجر الفانسو کے قریب آ گیا اور وہ بھی کھلی ہوئی پیٹی کو دیکھنے لگا۔

"اس پیٹی کے ڈھکن کھلے ہونے کا یہی مطلب ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس پیٹی میں چھپ کر یہاں پہنچا ہے"...... میجر الفانسو نے پروفیسر میکسم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیکن پاکیشیائی ایجنٹ اس پیٹی میں کیسے چھپا ہو گا۔ کیونکہ پیٹی کا ڈھکن تو تھوڑا سا کھلا ہوا ہے۔ ویسے پوری لیبارٹری کی خفیہ کیمروں سے مانیٹرنگ ہو رہی ہے اور اگر پاکیشیائی ایجنٹ لیبارٹری میں آتا تو وہ کسی صورت خفیہ کیمروں سے نہ بچ سکتا تھا۔ میں ابھی

سٹراس سے معلوم کرتا ہوں''...... پروفیسر میکسم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پروفیسر صاحب۔ آپ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں نہیں جانتے۔ یہ لوگ کسی عفریت سے کم نہیں ہیں۔ یہ لوگ ایسے طریقوں سے کام کرتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ تم سب لیبارٹری میں پھیل جاؤ اور لیبارٹری کا ایک ایک کونہ چھان مارو۔ اگر پاکیشیائی ایجنٹ یہاں چھپا ہوا ہو تو اسے گولیوں سے بھون ڈالنا۔ ہری اپ''...... میجر الفانسو نے پہلے پروفیسر میکسم اور پھر اپنے کمانڈوز سے کہا تو وہ سب کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ صفدر کو مختلف سکرینوں پر تمام کمانڈوز ادھر ادھر جاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے جاتے ہی پروفیسر میکسم نے دیوار پر لگے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔ اسی لمحے صفدر کے قریب پڑے انٹرکام کی بیل بج اٹھی۔ صفدر نے مائیک اتار کر گردن میں لٹکایا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس سر''...... صفدر نے حتی الامکان مانیٹرنگ آپریٹر کے لب و لہجے میں بولنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''سٹراس۔ میجر الفانسو کا کہنا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ فوڈز والی پیٹی میں چھپ کر لیبارٹری میں آیا ہے۔ کیا تم نے کسی مشکوک نوجوان کو فوڈز والی پیٹی سے نکلتے دیکھا ہے''...... دوسری طرف سے پروفیسر میکسم کی آواز سنائی دی۔

''نو سر۔ میں مسلسل مانیٹرنگ کر رہا ہوں۔ مجھے تو کوئی پاکیشیائی ایجنٹ دکھائی نہیں دیا''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا کوئی فوڈز والے کمرے میں آیا تھا جس نے پیٹی کو کھولا ہو''...... پروفیسر میکسم نے پوچھا۔

''نو سر۔ کمرے میں تو کوئی نہیں آیا تھا البتہ میجر صاحب جس پیٹی کے ڈھکن کے کھلے ہونے کی نشاندہی کر رہے ہیں جب پیٹیاں اٹھا کر فوڈز والے کمرے میں لائی جا رہی تھیں تو مجھے ایک پیٹی کھلی ہوئی دکھائی دی تھیں جن پر لوہے کی پتریاں ٹوٹی ہوئی تھیں''...... صفدر نے جواب دیا۔

''اوکے''...... پروفیسر میکسم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور میجر الفانسو کے سامنے وہی باتیں دوہرا دیں جو اس کی صفدر سے ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد میجر الفانسو کے پانچوں کمانڈوز اسی کمرے میں پہنچ گئے۔

''سر۔ ہم نے ساری لیبارٹری چیک کر لی ہے۔ یہاں کوئی پاکیشیائی ایجنٹ نہیں ہے''...... ایک کمانڈو نے میجر الفانسو سے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لیکن اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات بدستور موجود تھے جیسے اسے یقین ہو کہ پاکیشیائی ایجنٹ لیبارٹری میں آیا ہے۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ''...... میجر الفانسو نے اپنے کمانڈوز سے کہا اور پھر وہ سب کمرے سے نکل کر اپنی جیپ کی طرف بڑھ گئے جبکہ

پروفیسر میکسم بھی اپنے مخصوص کمرے میں چلا گیا اور کرسی پر بیٹھ کر ایک فائل کھول کر پڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد میجر الفانسو کی جیپ لیبارٹری سے نکلتی چلی گئی۔ میجر الفانسو کے جاتے ہی صفدر نے طویل سانس لی۔ وہ دل ہی دل میں شکر ادا کر رہا تھا کہ میجر الفانسو کا دھیان مانیٹرنگ روم کی طرف نہیں گیا تھا ورنہ اس کے لئے مشکل ہو سکتی تھی۔

صفدر تھوڑی دیر مانیٹرنگ روم میں بیٹھا پروفیسر میکسم کی طرف کی نقل و حرکت دیکھتا رہا پھر وہ کمرے سے نکلا اور پروفیسر میکسم کے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ چونکہ صفدر مانیٹرنگ روم میں پروفیسر میکسم کا کمرہ دیکھ چکا تھا اس لئے اسے پروفیسر میکسم کے کمرے تک پہنچنے میں کسی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اس لئے صفدر تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔

یہ ایک وسیع و عریض اور خوبصورت کمرہ تھا جس میں مختلف الماریاں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک طرف بڑی اور چوڑی میز پڑی ہوئی تھی جس کے پیچھے پروفیسر میکسم کرسی پر بیٹھا فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ اس کے آگے میز پر ایک وائٹ پلاسٹک کور پڑا ہوا تھا۔ مگر آہٹ پر اس کی نظر جیسے ہی صفدر پر پڑی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا اور دوسرے ہی لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

''اوہ۔ تم کون ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ کہیں تم پاکیشیائی ایجنٹ تو نہیں

ہو''...... پروفیسر میکسم نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں وہی پاکیشیائی ایجنٹ ہوں جس کی تلاش میں تھوڑی دیر پہلے میجر الفانسو اپنے کمانڈوز کے ساتھ آیا تھا۔ وہ فارمولا مجھے دے دو جو پروفیسر احسان فارانی کی لیبارٹری سے اڑایا گیا ہے ورنہ میں تمہیں ہلاک کر دوں گا''...... صفدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے اپنی جیب سے مشین پسٹل نکال اس کی نال پروفیسر میکسم کی کنپٹی سے لگا دی۔ مشین پسٹل دیکھ کر پروفیسر میکسم کے چہرے پر خوف بھرے تاثرات ابھر آئے اور پیشانی پر پسینے کی بوندیں چمکنے لگیں۔

''اس۔ اس۔ اس فائل میں وہ فارمولا ہے''...... پروفیسر میکسم نے ہاتھ میں پکڑی فائل صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ صفدر نے دوسرے ہاتھ سے اس سے فائل لے لی۔

''تم اس طرف کھڑے ہو جاؤ۔ اگر تم نے کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو میرے پسٹل کی ساری گولیاں تمہارے سینے میں اتر جائیں گی''...... صفدر نے بدستور سرد لہجے میں دائیں طرف دیوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو پروفیسر میکسم دیوار کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ صفدر نے پروفیسر میکسم پر نظریں جمائے فائل کھولی اور اسے چیک کرنے لگا۔ فائل میں چند کاغذ تھے جن پر کوڈ ورڈز میں الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ چونکہ عمران نے صفدر کو فارمولے کے

متعلق مکمل طور پر بریف کیا تھا اور اسے بتایا تھا کہ فارمولا کن کوڈ ورڈز میں لکھا ہوا ہے اس لئے صفدر فائل میں موجود کاغذات چیک کرنے کے بعد مطمئن ہو گیا تھا کہ یہی پروفیسر احسان فارانی کی ایجاد کا فارمولا ہے۔ صفدر نے فائل موڑ کر تہہ کیا اور پھر اسے پلاسٹک کور میں ڈالنے کے بعد اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیا۔

''کیا تم نے فارمولا ڈی کوڈ کر لیا ہے''...... صفدر نے پروفیسر میکسم کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی میں فارمولے کو ڈی کوڈ نہیں کر سکا اس لئے میں نے دارالحکومت سے کوڈ ورڈز کو ڈی کوڈ کرنے والے ایکسپرٹ کو بلایا ہے جو آج شام تک پہنچ جائے گا''...... پروفیسر میکسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''فارمولا یہاں رہے گا تو وہ ڈی کوڈ کر سکے گا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن پروفیسر میکسم نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

''اس لیبارٹری میں تمہارے علاوہ اور کتنے سائنسدان کام کر رہے ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''میرے علاوہ تین اور سائنسدان کام کرتے ہیں لیکن دو سائنسدان چھٹیوں پر گئے ہوئے ہیں جبکہ ایک اپنے کمرے میں موجود ہے''...... پروفیسر میکسم نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دوسرے ہی لمحے اس نے پروفیسر میکسم کے قریب پہنچ کر مشین پسٹل کا دستہ پوری قوت سے پروفیسر میکسم کے سر پر مارا تو پروفیسر میکسم کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ لہرا کر زمین پر گرا اور بے ہوش ہوتا چلا گیا۔ اسے بے ہوش کرنے کے بعد صفدر نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ یکلخت وہ ٹھٹک کر رک گیا۔ دروازے کے قریب جیف مارشل ٹانگیں پھیلا کر اور ہاتھ باندھ کر کسی ماہر فائٹر کی طرح کھڑا تھا۔ اس کی نظریں صفدر پر جمی ہوئی تھیں۔

''تم۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئے ہو''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جس طرح تم یہاں پہنچے ہو''...... جیف مارشل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صفدر چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم بھی کسی پیٹی میں چھپے ہوئے تھے''۔ صفدر نے پوچھا۔

''ہاں''...... جیف مارشل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو صفدر نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''فائل میرے حوالے کر دو مسٹر''...... جیف مارشل نے صفدر سے کہا۔

''میں فائل ہرگز تمہیں نہیں دوں گا جیف مارشل۔ کیونکہ یہ فارمولا میرے ملک کے پروفیسر کی ایجاد اور امانت ہے جس پر تم

لوگوں کا کوئی حق نہیں ہے۔ میرے راستے سے ہٹ جاؤ ورنہ"۔ صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔

"فارمولا کس ملک کے سائنس دان کی ایجاد ہے مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ مجھے فارمولا چاہئے اور میں فارمولا ہر صورت میں تم سے حاصل کر کے جاؤں گا۔ میں تم سے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ فارمولا میرے حوالے کر دو ورنہ"...... جیف مارشل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور دوسرے ہی لمحے اس نے ہاتھ صفدر کی طرف کیا تو اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل دبا ہوا تھا۔

"تم کیا سمجھتے ہو کہ میں تمہاری دھمکی سے ڈر جاؤں گا۔ تم اگر مجھ سے فارمولا حاصل کر سکتے ہو تو اپنا یہ شوق پورا کر لو"...... صفدر نے لاپرواہی سے کہا۔

"میں تین تک گنوں گا۔ اگر تم نے تین گننے سے پہلے فارمولا میرے حوالے نہ کیا تو میں تمہیں شوٹ کر دوں گا"...... جیف مارشل نے کہا اور پھر اس نے گنتی گننا شروع کر دی۔ تین تک پہنچنے کے بعد جیف مارشل نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبانا چاہا مگر صفدر نے یکلخت چھلانگ لگائی اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے کسی اڑتے ہوئے پرندے کی طرح جیف مارشل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسی وقت جیف مارشل نے بھی گولی چلا دی جو صفدر کی بجائے دیوار میں جا لگی۔ صفدر اس کے پہلو میں جا کھڑا ہوا۔ جیف مارشل تیزی سے اس کی طرف مڑا تو اسی لمحے صفدر ایک بار پھر کسی پرندے کی

طرح فضا میں اچھلا اور دوسرے لمحے اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے جیف مارشل کے سینے پر پڑیں اور وہ چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل زمین پر جا گرا۔ وہ جیسے ہی زمین پر گرا تو مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ زمین پر گرتے ہی جیف مارشل بجلی کی سی تیزی سے کھڑا ہو گیا۔ اچانک جیف مارشل نے قلابازی کھائی اور اس کے دونوں پاؤں دیوار پر پڑے اور دوسرے ہی لمحے اس نے گھومتے ہوئے صفدر کے سینے پر لات مار دی تو صفدر بھی اچھل کر پشت کے بل ایک میز پر جا گرا۔ میز پر گرتے ہی صفدر زمین پر جا گرا مگر وہ بھی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے ہی وہ کھڑا ہوا تو اسی وقت جیف مارشل نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ اس نے ایک بار پھر صفدر کے سینے پر پاؤں مارنے کی کوشش کی تھی لیکن صفدر یکلخت جھکائی دے کر سائیڈ پر ہو گیا اور جیف مارشل اپنے ہی زور پر ایک دھماکے سے میز پر گرا۔ وہ لڑھکتا ہوا زمین پر گرا اور اس کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ اس کے باوجود نیچے گرتے ہی جیف مارشل اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ جیسے ہی کھڑا ہوا تو صفدر نے اسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے ہوا میں اچھال دیا۔ وہ ہوا میں قلابازی کھا کر پشت کے بل زمین پر دھماکے سے جا گرا۔ لیکن صفدر ابھی پوری طرح سنبھلا بھی نہ تھا کہ جیف مارشل اچھل کر کھڑا ہو گیا اور اس نے پوری قوت سے اچھل کر صفدر کی ٹانگوں پر ہاتھ سے ضرب لگائی تو صفدر

ٹانگ پر ضرب کھا کر منہ کے بل نیچے گرا لیکن اس نے فوراً ہی دونوں ہاتھ آگے کر دیئے تھے ورنہ اس کے چہرے کا بھرتہ بن جاتا اس کے نیچے گرتے ہی جیف مارشل نے اس کی گردن پر کھڑی ہتھیلی کی ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن صفدر نیچے گرتے ہی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اچھلا اور جیف مارشل سینے پر مخصوص انداز کی ضرب کھا کر چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل زمین پر جا گرا۔ نیچے گرتے ہی جیف مارشل نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ایک خنجر نکال لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ خنجر صفدر کی طرف پوری قوت سے پھینکتا، صفدر کی لات تیزی سے گھومی اور خنجر جیف مارشل کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا اور جیف مارشل ہاتھ پر ضرب کھا کر گھوما ہی تھا کہ صفدر نے اچھل کر ٹانگ کی دوسری ضرب اس کی پسلیوں پر لگائی اور اس بار جیف مارشل ڈکراتا ہوا پہلو کے بل نیچے گرا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون فوارے کی طرح ابلنے لگا۔ وہ پھر پلٹ کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ صفدر نے اچھل کر دونوں پیر اکٹھے کرکے اس کے سینے پر مارے اور ساتھ ہی اچھل کر ایک طرف گرا ہوا جیف مارشل کا مشین پسٹل اٹھا لیا لیکن اس سے پہلے کہ صفدر اس پر گولی چلاتا جیف مارشل کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اچھلا اور سیدھے کھڑے ہوتے ہوئے اس نے یکلخت گھوم کر لات صفدر کے مشین پسٹل والے ہاتھ پر ماری تو اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر میز کے پاس جا گرا۔ صفدر مشین پسٹل کی طرف دیکھنے

لگا اور صفدر کو مشین پسٹل کی طرف متوجہ پا کر جیف مارشل نے گھومتے ہوئے لات صفدر کو ماری لیکن وہ تیزی سے نیچے ہو گیا اور جیف مارشل کی لات فضا میں خالی گھوم گئی۔ اسی وقت صفدر نے جیف مارشل کی ران پر ٹھوکر ماری تو جیف مارشل کے حلق سے چیخ نکل گئی اور وہ اچھل کر ایک الماری کے قریب جا گرا۔ اچانک اس کی نظر الماری کے قریب پڑے ہوئے لوہے کے راڈ پر پڑی تو اس نے وہ راڈ اٹھایا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے لوہے کے راڈ سے صفدر پر حملہ کر دیا۔ لوہے کا راڈ صفدر کی کمر پر پڑا اور صفدر اچھل کر منہ کے بل زمین پر جا گرا۔ زمین پر گرتے ہی وہ یکلخت کروٹ بدل گیا اور جیف مارشل، جس نے ایک مرتبہ پھر صفدر کو راڈ مارا تھا صفدر کے کروٹ بدلتے ہی راڈ زمین پر پڑا۔ اپنا وار ناکام ہوتے دیکھ کر جیف مارشل پر جنون طاری ہو گیا اور وہ راڈ سے صفدر پر مسلسل وار کرنے لگا لیکن صفدر بجلی کی سی تیزی سے رول ہوتا ہوا خود کو اس کے واروں سے بچا رہا تھا۔ پھر رول ہوتے ہوئے وہ میز کے قریب پہنچ گیا جہاں مشین پسٹل پڑا ہوا تھا۔ صفدر نے ہاتھ بڑھا کر مشین پسٹل اٹھا لیا اور دوسرے ہی لمحے اس نے اس کا رخ جیف مارشل کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا تو گولی جیف مارشل کے سینے میں عین دل میں لگی اور وہ چیخ مار کر یکدم رک گیا۔ اس نے راڈ زمین پر پھینک کر اپنا ہاتھ سینے پر رکھ لیا جہاں سے خون فوارے کی صورت میں نکل رہا تھا اور خون سے اس کا ہاتھ تر

ہو گیا تھا۔ صفدر نے ایک مرتبہ پھر مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا تو اس مرتبہ گولی جیف مارشل کی پیشانی میں لگی اور وہ کوئی آواز نکالے بغیر پشت کے بل زمین پر گرا اور ساکت ہوتا چلا گیا۔

صفدر اچھل کر کھڑا ہوا اور اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں موجود فائل چیک کی پھر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے سے باہر نکل کر اس نے اردگرد کا اچھی طرح جائزہ لیا پھر وہ مانیٹرنگ روم میں آ گیا۔ صفدر اب سرنگ کا گیٹ کھولنا چاہتا تھا تاکہ وہ سرنگ سے باہر نکل سکے۔ ایک مانیٹر سکرین پر سرنگ کا گیٹ دکھائی دے رہا تھا۔ صفدر کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ گیا اور کی بورڈ کو غور سے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے ایک بٹن پریس کر دیا اور مانیٹر سکرین کی طرف دیکھنے لگا۔ مانیٹر سکرین پر اسے سرنگ کا گیٹ آٹومیٹک انداز میں کھلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ صفدر تیزی سے کھڑا ہوا اور مانیٹرنگ روم سے نکل کر وہ تیز تیز قدموں سے راہداری میں چلتا ہوا سرنگ میں داخل ہو گیا۔ اسے دور سے ہی سرنگ کا گیٹ کھلا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ سرنگ سے باہر نکلتا چلا گیا۔

میجر الفانسو جنرل لیبارٹری میں فوڈز والی پیٹیاں چیک کرنے کے بعد ساحل پر پہنچا تو اس کے کمانڈوز ساحل پر موجود تھے۔ میجر الفانسو جیسے ہی جیپ سے نیچے اترا تو تمام کمانڈوز نے ایڑیاں بجا کر اسے سیلوٹ کیا۔ زوجوف بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں موجود تھا۔

”کیا پاکیشیائی ایجنٹ ٹریس ہوا ہے“...... میجر الفانسو نے موگن سے پوچھا۔

”نو سر۔ ہم نے سمندر میں ایک کلو میٹر کے فاصلے تک پاکیشیائی ایجنٹ کو تلاش کیا ہے۔ یہاں تک کہ ہم سمندر کی گہرائی میں بھی چیک کر آئے ہیں لیکن ہمیں پاکیشیائی ایجنٹ کہیں بھی نظر نہیں آیا“۔ موگن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو میجر الفانسو کے چہرے پر الجھن کے تاثرات پھیل گئے۔

”میں نے بھی تمام فوڈز والی پیٹیاں چیک کی ہیں لیکن پاکیشیائی

ایجنٹ ان پیٹیوں میں نہیں تھا۔ میرا خیال ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ ابھی تک جزیرے کی طرف نہیں آیا۔ وہ ہمیں الجھا رہا ہے تاکہ ہم اسے ادھر ادھر تلاش کرتے رہیں اور وہ لیبارٹری میں چلا جائے''...... میجر الفانسو نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔

''یس سر۔ ایسا ہی ہوگا''...... موگن نے جواب دیا۔

''مسٹر زوجوف۔ اب تمہارا کیا ارادہ ہے''...... میجر الفانسو نے زوجوف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں کرنل پاول کو فون کر کے ان سے ہدایات لیتا ہوں۔ وہ جیسا کہیں گے میں ویسا ہی کروں گا''...... زوجوف نے جواب دیتے ہوئے کہا تو میجر الفانسو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اوکے۔ تم لوگ جزیرے پر پھیل جاؤ اور ساحل پر نظر رکھو۔ میں اپنے آفس جا رہا ہوں۔ تم مجھے پل پل کی خبر دیتے رہنا''۔ میجر الفانسو نے موگن کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''رائٹ سر''...... موگن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا، تو میجر الفانسو جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

''آفس چلو''...... میجر الفانسو نے جیپ کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا تو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے کمانڈو نے جیپ آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنے آفس پہنچ گیا۔ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''چائے بھجوا دو''...... میجر الفانسو نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد چائے آ گئی اور وہ چائے سپ کرنے لگا۔ اسی لمحے اس کے سیٹلائٹ سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو میجر الفانسو بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے کپ میز پر رکھا اور جیب سے سیل فون نکال کر اس کی سکرین پر دیکھنے لگا۔ سکرین پر کرنل پاول کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ میجر الفانسو نے یس کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس سر۔ میجر الفانسو بول رہا ہوں''...... میجر الفانسو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میجر الفانسو۔ کیا تم نے پاکیشیائی ایجنٹ کو ہلاک کر دیا ہے''۔ دوسری طرف سے کرنل پاول کی سرد آواز سنائی دی۔

''سر۔ پاکیشیائی ایجنٹ جزیرے پر نہیں آیا۔ میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق جنرل لیبارٹری میں جا کر فوڈ والی تمام پیٹیاں چیک کی ہیں لیکن پاکیشیائی ایجنٹ کسی پیٹی میں نہیں تھا۔ اس کے علاوہ میں نے پوری لیبارٹری کی بھی چیکنگ کی ہے''...... میجر الفانسو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میجر الفانسو۔ میں نے تم جیسا بے وقوف انسان زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی کہ میں نے تمہیں متاگن آئی لینڈ پر تعینات کیا تھا۔ نانسنس۔ پاکیشیائی ایجنٹ نہ صرف

لیبارٹری میں پہنچا ہے بلکہ وہ پروفیسر میکسم سے فارمولا بھی لے کر لیبارٹری سے نکل گیا ہے اور تم کہہ رہے ہو تم لیبارٹری میں چیکنگ کر آئے ہو۔ کیا خاک چیکنگ کر آئے ہو۔ پاکیشیائی ایجنٹ کے ساتھ ساتھ ایکریمی ایجنٹ بھی وہاں پہنچ گیا تھا“...... دوسری طرف سے کرنل پاول کی غصیلی آواز سنائی دی تو میجر الفانسو شدید حیرت سے اچھل پڑا اور اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

”کک۔ کک۔ کیا مطلب چیف۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے چیف۔ میں خود جنرل لیبارٹری کی چیکنگ کر کے آیا تھا اور پاکیشیائی اور ایکریمی ایجنٹوں کو ٹریس کرنے کے لئے پورے جزیرے پر میرے کمانڈوز تعینات ہیں“...... میجر الفانسو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”دراصل وہ بھوت بن کر لیبارٹری میں پہنچ گئے تھے اس لئے تمہیں نظر نہیں آ سکے۔ میں نے تم سے کہا تھا نا کہ پاکیشیائی ایجنٹ فوڈز والی کسی پیٹی میں ہو گا تو ایسا ہی ہوا ہے۔ نہ صرف پاکیشیائی ایجنٹ بلکہ ایکریمی ایجنٹ بھی فوڈز والی پیٹیوں میں چھپ کر وہاں پہنچ گئے اور ایکریمی ایجنٹ پاکیشیائی ایجنٹ کے ہاتھوں مارا گیا ہے جبکہ پاکیشیائی ایجنٹ فارمولا لے کر وہاں سے فرار ہو گیا ہے۔ میجر الفانسو۔ تمہاری کارکردگی زیرو ہے۔ بالکل زیرو“...... دوسری طرف سے کرنل پاول کی قدرے غصیلی اور طنزیہ آواز سنائی دی تو میجر الفانسو کے چہرے پر شرمندگی بھرے تاثرات ابھر آئے۔

”سس۔ سس۔ سوری چیف۔ میں ابھی پاکیشیائی ایجنٹ کو گرفتار کرتا ہوں“...... میجر الفانسو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسے کسی صورت جزیرے سے نہیں نکلنا چاہئے۔ فارمولا اس کے پاس ہے۔ اگر وہ مٹاگن آئی لینڈ سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا تو اپنی موت کے تم خود ذمہ دار ہو گے۔ نانسنس“...... دوسری طرف سے کرنل پاول نے غصے سے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ میجر الفانسو نے سیل فون جیب میں رکھا اور کرسی سے اٹھ کر تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا کنٹرول روم میں پہنچ گیا۔ جہاں جدید ترین مشینیں اور چار کمپیوٹر پڑے ہوئے تھے اور ان چاروں کمپیوٹروں کے سامنے ایک، ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے دیوار پر متعدد سکرینیں نصب تھیں اور ان سکرینوں میں مٹاگن آئی لینڈ کے مختلف حصوں کے مناظر دکھائی دے رہے تھے۔ ان چاروں نے میجر الفانسو کو دیکھا تو وہ کھڑے ہو گئے۔ میجر الفانسو نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور سکرینوں پر نظریں دوڑانے لگا۔

”کیا تم سب اندھے ہو چکے ہو۔ کیا تمہیں پاکیشیائی ایجنٹ جنرل لیبارٹری سے فرار ہوتا دکھائی نہیں دیا تھا“...... میجر الفانسو نے چیختے ہوئے ان چاروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سس۔ سوری سر۔ دراصل چیکنگ مشین میں خرابی پیدا ہو گئی تھی اور ہمیں وہ خرابی دور کرتے ہوئے ایک گھنٹہ لگ گیا ہے جس

کی وجہ سے تمام کیمرے آف ہو گئے تھے۔ ابھی چند منٹ پہلے ہی سسٹم ٹھیک ہوا ہے''...... ایک نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو میجر الفانسو کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔

''اوہ۔ چیکنگ مشین کو بھی آج ہی خراب ہونا تھا۔ بہرحال تم چیک کرو۔ پاکیشیائی ایجنٹ ابھی جزیرے پر ہی موجود ہے۔ اگر وہ جزیرے سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا تو کرنل پاول ہم سب کی کھالیں کھینچ لے گا''...... میجر الفانسو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں چیک کر رہا ہوں''...... اسی نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ گیا اور اس کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے۔ جیسے جیسے وہ کمپیوٹر کو آپریٹ کرتا جا رہا تھا ویسے ہی ایک سکرین پر مناظر تبدیل ہوتے جا رہے تھے۔ وہ مناظر جزیرے کے مختلف حصوں کے تھے اور ان میں میجر الفانسو کے کمانڈوز بھی دکھائی دیتے تھے۔ اچانک میجر الفانسو کو سکرین پر ایک نوجوان دکھائی دیا جو جھاڑیوں میں چھپتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

''یہیں رکو''...... میجر الفانسو نے کمپیوٹر آپریٹ کرنے والے نوجوان سے کہا تو اس نے کیمرہ اس منظر پر روک دیا۔

''اوہ۔ یہی نوجوان پاکیشیائی ایجنٹ ہے۔ بالکل یہی ہے۔ یہ جزیرے کے کس حصے کی طرف موجود ہے''...... میجر الفانسو نے

سرسراتی ہوئی آواز میں کہا۔

''سر۔ یہ جزیرے کے مشرقی حصے پر موجود ہے اور یہ ساحل کی طرف بڑھ رہا ہے''...... کمپیوٹر آپریٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو میجر الفانسو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اس پر مسلسل نظر رکھو۔ اگر یہ کسی اور طرف جانے کی کوشش کرے تو مجھے فون کر کے بتا دینا۔ میں وہاں جا رہا ہوں''...... میجر الفانسو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ کنٹرول روم سے نکل کر اپنے آفس میں آ گیا۔ آفس میں آتے ہی اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبرز پریس کرنے لگا۔

''ہیلو''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے موگن کی آواز سنائی دی۔

''موگن۔ پاکیشیائی ایجنٹ مٹاگن آئی لینڈ کی مشرقی سمت میں موجود ہے اور ساحل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ فوراً وہاں پہنچو اور اسے گولیوں سے بھون ڈالو۔ میں خود بھی وہاں آ رہا ہوں''...... میجر الفانسو نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سنے بغیر ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''ہیلو''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''میجر الفانسو بول رہا ہوں۔ فوراً ہیلی کاپٹر تیار کرو۔ میں آ رہا ہوں''...... میجر الفانسو نے کرخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے

رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر وہ تقریباً دوڑتا ہوا آفس سے نکل کر میدان میں آ گیا جہاں ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا اور اس کے پر گردش کر رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر میں پائلٹ بیٹھا ہوا تھا۔

''مشرقی سمت چلو''...... میجر الفانسو نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا تو پائلٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے ہیلی کاپٹر اوپر اٹھایا اور جزیرے کی مشرقی سمت لے جانے لگا۔

جنرل لیبارٹری سے نکلنے کے بعد صفدر تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ وہ لیبارٹری میں پروفیسر میکسم سے تو فارمولا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا مگر اب مسئلہ مٹاگن آئی لینڈ سے نکلنے کا تھا کیونکہ جیسے ہی کرنل پاول یا میجر الفانسو کو اس کے بارے میں پتہ چلے گا تو وہ بھوکے کتوں کی طرح اس کے پیچھے پڑ جائیں گے۔ صفدر نے مشین پسٹل اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لیا تھا تاکہ کسی ناگہانی صورت حال میں وہ اپنا دفاع کر سکے۔ مٹاگن آئی لینڈ پر دور دور تک ویرانی اور سنسانی چھائی ہوئی تھی۔ صفدر ابھی تھوڑی ہی دور پہنچا تھا کہ اچانک اسے ایک جیپ کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک کر رک گیا اور اندازہ لگانے لگا کہ جیپ کس طرف سے آ رہی ہے۔ صفدر کے دماغ میں فوراً یہ خیال آیا کہ شاید میجر الفانسو کو جنرل لیبارٹری میں ہونے والی واردات کا علم ہو گیا ہو گا اس لئے وہ اسے ہلاک کرنے یا گرفتار کرنے کے لئے

اپنے کمانڈوز کے ساتھ وہاں آ رہا ہے۔ یہ خیال ذہن میں آتے ہی صفدر کے قدموں میں تیزی آ گئی۔ اسی لمحے صفدر کو دائیں طرف دور سے ایک جیپ اس طرف آتی ہوئی دکھائی دی تو وہ بجلی کی سی تیزی سے جھاڑیوں کی آڑ میں ہو گیا اور جھکے جھکے انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ اس نے اپنی جیب سے مشین پسٹل بھی نکال لیا تھا۔ اسی لمحے صفدر ایک مرتبہ پھر چونک پڑا۔ اس کے چونکنے کی وجہ وہ ہیلی کاپٹر تھا جو پہاڑوں کے پیچھے سے برآمد ہوا تھا اور اسی طرف آ رہا تھا۔ صفدر ہیلی کاپٹر اور جیپ کو دیکھ کر نہ رکا بلکہ وہ آگے بڑھتا رہا۔ تھوڑی دور جانے کے بعد وہ رکا اور اس نے مڑ کر دیکھا تو جیپ اس سے کچھ فاصلے پر رک چکی تھی اور اسی لمحے چھ کمانڈوز چھلانگیں مار کر جیپ سے نیچے اتر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ چونکہ صفدر گھنی جھاڑیوں کے پیچھے موجود تھا اس لئے وہ انہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر بھی جیپ کے قریب پہنچ کر فضا میں معلق ہو گیا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے پروں کے پریشر سے جھاڑیاں یوں ادھر ادھر ہو رہی تھیں جیسے آندھی چل رہی ہو۔

”موگن۔ پاکیشیائی ایجنٹ اسی طرف جھاڑیوں میں چھپا ہوا ہے۔ اسے چاروں طرف سے گھیر لو۔ اسے زندہ نہیں بچنا چاہئے“...... میجر الفانسو نے چیخ کر ان کمانڈوز سے کہا تو تمام کمانڈوز دوڑتے ہوئے ادھر ادھر پھیلنے لگے۔ صفدر کے دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ وہ کمانڈوز کے گھیرے میں آ رہا تھا۔

صفدر جھاڑیوں میں مزید دبک کر بیٹھ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اسے جدید ترین مشینری سے چیک کیا جا رہا تھا۔ کمانڈوز اس کے چاروں طرف پھیل گئے تھے اور وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے۔ صفدر نے تھوڑی سی جھاڑی کو ہٹا کر دیکھا تو دو کمانڈوز چوکنے انداز میں چلتے ہوئے اس کے قریب پہنچنے والے تھے۔ صفدر نے مشین پسٹل کا رخ ان دونوں کمانڈوز کی طرف کیا اور پھر اس نے ان پر فائرنگ کر دی۔ دوسرے ہی لمحے دونوں کمانڈوز چیختے ہوئے زمین پر گرے اور تڑپنے لگے۔ اسی لمحے صفدر نے بھی بجلی کی سی تیزی سے دائیں طرف چھلانگ لگا دی اور زمین پر گرتے ہی رولنگ کرتے ہوئے ایک درخت کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے رک کر لیٹے لیٹے ہی مشین پسٹل سے اس طرف فائرنگ کر دی جس طرف باقی کمانڈوز موجود تھے۔ دوسرے ہی لمحے ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ ہی دو اور کمانڈوز کی کربناک چیخیں سنائی دیں۔ اسی لمحے ایک بار پھر صفدر پر گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی مگر صفدر اٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا ایک درخت کے پیچھے پہنچ گیا۔ گولیوں کی آوازوں سے جزیرے کی فضا گونج اٹھی تھی۔ اسی لمحے صفدر کو ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا ہوا دکھائی دیا۔ ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتے ہی صفدر کی طرف آنے لگا تو صفدر درخت کے پیچھے سے نکلا اور اس نے پوری قوت سے چٹانوں کی طرف دوڑ لگا دی۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر میں موجود میجر الفانسو مشین گن سے صفدر پر فائرنگ

کرنے لگا لیکن چونکہ صفدر زگ زیگ کے انداز میں دوڑ رہا تھا اس لئے گولیاں اس کے اردگرد زمین پر پڑ رہی تھیں۔ چٹانوں کے قریب پہنچتے ہی صفدر نے دوڑتے دوڑتے فضا میں چھلانگ لگائی اور وہ اڑتا ہوا ایک چٹان کے قریب جا گرا۔ جیسے ہی صفدر چٹان کے قریب گرا تو اسی لمحے ہیلی کاپٹر اس کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ تھوڑی دور جاتے ہی ہیلی کاپٹر واپس مڑا اور واپس اسی طرف آنے لگا۔ صفدر اٹھا اور جھکے جھکے انداز میں چٹان کے پیچھے دبک گیا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر اس چٹان کے اوپر سے گزرنے لگا تو صفدر نے مشین پسٹل سے ہیلی کاپٹر پر فائرنگ کر دی لیکن کسی بھی گولی نے ہیلی کاپٹر کو کوئی نقصان نہ پہنچایا اور وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔

اسی لمحے صفدر کو ایک کمانڈو مشین گن اٹھائے انتہائی چوکنے انداز میں بائیں طرف سے آگے دکھائی دیا۔ وہ جیسے ہی صفدر کے قریب سے گزرنے لگا تو صفدر عقاب کی مانند اس پر جھپٹا پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا صفدر نے اس کی گردن کے گرد اپنا بازو حائل کر کے ایک زور دار جھٹکا دیا ہلکی سی کڑاکے کی آواز کے ساتھ ہی اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ بے جان ہو کر اس کے بازوؤں میں جھول گیا۔ صفدر نے اسے گھسیٹ کر کھائی میں پھینک دیا پھر وہ اس سمت دیکھنے لگا جس طرف ہیلی کاپٹر گیا تھا۔ اس بار ہیلی کاپٹر دوبارہ وہاں آنے کی بجائے زمین پر اتر گیا تھا اور میجر الفانسو مشین گن

پکڑے چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا اسی طرف آ رہا تھا۔ صفدر نے اسے جب اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے مشین پسٹل سے اس پر فائر جھونک دیا۔ گولی اسے لگنے کی بجائے ایک چٹان کو لگی جس کے ٹکڑے اڑ گئے اور میجر الفانسو چٹان کے پیچھے دبک گیا۔ صفدر نے سامنے کی طرف دیکھا تو اسے ایک اور چوڑی چٹان دکھائی دی تو دوسرے ہی لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اس چٹان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ چٹان کے قریب پہنچا تو اسی لمحے میجر الفانسو نے اس پر گولیاں برسا دیں اور ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ ہی چٹان کے ٹکڑے اڑ اڑ کر ادھر ادھر بکھر گئے۔ صفدر اب ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں اچانک ہی ہیلی کاپٹر کا خیال آ گیا تھا کہ وہ ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر کے وہاں سے باآسانی نکل سکتا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے پروں کے چلنے کی آوازیں بدستور آ رہی تھیں۔ صفدر نے چٹان کے پیچھے پہنچ کر میجر الفانسو کی طرف دیکھا تو وہ ایک چٹان کے پیچھے دبکا ہوا تھا اور اس کا بازو صاف دکھائی دے رہا تھا۔ صفدر نے اس پر گولی چلا دی۔ گولی میجر الفانسو کے بازو پر لگی اور اس کے حلق سے کربناک چیخ نکل گئی۔ میجر الفانسو اس مرتبہ چٹان کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ صفدر نے دو تین بار پھر اس پر گولیاں چلائیں لیکن میجر الفانسو چٹان کے پیچھے چھپا ہوا تھا اس لئے اسے کوئی بھی گولی نہیں لگی پھر صفدر چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ چٹان کی

اوٹ سے نکلا تو اسے قریب ہی ہیلی کاپٹر دکھائی دیا۔ ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ دوسرے ہی لمحے صفدر بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کے قریب آیا اور اس تیزی سے ہیلی کاپٹر پر چڑھ کر اس کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ پائلٹ کی توجہ چونکہ دوسری طرف تھی اس لئے وہ صفدر کو دیکھ نہ سکا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ پائلٹ کچھ سمجھتا صفدر نے مشین پسٹل کی نال اس کی گردن سے لگا دی تو پائلٹ یکلخت چونک پڑا لیکن اسی لمحے صفدر نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ گولی پائلٹ کی گردن میں لگی اور وہ کوئی آواز نکالے بغیر ہی سائیڈ پر ڈھلک گیا۔ صفدر نے اسے گھسیٹ کر نیچے زمین پر گرایا اور خود پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے صفدر کو میجر الفانسو اور اس کے کمانڈوز ہیلی کاپٹر کی طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ لیکن اسی لمحے صفدر نے ہیلی کاپٹر کا لیور اوپر کیا تو دوسرے ہی لمحے ہیلی کاپٹر اوپر اٹھتا چلا گیا۔ میجر الفانسو اور اس کے کمانڈوز رک کر اس پر گولیاں برسانے لگے لیکن اس دوران صفدر ہیلی کاپٹر کو کافی بلندی پر لے آیا تھا اس لئے کوئی بھی گولی ہیلی کاپٹر کو نہ لگ رہی تھی۔ بلندی پر پہنچتے ہی صفدر نے ہیلی کاپٹر کا رخ ساحل کی طرف کر دیا اور ہیلی کاپٹر تیز رفتاری سے ساحل کی طرف بڑھنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد ہیلی کاپٹر مٹاگن آئی لینڈ کی حدود سے نکل کر سمندری حدود میں داخل ہو گیا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اچانک صفدر بے اختیار چونک پڑا۔ اس

نے مٹاگن آئی لینڈ سے ایک ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتے دیکھ لیا تھا جو بلند ہونے کے بعد اس کے پیچھے آنے لگا۔ صفدر سمجھ گیا کہ میجر الفانسو اس کے پیچھے آ رہا تھا۔ صفدر نے ہیلی کاپٹر کی رفتار تیز کر دی۔ جس رفتار سے ہیلی کاپٹر آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اس طرح وہ آدھے گھنٹے میں ہی گھاٹ پر پہنچ سکتا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک دونوں ہیلی کاپٹر سمندر کے اوپر پرواز کرتے رہے پھر صفدر کو دور سے گھاٹ دکھائی دینے لگا تو اس کے چہرے پر اطمینان بھرے تاثرات چھا گئے۔ متعاقب ہیلی کاپٹر بھی اس سے کچھ فاصلے پر پرواز کر رہا تھا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کے ڈیش بورڈ پر لگے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز آنے لگی۔ پھر دوسرے ہی لمحے ٹوں ٹوں کی آواز آنا بند ہو گئی۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ہیلی کاپٹر گھاٹ پر اتار کر خود کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ تمہیں ہیلی کاپٹر سمیت تباہ کر دیا جائے گا۔ اوور“...... اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے میجر الفانسو کی آواز سنائی دی لیکن صفدر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ گھاٹ کی بجائے دائیں طرف کر دیا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ گھاٹ پر ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹ موجود ہیں جنہوں نے اسے دیکھتے ہی گولی ار دینی ہے۔ صفدر نے جیسے ہی ہیلی کاپٹر کا رخ دائیں طرف کیا تو متعاقب ہیلی کاپٹر بھی اسی طرف مڑ آیا تھا۔ ہیلی کاپٹر جس سمت جا ہا تھا اس طرف بلند و بالا پہاڑوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا اور ان

پہاڑوں کے پیچھے گھنا جنگل تھا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ یہ تم کس طرف جا رہے ہو مسٹر پاکیشیائی ایجنٹ۔ ہیلی کاپٹر واپس گھاٹ کی طرف موڑو اور اسے لینڈ کر کے خود کو ہمارے حوالے کر دو۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ جواب دو۔ اگر تم نے جواب نہ دیا اور ہیلی کاپٹر کاپٹر گھاٹ کی طرف نہ موڑا تو اس بار ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا جائے گا۔ اٹ از مائی لاسٹ وارننگ۔ اوور''...... میجر الفانسو کی دوبارہ چیختی ہوئی آواز سنائی دی لیکن اس بار بھی صفدر نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ ہیلی کاپٹر اب پہاڑوں کے قریب پہنچ چکا تھا۔ صفدر چاہتا تھا کہ ہیلی کاپٹر جلد از جلد پہاڑی علاقے میں پہنچ جائے۔ اس نے ہیلی کاپٹر میں نظریں دوڑائیں تو اسے سائیڈ کرسی کے نیچے سے پیراشوٹ مل گیا۔ صفدر نے تیزی سے پیراشوٹ پہن لیا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کا کاک پٹ کھولا تو ہوا کے تند و تیز جھونکے اس سے ٹکرانے لگے۔ صفدر نے متعاقب ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھا۔ اگلے ہی لمحے صفدر نے ہیلی کاپٹر سے چھلانگ لگا دی اور کسی توپ سے نکلے ہوئے گولے کی مانند زمین کی طرف گرنے لگا۔ ہیلی کاپٹر کا توازن بگڑ گیا اور وہ ایک پہاڑ سے زور دار دھماکے سے ٹکرا گیا اور اس میں آگ بھڑک اٹھی۔

صفدر نے نہایت تیز رفتاری سے زمین کی طرف جاتے ہوئے پیراشوٹ کو مخصوص انداز میں کھول لیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کے جسم کو ایک جھٹکا لگا اور اس کی زمین کی طرف گرنے کی رفتار کم ہو

گئی۔ صفدر نے سر اٹھا کر متعاقب ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھا تو وہ کافی دور نکل گیا تھا۔ جلد ہی زمین قریب آ گئی اور صفدر زمین پر اتر گیا۔ زمین پر اترتے ہی اس نے متعاقب ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھا تو وہ تھوڑی ددر جانے کے بعد چکر کاٹ کر واپس آ رہا تھا۔ صفدر نے تیزی سے پیراشوٹ اتار کر ایک چٹان کے پیچھے پھینکا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ تا حد نگاہ پہاڑیاں اور گہری کھائیاں تھیں۔ تباہ ہونے والے ہیلی کاپٹر کا ملبہ بھی زمین پر آ گرا تھا اور اس میں آگ لگی ہوئی تھی۔ اسی لمحے دوسرا ہیلی کاپٹر قریب آنے لگا تو صفدر بجلی کی سی تیزی سے ایک چٹان کے پیچھے دبک گیا اور وہ ہیلی کاپٹر اس کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ اب اس کی پرواز نیچی تھی۔ شاید وہ زمین پر اتر رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے دور جاتے ہی صفدر اٹھ کھڑا ہوا اور جھکے جھکے انداز میں بائیں سمت بڑھنے لگا۔ وہ جلد از جلد کہیں دور نکل جانا چاہتا تھا۔ صفدر کے خیال کے مطابق میجر الفانسو نے اسے ہیلی کاپٹر سے زمین پر چھلانگ لگاتے ہوئے دیکھ لیا تھا یا وہ اس کی ہلاکت کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔ صفدر جانتا تھا کہ جب میجر الفانسو کو اس کی لاش نہیں ملے گی تو وہ مشکوک ہو جائے گا اور دوبارہ سے تلاش کرنے کی کوشش کرے گا۔

صفدر کی کوشش تھی کہ وہ جلد از جلد اس علاقے سے نکل جائے۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اچانک اسے دو ہیلی کاپٹر دکھائی دیئے جو اسی طرف آ رہے تھے جس طرف صفدر جا رہا تھا۔

ہیلی کاپٹروں کو دیکھتے ہی صفدر بجلی کی سی تیزی سے ایک بڑی چٹان کے پیچھے چھپ گیا اور تھوڑا سا سر نکال کر ان ہیلی کاپٹروں کی طرف دیکھنے لگا۔ شاید میجر الفانسو نے دوسرا ہیلی کاپٹر منگوا لیا تھا۔ دونوں ہیلی کاپٹر اس کے اوپر سے گزرتے ہوئے آگے نکل گئے۔ جب ہیلی کاپٹر کافی دور پہاڑوں کے پیچھے چلے گئے تو صفدر چٹان سے باہر نکلا اور دائیں طرف دوڑنے لگا۔ تقریباً دس منٹ تک دوڑنے کے بعد وہ پہاڑوں سے نکل کر میدانی علاقے میں داخل ہو گیا۔ پہاڑی سلسلہ ختم ہو رہا تھا اور اب اس کے سامنے کھیتوں کا سلسلہ شروع ہو رہا تھا۔ جہاں کچھ لوگ کام کر رہے تھے۔ صفدر رک گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس کے سامنے تاحد نگاہ کھیت ہی کھیت تھے اس لئے اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس طرف جائے۔ میجر الفانسو اس طرف بھی آ سکتا تھا اور صفدر چاہتا تھا کہ وہ میجر الفانسو کے آنے سے پہلے ہی شہر میں پہنچ جائے۔ شہر میں پہنچتے ہی وہ میک اپ کے ذریعے اپنی موجودہ شکل تبدیل کر کے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے فوراً پاکیشیا روانہ ہو سکتا تھا۔ صفدر چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر وہ کھیت میں کام کرنے والے ایک ادھیڑ عمر آدمی کی طرف بڑھا۔

''سنو''...... صفدر نے اس کے قریب جا کر اسے پکارا تو ادھیڑ عمر آدمی کام چھوڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''جی بابو جی''...... ادھیڑ عمر آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہاں سے شہر کتنا دور ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''یہی کوئی تیس میل دور۔ تم شکل سے تو مسافر معلوم ہو رہے ہو بابو۔ کیا تم راستہ بھول گئے ہو''...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

''ہاں۔ میں مسافر ہوں اور راستہ بھول گیا ہوں۔ کیا شہر جانے کے لئے کوئی سواری مل سکتی ہے''...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

''سواری تو نہیں مل سکتی بابو البتہ ہمارے آدمی شہر جانے کے لئے بیل گاڑیاں استعمال کرتے ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر کے بعد میرے بھائی نے گندم پہنچانے شہر جانا ہے۔ اگر کہو تو میں اس سے کہہ دوں وہ تمہیں شہر میں اتار دے گا''...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا تو صفدر سوچ میں پڑ گیا۔ وقت کم تھا اور وہ جلد از جلد شہر پہنچنا چاہتا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اپنے بھائی سے کہہ دو''...... صفدر نے حامی بھرتے ہوئے کہا تو ادھیڑ عمر آدمی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آؤ میرے ساتھ''...... ادھیڑ عمر آدمی نے صفدر سے کہا اور پھر وہ صفدر کو لئے ایک طرف بڑھ گیا۔ چاروں طرف قد آدم پودے اور لہلہاتی فصلیں تھیں۔ وہ دونوں پگڈنڈیوں پر چلتے ہوئے آبادی کی طرف بڑھ رہے تھے جو دو فرلانگ کے فاصلے پر تھی۔ وہ ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔ اردگرد کچھ کچے مکانات بنے ہوئے تھے۔ کچھ بچے مٹی میں کھیلنے میں مصروف تھے جبکہ کچھ لوگ حیرت بھری نظروں سے صفدر کو یوں دیکھ رہے تھے جیسے وہ کسی دوسرے سیارے کی

مخلوق ہو۔ ادھیر عمر آدمی اسے لئے ایک کچے مکان کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک بیل گاڑی موجود تھی اور ایک نوجوان اس پر گندم کی بوریاں لادنے میں مصروف تھا۔ اس نوجوان نے جب ادھیڑ عمر آدمی اور صفدر کو دیکھا تو وہ کام چھوڑ کر ان کی طرف دیکھنے لگا۔ جب وہ دونوں اس کے قریب پہنچے تو ادھیڑ عمر آدمی نے اس نوجوان سے صفدر کے بارے میں ذکر کیا اور اسے بتایا کہ یہ اجنبی شخص شہر جانا چاہتا ہے اور وہ اسے اپنے ساتھ شہر لے جائے تو اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر صفدر کو سلام کر دیا۔ صفدر نے اس کے سلام کا جواب صرف سر ہلا کر دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد صفدر اس نوجوان کے ساتھ بیل گاڑی میں سوار شہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ صفدر گندم کی بوریوں کے درمیان جگہ بنا کر بیٹھ گیا تھا۔ بیل گاڑی کافی کشادہ تھی۔ دھوپ اور بارش سے بچنے کے لئے اس پر چھت بھی بنائی گئی تھی۔

بیل گاڑی قصبے سے نکل کر اب کچے راستے پر پہنچ گئی اور آگے بڑھتی چلی گئی۔ بیل گاڑی ابھی تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ اچانک صفدر کو موٹر سائیکلوں کی آوازیں سنائی دیں تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔ صفدر نے سر اٹھا کر دائیں طرف دیکھا تو اسے چار موٹر سائیکل دکھائی دیئے جو سامنے کی طرف سے آ رہے تھے۔ چاروں افراد نے بلیک کلر کے مخصوص لباس پہنے ہوئے تھے۔ یہ وہی کمانڈوز تھے جن سے صفدر کا مٹا گن آئی لینڈ پر ٹکراؤ ہو چکا تھا۔ صفدر کے دماغ میں

فوراً یہ خیال آ گیا کہ شاید اس کی تلاش شروع ہو چکی ہے اور موٹر سائیکل سوار افراد اسے ہی تلاش کرتے اس طرف آ رہے ہیں۔ گو صفدر گندم کی بوریوں کے درمیان اس انداز میں چھپا بیٹھا تھا کہ وہ آسانی سے کسی کو نظر نہیں آ سکتا تھا لیکن اس کے باوجود اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بج رہی تھیں۔ اس بات کا بھی خدشہ تھا کہ کہیں سادہ لوح دیہاتی اس کے بارے میں ان کو بتا نہ دے۔ صفدر نے اردگرد دیکھا تو اسے چند قدم کے فاصلے پر قد آدم جھاڑیاں دکھائی دیں۔ وہ جھاڑیاں صفدر کے لئے محفوظ پناہ گاہ ثابت ہو سکتی تھیں۔ چاروں موٹر سائیکل سوار افراد بیل گاڑی کے تقریباً قریب پہنچ چکے تھے۔ اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی بیل گاڑی کو رکنے کا اشارہ کرتا، صفدر نے چھلانگ لگا دی۔ زمین پر پاؤں رکھنے سے پہلے ہی اس نے فضا میں ایک قلابازی کھائی اور کسی گیند کی طرح اڑتا ہوا جھاڑیوں میں گرا اور چھپ گیا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی اور پلک جھپکنے سے پہلے ہوا تھا کہ بیل گاڑی پر بیٹھے دیہاتی کو پتہ ہی نہ چل سکا تھا۔ صفدر نے تھوڑی سی جھاڑی ہٹا کر دیکھا تو چاروں موٹر سائیکل سوار بیل گاڑی کے قریب پہنچ گئے تھے اور سب سے آگے والے موٹر سائیکل سوار دیہاتی کو بیل گاڑی کو روکنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ پھر دیہاتی نے بیل گاڑی روک دی۔

”نیچے اترو“...... موٹر سائیکل سوار نے دیہاتی کو بیل گاڑی سے نیچے اترنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ دیہاتی بیل گاڑی سے

نیچے اتر گیا۔

"جی بابو"...... اس دیہاتی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا اور کہاں سے آ رہے ہو"...... موٹر سائیکل والے نے پوچھا۔

"جی۔ میرا نام کاروف ہے اور میرا تعلق سمال ٹاؤن سے ہے"۔ دیہاتی نے اپنا نام بتاتے ہوئے جواب دیا۔

"ان بوریوں میں کیا ہے اور تم کہاں جا رہے ہو"...... موٹر سائیکل والے نے دوبارہ پوچھا۔

"جناب۔ ان بوریوں میں گندم ہے اور میں یہ گندم شہر لے جا رہا ہوں۔ آپ بے شک چیک کر لیں ان بوریوں میں گندم ہی ہے۔ اور میرے ساتھ ایک بابو بھی ہے جو شہر جانا چاہتا ہے"۔ دیہاتی کاروف نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو اس موٹر سائیکل سوار سمیت اس کے دوسرے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"بابو۔ کون بابو۔ کہاں ہے وہ"...... موٹر سائیکل سوار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پیچھے بوریوں میں بیٹھا ہے۔ آیئے میرے ساتھ"...... کاروف نے جواب دیتے ہوئے کہا تو وہ چاروں موٹر سائیکل سوار کاروف کے ساتھ بجلی کی سی تیزی سے بیل گاڑی کے پیچھے پہنچ گئے مگر دوسرے ہی لمحے کاروف کے چہرے پر حیرت بھرے تاثرات

ابھرتے چلے گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ وہ۔ وہ۔ وہ یہیں بیٹھا تھا۔ کہاں چلا گیا ہے"۔ کاروف نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے وہی پاکیشیائی ایجنٹ تھا اور ہمیں دیکھتے ہی کہیں راستے میں اتر گیا ہے۔ آؤ۔ وہ یہیں کہیں ہو گا"...... پہلے والے موٹر سائیکل سوار نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور دوسرے ہی لمحے وہ چاروں تیزی سے اپنی موٹر سائیکل پر سوار ہوئے اور آگے بڑھتے چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی کاروف بھی بیل گاڑی پر سوار ہوا اور چند لمحوں کے بعد بیل گاڑی آگے بڑھ گئی۔ صفدر تھوڑی دیر تک جھاڑیوں میں دبکا رہا پھر اس نے طویل سانس لیا اور جھاڑیوں سے نکل آگے بڑھنے لگا۔ چونکہ سڑک پر پیچھے موڑ تھا اس لئے چاروں موٹر سائیکل سوار موڑ مڑ چکے تھے۔ بیل گاڑی کافی دور جا چکی تھی اور صفدر تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا بیل گاڑی کے پیچھے چل پڑا۔ کاروف چونکہ بیل گاڑی کے آگے بیٹھا ہوا تھا اس لئے وہ صفدر کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ صفدر کافی دیر تک بیل گاڑی کے پیچھے چلتا رہا پھر اچانک اسے ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسی لمحے اسے پہاڑوں کی طرف سے ایک ہیلی کاپٹر آتا ہوا دکھائی دیا تو صفدر بجلی کی سی تیزی سے جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو گیا۔ اسی لمحے صفدر کو جیپوں کی آوازیں سنائی دیں جو لمحہ بہ لمحہ قریب آتی جا رہی تھیں تو صفدر ایک مرتبہ پھر چونک پڑا۔ یقیناً موٹر

سائیکل والے نے میجر الفانسو کو اطلاع کر دی تھی اس لئے اسے پکڑنے یا ہلاک کرنے کے لئے میجر الفانسو یا ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹ وہاں آ رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر بھی صفدر کے سر کے اوپر سے گزرتا ہوا آگے گزر گیا تھا۔ ہیلی کاپٹر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ وہ مڑ کر واپس آنے لگا۔ صفدر کے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں اور وہ سوچنے لگا کہ شاید اسے چیک کر لیا گیا ہے صفدر کا خیال درست ثابت ہوا تھا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر صفدر کے سر پر پہنچا اور صفدر نے سر اٹھا کر ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھا تو اسے ہیلی کاپٹر کی کھڑکی سے ایک نال نکلی ہوئی دکھائی دی۔ پھر اس سے پہلے کہ صفدر پر گولیاں برسائی جاتیں اسی لمحے صفدر نے ایک سائیڈ پر چھلانگ لگا دی اور عین اسی لمحے اس جگہ جہاں کچھ دیر پہلے صفدر موجود تھا، درجنوں گولیاں پڑیں۔ اگر صفدر بروقت چھلانگ نہ لگاتا تو درجنوں گولیاں اس کے جسم میں پیوست ہو جاتیں۔ صفدر کھڑا ہوا اور اس نے درختوں کی طرف دوڑ لگا دی۔ ہیلی کاپٹر بھی اس کے پیچھے آنے لگا۔ ہیلی کاپٹر میں بیٹھا شخص مسلسل صفدر پر فائرنگ کر رہا تھا اور صفدر زگ زیگ کے انداز میں دوڑتا ہوا جا رہا تھا اس لئے گولیاں اس کے اردگرد زمین پر پڑ رہی تھیں۔ اسی لمحے جیپیں بھی وہاں پہنچ گئیں اور وہ اس طرف آنے لگیں جس طرف صفدر دوڑتا ہوا جا رہا تھا۔ اچانک صفدر کے حلق سے سسکاری سی نکل گئی۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی دہکتا ہوا انگارہ اس کے دائیں بازو سے

ٹکراتا ہوا گزر گیا ہو۔ اس کے باوجود صفدر نہ رکا اور تیز رفتاری سے دوڑتا رہا۔ اس دوران اس نے مشین پسٹل بھی نکال لیا تھا۔ جس طرف صفدر دوڑتا جا رہا تھا اس طرف گھنے درختوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا اس لئے درختوں کے قریب پہنچتے ہی صفدر نے ہائی جمپ کیا اور زمین پر جا گرا۔ زمین پر گرتے ہی اس نے ہیلی کاپٹر کی طرف مشین پسٹل کا رخ کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحے گولی فائرنگ کرنے والے شخص کو لگی اور وہ چیخ مارتا ہوا ہیلی کاپٹر سے نیچے زمین پر آ گرا۔ ہیلی کاپٹر کا پائلٹ یکدم بوکھلا گیا اور وہ ہیلی کاپٹر کو بلندی پر لے جانے کی بجائے درختوں کی طرف لے گیا۔ دوسرے ہی لمحے ہیلی کاپٹر درختوں سے الجھ کر زمین پر آ گرا اور دھماکے سے اس میں آگ لگ گئی۔ صفدر تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہوا اور پھر وہ درختوں کی طرف دوڑنے لگا۔

اس دوران وہ دونوں جیپیں بھی پہنچ گئی تھیں۔ ان میں آٹھ افراد سوار تھے۔ جیپوں کے رکتے ہی آٹھوں افراد اچھل اچھل کر نیچے کودے اور دوڑتے ہوئے صفدر کی طرف بڑھنے لگے۔ مشین گنیں ان کے ہاتھوں میں تھیں اور درختوں والے سلسلے میں داخل ہوتے ہی انہوں نے صفدر پر فائرنگ شروع کر دی لیکن صفدر کی یہ خوش قسمتی تھی کہ وہ بجلی کی سی تیزی سے ایک درخت کی اوٹ میں ہو گیا تھا اور گولیوں نے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ صفدر کا بازو خون سے بھر چکا تھا لیکن اسے اپنے زخم کی پرواہ نہیں تھی۔ اس

نے درخت کی اوٹ سے نکل کر دیکھا تو وہ آٹھوں افراد ادھر ادھر پھیل کر اور چوکنے انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ صفدر نے مشین پسٹل مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔ اس کے پاس فاضل میگزین بھی تھے اس لئے وہ مشین پسٹل کو ساتھ ساتھ لوڈ کر لیتا تھا اس نے یکلخت درخت کی اوٹ سے نکل کر ان پر فائرنگ شروع کر دی۔ دوسرے ہی لمحے چار افراد تو اس کی گولیوں کا نشانہ بن گئے لیکن باقی چار افراد نے دائیں بائیں چھلانگ لگا دی اور درختوں کی اوٹ میں چھپ گئے۔ صفدر بھی بجلی کی سی تیزی سے درخت کی اوٹ میں ہو گیا اور درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ اسی لمحے صفدر کو چیتے کی غراہٹ کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔ چیتے کی غراہٹ سے یہی محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کہیں قریب ہی موجود ہے۔ دوسرے ہی لمحے صفدر کو ایک شخص کی چیخنے اور چیتے کے غراہٹیں سنائی دیں تو وہ سمجھ گیا کہ چیتے نے کسی شخص پر حملہ کر دیا ہے۔ اس کے باقی تین ساتھی اپنے ساتھی کی طرف متوجہ ہو گئے اور اسے چیتے کی گرفت سے چھڑانے کے لئے آگے بڑھے تو صفدر بھی درخت کی اوٹ سے نکلا اور اس نے ان تینوں پر فائرنگ کر دی۔ گولیاں ان تینوں کو لگیں اور وہ تینوں چیختے ہوئے زمین پر گر گئے۔ صفدر نے ایک طویل سانس لیا ہی تھا کہ اسی لمحے وہ پھر چونک پڑا کیونکہ اسے ایک مرتبہ پھر ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تھی۔ ہیلی کاپٹر کی آواز ہوا کے دوش پر کبھی تیز ہو جاتی تھی اور کبھی آہستہ۔ صفدر

چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر دوسرے ہی لمحے وہ آگے بڑھا اور دوڑنے لگا۔ مسلسل بھاگ دوڑ کی وجہ سے تھکاوٹ اور نقاہت اس کے چہرے سے عیاں تھی مگر وہ وہاں رکنا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹ کسی بھی وقت وہاں پہنچ سکتے تھے اور پھر صفدر کے لئے مشکلات پیدا ہو سکتی تھیں۔

تھوڑی دیر تک جانے کے بعد صفدر کو دور سے کچے مکانات اور گھاس پھونس کی بنی ہوئی جھونپڑیاں دکھائی دیں تو صفدر سمجھ گیا کہ اس طرف آبادی ہے۔ صفدر نے سوچا کہ آبادی میں پہنچ کر وہ پہلے اپنا حلیہ بدل لے گا تاکہ وہ ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹوں کی نظروں سے بچ جائے جو بھوت کی طرح اس کے پیچھے پڑ گئے تھے۔ صفدر تیزی سے دوڑتے ہوئے آبادی کی طرف بڑھنے لگا۔ اچانک صفدر کا پاؤں کسی پختہ چیز سے ٹکرا گیا اور اسے ایک زور دار ٹھوکر لگی۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا اور اچھل کر دور جا گرا۔ چونکہ اس پر تھکاوٹ اور نقاہت طاری تھی اس لئے اس کی آنکھوں کے سامنے یکلخت تاریکی چھا گئی اور وہ بے ہوش ہوتا چلا گیا۔

صفدر کو جب ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک چارپائی پر لیٹا ہوا پایا۔ اس کے زخمی بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ وہ ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں تھا اور جھونپڑی کے کونے میں ایک کیروسین لیمپ جل رہا تھا جس کی روشنی کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ صفدر نے گردن موڑ

کر اپنے دائیں طرف دیکھا تو اس کے نزدیک ایک اسٹول پر ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ صفدر بے اختیار چونک پڑا اور اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر بوڑھے آدمی نے روک دیا۔

"لیٹے رہو۔ ابھی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے"...... بوڑھے آدمی نے کہا۔

"میں کہاں ہوں اور آپ کون ہیں"...... صفدر نے پوچھا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور کہاں سے آ رہے ہو"۔ بوڑھے آدمی نے مسکرا کر کہا۔

"میں مسافر ہوں بابا جی۔ میں اپنے دوستوں کے ساتھ جنگل میں شکار کھیلنے آیا تھا کہ اچانک ایک چیتے نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ اسی دوران میرے ایک دوست نے چیتے پر گولی چلا دی تو گولی چیتے کی بجائے میرے بازو سے ٹکراتی ہوئی نکل گئی۔ بہرحال میرے دوست نے اس چیتے کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ ہم ابھی جنگل میں ہی موجود تھے کہ چیتوں کے غول نے ہم پر حملہ کر دیا اور چیتوں سے بچنے کے لئے ہم بھاگ پڑے جس کی وجہ سے ہم سب دوست ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور میں ایک آدمی کے قریب پہنچ گیا جہاں میں تھکاوٹ سے گر کر بے ہوش ہو گیا تھا"...... صفدر نے فرضی کہانی گھڑتے ہوئے کہا۔

"شکر کرو کہ گولی نے تمہارے بازو کی ہڈی کو نقصان نہیں پہنچایا ورنہ تمہارا بازو بے کار ہو جاتا۔ میرا نام زاجوف ہے اور میں تمہیں

بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر اپنے گھر لے آیا ہوں"...... بوڑھے آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر نے اطمینان کا سانس لیا۔

ابھی وہ دونوں باتیں ہی کر رہے تھے کہ اسی لمحے صفدر کے حساس کانوں نے باہر گونجنے والی آواز سن لی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"بستی کے لوگو۔ تم سب کو خبردار کیا جاتا ہے کہ ایک پاکیشیائی ایجنٹ، روسیاہ سے ایک اہم راز چوری کر کے فرار ہو چکا ہے اور وہ اسی گاؤں میں دیکھا گیا ہے۔ اس ایجنٹ کی نشانی یہ ہے کہ اس نے سیاہ رنگ کا لباس پہنا ہوا ہے اور وہ زخمی ہے۔ اگر کوئی اسے دیکھے یا تو پکڑ کر ہمارے حوالے کر دے یا ہمیں اطلاع دے دے۔ اسے روسیاہی حکومت کی جانب سے بہت بڑا انعام دیا جائے گا۔ یہ بھی سن لو اگر کسی نے اسے پناہ دینے کی کوشش کی تو اس کا بہت برا حشر ہو گا"...... اعلان کرنے والا کہہ رہا تھا۔ یقیناً وہ ریڈ کراس ایجنسی کا ایجنٹ تھا۔

صفدر نے غور سے زاجوف کی طرف دیکھا تو بظاہر تو وہ مطمئن دکھائی دے رہا تھا مگر صفدر نے اس کی آنکھوں میں حیرت اور پریشانی دیکھ لی تھی۔

"تم آرام کرو بیٹا۔ میں تمہارے لئے گرم گرم دودھ لاتا ہوں"...... زاجوف نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ صفدر کے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی تھیں اور وہ سمجھ گیا کہ زاجوف دودھ لانے کا بہانہ کر کے باہر گیا ہے تاکہ وہ ریڈ

کراس ایجنسی کے ایجنٹوں کو اس کے بارے میں اطلاع دے سکے۔ اس خیال کے پیش نظر صفدر بجلی کی سی تیزی سے اٹھ بیٹھا۔ اس نے پہلے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس کے چہرے پر اطمینان بھرے تاثرات ابھر آئے۔ فارمولے والی فائل اس کی کوٹ کی اندرونی جیب میں موجود تھی۔ پھر اس نے اپنے شوز پہنے اور پھر وہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ دوسرے ہی لمحے اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ زاجوف باہر جاتے ہوئے جھونپڑی کے دروازے کو کنڈی لگا کر گیا تھا۔ شاید وہ ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹوں کو اس کی موجودگی کے بارے میں بتانے گیا تھا۔ اگر لاک ہینڈل والا ہوتا تو صفدر اسے تار کی مدد سے کھول لیتا۔ صفدر نے جھونپڑی کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ جھونپڑی کسی مضبوط لکڑی سے بنائی گئی تھی تاکہ بارش اور آندھی میں محفوظ رہا جا سکے۔ صفدر کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ وہ ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹوں کے آنے سے پہلے یہاں سے نکل جائے۔ اچانک صفدر کو جھونپڑی میں ایک پتلی سی جگہ نظر آئی تو اس نے پنڈلی میں اڑسا ہوا خنجر نکالا اور وہی پتلی سی جگہ کاٹنے لگا۔ صفدر کو لکڑی کاٹتے ہوئے پانچ منٹ ہی ہوئے تھے کہ اچانک صفدر کو باہر سے قدموں کی بازگشت سنائی دی جس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ زاجوف ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹوں کو لے آیا ہے۔ صفدر کے دماغ میں آندھیاں سی چل اٹھی تھیں۔ دوسرے ہی لمحے اس

نے آگے بڑھ کر دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔

"دروازہ کھولو"...... صفدر کو میجر الفانسو کی آواز سنائی دی۔ شاید اس نے زاجوف سے کہا تھا۔ دوسرے ہی لمحے دروازے کی کنڈی ہٹائے جانے کی آواز سنائی دی اور پھر دروازے کو دھکا دیا گیا۔

"اوہ۔ دروازہ اندر سے بند ہے"...... زاجوف کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ تم سب اس جھونپڑی کو چاروں طرف سے گھیر لو۔ ہری اپ۔ میں کرنل پاول سے بات کر لوں۔ اگر انہوں نے اجازت دی تو ہم اس جھونپڑی کو ہی بم سے اڑا دیں گے"...... میجر الفانسو کی تحکمانہ آواز سنائی دی تو صفدر کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔ دوسرے ہی لمحے صفدر کو دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اس کا مطلب تھا کہ ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹ اس جھونپڑی کو چاروں طرف سے گھیر رہے تھے۔

ایک ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے پہاڑوں کے اوپر اڑتا ہوا سرچ کر رہا تھا۔ اس ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کے ساتھ کرنل پاول بیٹھا ہوا تھا۔ وہ آنکھوں سے جدید دوربین لگائے نیچے پہاڑوں میں دیکھنے میں مصروف تھا۔ نیچے پہاڑوں میں ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹ بھی پاکیشیائی ایجنٹ کو تلاش کرنے میں مصروف تھے اور ابھی تک کسی بھی ایجنٹ کی طرف سے کرنل پاول کو کوئی رپورٹ نہیں ملی تھی۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

اسے میجر الفانسو پر بے حد غصہ آ رہا تھا جس کی غفلت سے پاکیشیائی ایجنٹ نہ صرف مٹاگن آئی لینڈ میں داخل ہو گیا تھا بلکہ وہ لیبارٹری سے فارمولا بھی اڑا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

کرنل پاول کو پروفیسر میکسم نے ہوش میں آنے کے بعد اطلاع دی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس سے فارمولا لے کر لیبارٹری سے سے فرار ہو گیا ہے۔ کرنل پاول نے فوری طور پر میجر الفانسو سے

بات کی تھی اور اسے سختی سے ہدایت کی تھی کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ کو مٹاگن آئی لینڈ سے نہ نکلنے دے اور اسے ٹریس کر کے ہلاک کر دے مگر کچھ دیر بعد جب میجر الفانسو نے اسے پاکیشیائی ایجنٹ کے مٹاگن آئی لینڈ سے اس کے ہیلی کاپٹر میں فرار ہونے کی اطلاع دی تو کرنل پاول نے اپنے سر کے بال نوچ لئے تھے۔ اسے میجر الفانسو پر بے حد غصہ آیا تھا۔ اگر میجر الفانسو اس کے سامنے ہوتا تو شاید وہ اسے گولیوں سے بھون ڈالتا۔ پھر کرنل پاول نے اپنے ایجنٹوں کو گھاٹ پر پہنچنے کی ہدایت کی اور خود ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر گھاٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

وہ جیسے ہی گھاٹ پر پہنچا تھا تو میجر الفانسو نے اسے فون کر کے بتایا کہ پاکیشیائی ایجنٹ نے ہیلی کاپٹر سے چھلانگ لگا دی ہے اور ہیلی کاپٹر پہاڑ سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا ہے اور اس کے کمانڈوز سے پہاڑوں میں تلاش کر رہے ہیں۔ کرنل پاول، میجر الفانسو پر رس پڑا تھا اور اسے فوراً پاکیشیائی ایجنٹ کو پکڑنے کی ہدایت کی۔ ں کے علاوہ اس نے اپنے ایجنٹوں کو بھی گھاٹ سے ملحق دائیں رف پہاڑوں کی طرف بھیج دیا تھا تاکہ اگر پاکیشیائی ایجنٹ میجر فانسو کے کمانڈوز کے ہاتھوں سے بچ جائے تو اس کے ایجنٹ سے پکڑ سکیں۔

کرنل پاول تھوڑی دیر تک آنکھوں سے دوربین لگائے نیچے اڑوں میں دیکھتا رہا پھر اس نے دوربین آنکھوں سے ہٹائی اور

طویل سانس لیتا ہوا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"سمجھ میں نہیں آ رہا کہ پاکیشیائی ایجنٹ کہاں غائب ہو گیا ہے۔ اسے زمین کھا گئی ہے یا آسمان نے نگل لیا ہے"...... کرنل پاول نے خود کلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ اب کس طرف ہیلی کاپٹر لے جاؤں"...... اسی لمحے پائلٹ نے کرنل پاول کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو کرنل پاول نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"ہیلی کاپٹر اس طرف موڑ لو"...... کرنل پاول نے جنوب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کا رخ جنوب کی طرف کر دیا۔ اس طرف جنگل تھا اور جنگل کے پیچھے بستیاں آباد تھیں۔ کرنل پاول نے ایک بار پھر دوربین آنکھوں سے لگائی اور جھک کر نیچے دیکھنے لگا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر جنگل کے قریب پہنچا تو کرنل پاول کو جنگل میں دو جیپیں دکھائی دیں۔ کرنل پاول چونک پڑا اور دوربین کا زاویہ گھمانے لگا۔ زاویہ گھمانے سے جیپ مزید بڑی اور قریب سے دکھائی دینے لگی تھی۔

"ہیلی کاپٹر کی رفتار کم کرو"...... کرنل پاول نے پائلٹ کی طرف دیکھے بغیر سخت لہجے میں کہا تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کی رفتار کم کر دی۔ کرنل پاول غور سے دیکھنے لگا۔ دونوں جیپوں میں کوئی بھی موجود نہیں تھا البتہ جنگل میں کچھ انسانوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ کرنل پاول بے اختیار چونک پڑا۔ وہ لاشیں اس کے ایجنٹوں

کی تھیں جو پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کر رہے تھے۔ کرنل پاول کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ ان سب کو پاکیشیائی ایجنٹ نے ہلاک کیا ہے۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ بستی کی طرف چلا گیا ہے"...... کرنل پاول نے ایک بار پھر خود کلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے دوربین ڈیش بورڈ پر رکھی اور سپیشل سیٹلائٹ سیل فون نکال کر میجر الفانسو کے نمبر پریس کرنے لگا۔ پھر اس نے ایک بٹن دبا کر سیل فون کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف بیل جا رہی تھی۔

"ہیلو"...... جیسے ہی رابطہ ہوا تو دوسری طرف سے میجر الفانسو کی آواز سنائی دی۔

"کرنل پاول بول رہا ہوں میجر۔ تم اس وقت کہاں ہو"۔ کرنل پاول نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"سر۔ میں اس وقت شمال کی طرف پہاڑوں میں موجود ہوں اور پاکیشیائی ایجنٹ کو تلاش کر رہا ہوں"...... دوسری طرف سے میجر الفانسو کی آواز سنائی دی۔

"سنو۔ پاکیشیائی ایجنٹ شمالی بستی میں چھپ گیا ہے۔ تم فوراً بستی میں پہنچ کر اعلان کراؤ کہ اگر کسی نے پاکیشیائی ایجنٹ کو پناہ دینے کی کوشش کی تو اسے نہ صرف گرفتار کر لیا جائے گا بلکہ اسے جیل میں ڈال دیا جائے گا۔ فوراً بستی میں پہنچو اور پاکیشیائی ایجنٹ

کو ٹریس کرو۔ میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں“...... کرنل پاول نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے سر۔ میں ابھی شمالی بستی میں جا رہا ہوں“۔

دوسری طرف سے میجر الفانسو کی آواز سنائی دی تو کرنل پاول نے سپیشل سیٹلائٹ سیل فون آف کر کے ہیلی کاپٹر کے ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔ پھر اس نے پائلٹ کو شمالی بستی کی طرف چلنے کا کہا تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر بلند کیا اور شمالی بستی کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی ہیلی کاپٹر شمالی بستی کے قریب ہی پہنچا تھا کہ اسی لمحے کرنل پاول کے سپیشل سیٹلائٹ سیل فون کی بیل بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر سیل فون اٹھا لیا۔ پھر اس نے یس کا بٹن پریس کر کے فون کان سے لگا لیا۔

”یس۔ کرنل پاول اسپیکنگ“...... کرنل پاول نے کرخت لہجے میں کہا۔

”سر۔ میں میجر الفانسو بول رہا ہوں۔ پاکیشیائی ایجنٹ کو ٹریس کر لیا گیا ہے۔ وہ ایک بوڑھے آدمی کے گھر میں موجود ہے اور وہ زخمی ہے۔ میرے کمانڈوز نے اس گھر کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ نے اندر سے دروازہ بند کیا ہوا ہے اور میرے متعدد بار دھمکی دینے کے باوجود وہ دروازہ نہیں کھول رہا۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس گھر کو بموں سے اڑا دوں“...... دوسری طرف سے میجر الفانسو کی آواز سنائی دی تو کرنل پاول چونک پڑا۔

”نہیں۔ تم اس گھر کو تباہ مت کرو۔ پاکیشیائی ایجنٹ کے پاس

فارمولا ہے اور وہ فارمولا ہمارے لئے بے حد اہم ہے۔ تم دروازہ توڑ ڈالو اور اس ایجنٹ کو گرفتار کرنے کی کوشش کرو۔ اگر وہ فرار ہونے کی کوشش کرے تو اسے گولیوں سے بھون ڈالو۔ ہری اپ“۔ کرنل پاول نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے سیٹلائٹ سیل فون آف کر دیا۔

صفدر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اب کیا کرے۔ ریڈ کراس کے ایجنٹوں نے جھونپڑی کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ اسی لمحے صفدر کو میجر الفانسو کی آواز سنائی دی۔ وہ کرنل پاول سے بات کر رہا تھا۔ شاید وہ جھونپڑی سے تھوڑے فاصلے پر موجود تھا اس لئے صفدر کو میجر الفانسو کی آواز واضح سنائی نہیں دے رہی تھی۔

"کرنل صاحب نے حکم دیا ہے کہ اس جھونپڑی کو بموں سے نہیں اڑانا صرف اس کا دروازہ توڑ دو اور اندر موجود پاکیشیائی ایجنٹ کو گولیوں سے بھون ڈالو۔ ہمیں ہرصورت وہ فارمولا چاہئے"...... اسی لمحے صفدر کو میجر الفانسو کی آواز سنائی دی تو صفدر چونک پڑا۔

"رائٹ سر۔ میں ابھی دروازہ توڑتا ہوں"...... میجر الفانسو کے ایک کمانڈو کی آواز سنائی دی۔ پھر قدموں کی آوازیں ابھریں جو جھونپڑی کے دروازے کے پاس آ کر رک گئی تھیں۔ پھر دروازے

کو زور زور سے دھکا دیا جانے لگا۔ جس انداز سے کمانڈو دروازے کو دھکے دے رہا تھا اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ دروازہ چند ہی منٹوں میں اپنی جگہ سے اکھڑ کر کمرے کے اندر آ گرے گا۔ صفدر مشین پسٹل ہاتھ میں پکڑے دروازے کے قریب الرٹ کھڑا تھا۔ دروازہ اب کافی حد تک اکھڑ چکا تھا۔ اگلے ہی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے اندر آ گرا۔ اور اسی وقت ایک کمانڈو مشین گن اٹھائے اندر داخل ہوا۔ وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا تو صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے اس پر فائر کر دیا۔ گولی اس کمانڈو کی پیشانی میں لگی اور وہ کوئی آواز نکالے بغیر ہی زمین پر گر گیا۔ مشین گن اس کے ہاتھ میں تھی اور اس کی انگلیوں کے دباؤ کی وجہ سے گولیاں چھت میں جا لگی تھیں۔ اسی لمحے مزید کمانڈو اندر آنے لگے تو صفدر نے ان کو بھی نشانہ بنایا اور دو کمانڈو تو چیختے ہوئے وہیں دروازے کے پاس ہی گر گئے جبکہ باقی کمانڈو پیچھے ہٹ گئے اور اندھا دھند صفدر پر گولیاں برسانے لگے۔ صفدر بجلی کی سی تیزی سے زمین پر لیٹ گیا اور کرالنگ کرتے ہوئے دیوار کے ساتھ لگ گیا۔

"اس جھونپڑی میں گولیوں کی بارش کر دو۔ ہری اپ"...... اسی لمحے صفدر کو ایک بار پھر میجر الفانسو کی آواز سنائی دی۔ پھر دوسرے ہی لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی جھونپڑی پر چاروں اطراف سے گولیاں برسائی جانے لگیں۔ صفدر زمین پر لیٹا ہوا تھا اس لئے گولیاں لکڑی کی ایک دیوار میں سے گزر کر دوسری دیوار

میں پیوست ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد فائرنگ بند ہو گئی۔ صفدر الرٹ ہو گیا اور دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ اسی لمحے دو کمانڈو کمرے میں داخل ہوئے تو صفدر نے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ وہ دونوں چیختے ہوئے وہیں ڈھیر ہو گئے۔ صفدر بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اس نے لانگ جمپ کیا اور قلابازی کھاتے ہوئے دروازے کے باہر جا گرا۔ جھونپڑی کے باہر میجر الفانسو اور تین کمانڈو کھڑے تھے جنہوں نے صفدر کو دیکھتے ہی اس پر فائرنگ شروع کر دی لیکن نیچے گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے کھڑا ہوا اور اس نے میجر الفانسو اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ کی لیکن میجر الفانسو اور اس کے ساتھیوں نے بجلی کی سی تیزی سے دائیں طرف چھلانگ لگا دی اور وہ جھاڑیوں کے پیچھے دبک گئے۔ اس دوران صفدر نے بھی دائیں طرف جھاڑیوں کی طرف دوڑ لگا دی۔ وہ جیسے جیسے دوڑتا جا رہا تھا ویسے ہی میجر الفانسو اور اس کے ساتھی اس پر گولیوں کی بارش کر رہے تھے لیکن خوش قسمتی سے صفدر گولیوں سے محفوظ رہا اور پھر اس نے جھاڑیوں کے قریب پہنچتے ہی لانگ جمپ کیا اور کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا جھاڑیوں کے پیچھے جا گرا۔ جھاڑیوں کے پیچھے گرتے ہی وہ تیزی سے سیدھا ہوا اور اس نے ان جھاڑیوں پر فائرنگ شروع کر دی جن جھاڑیوں کے پیچھے میجر الفانسو اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ اسی لمحے صفدر کو میجر الفانسو کی کربناک چیخ سنائی دی۔ شاید گولی میجر الفانسو کو لگ گئی تھی۔ صفدر

مسلسل ان پر گولیاں چلاتا رہا۔ اس دوران اسے دو اور کمانڈوز کی بھی چیخیں سنائی دیں۔ گولیوں سے بستی کا ماحول گونج اٹھا تھا اور لوگ اپنے اپنے گھروں میں دبک گئے تھے۔ صفدر چند لمحے جھاڑیوں کی طرف فائرنگ کرتا رہا پھر وہ اٹھا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے اسے کچھ فاصلے پر ایک جیپ دکھائی دی جس میں کوئی بھی فرد موجود نہیں تھا۔ صفدر تیزی سے جیپ کی طرف دوڑا۔ وہ جیسے ہی جیپ کے قریب پہنچا تو اسے ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔ صفدر نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو ایک ہیلی کاپٹر اسی جگہ آ رہا تھا جہاں وہ موجود تھا۔ صفدر اچھل کر جیپ میں سوار ہو گیا۔ اگنیشن میں چابی لگی ہوئی تھی۔ صفدر نے جیپ اسٹارٹ کی اور طوفانی رفتار سے آگے بڑھا دی۔ پوری بستی یوں سنسان پڑی ہوئی تھی جیسے وہاں حقیقتاً سانپ سونگھ گیا ہو۔ راستہ کچا اور ناہموار تھا لیکن صفدر جیپ تیز رفتاری سے آگے بڑھائے چلا جا رہا تھا جس کے باعث جیپ کو ہچکولے لگ رہے تھے۔ بستی سے نکلتے ہی صفدر پکی سڑک پر پہنچ گیا اور اس نے جیپ کی رفتار میں اضافہ کر دیا۔ وہ ابھی تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اسی لمحے اسے ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔ صفدر نے سر گھما کر پیچھے دیکھا تو اسے وہی ہیلی کاپٹر دکھائی دیا جو فضا میں بلند ہو رہا تھا اور فضا میں بلند ہوتے ہی وہ اسی طرف آنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ اس کے پیچھے دو اور جیپیں بھی آ رہی تھیں جن کی رفتار بے حد تیز تھی۔

آگے دریا شروع ہو رہا تھا۔ اس دریا کی چوڑائی خاصی بڑی نظر آ رہی تھی اور دریا کے کنارے پر اونچے نیچے پہاڑی ٹیلے تھے۔ دریا کی طرف دیکھتے ہی صفدر کے ذہن میں ایک خیال آیا اور دوسرے ہی لمحے اس نے چلتی جیپ سے چھلانگ لگا دی اور دریا کی طرف دوڑنے لگا۔ ہیلی کاپٹر بھی اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اسی وقت ہیلی کاپٹر سے اس پر گولیاں برسائی جانے لگیں لیکن دریا کے قریب پہنچتے ہی صفدر نے چھلانگ لگا دی تھی اور عین اسی لمحے کئی گولیاں صفدر کے قریب سے اور سر کے اوپر سے گزرتی چلی گئی تھیں۔ اس دوران جیپ ایک دھماکے سے ایک چٹان سے ٹکرا کر تباہ ہو گئی۔ شڑاپ کی آواز کے ساتھ ہی صفدر دریا میں جا گرا اور سنبھلتے ہی اس نے آگے تیرنا شروع کر دیا۔ چونکہ اس کی تربیت عمران نے کی ہوئی تھی اس لئے وہ انتہائی تیزی سے آگے تیرتا جا رہا تھا۔ جس کور میں فارمولا تھا وہ کور واٹر پروف تھا اس لئے صفدر فارمولے کی طرف سے مطمئن تھا۔ دونوں جیپیں بھی دریا کے کنارے پر رک چکی تھیں اور ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹ جیپوں سے اتر کر دریا کی طرف دوڑے چلے آ رہے تھے البتہ ہیلی کاپٹر وہیں فضا میں معلق ہو گیا تھا۔ اسی لمحے تمام ایجنٹوں نے بھی دریا میں چھلانگیں لگا دیں اور صفدر کو تلاش کرنے لگے۔ صفدر کافی گہرائی میں رہ کر آگے بڑھ رہا تھا۔ اسے یوں تیرتے ہوئے چار منٹ ہو چکے تھے اور اس کے پھیپھڑوں میں بھی ہوا ختم ہوتی جا رہی تھی۔ صفدر اپنا سانس بحال

کرنے کے لئے اوپر سطح کی طرف آیا اور اس نے منہ کھول کر سانس لی اور مزید آکسیجن بھر کر دوبارہ نیچے چلا گیا۔ ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹوں نے جب صفدر کو دیکھا تو وہ اسی طرف بڑھنے لگے جس طرف صفدر کا سر دکھائی دیا تھا۔ صفدر نے سانس لینے کے دوران دریا کا کنارہ دیکھ لیا تھا۔ دریا کا کنارہ تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلے پر تھا اور کنارے تک پہنچنے میں صفدر کو دس منٹ لگ سکتے تھے۔ اچانک صفدر کی ٹانگ ایک ایجنٹ نے پکڑ لی اور صفدر اپنی ٹانگ چھڑانے کی کوشش کرنے لگا اور پانی میں شڑاپ شڑاپ کی آوازیں پیدا ہونے لگیں۔ صفدر اس سے اپنی ٹانگ چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس ایجنٹ نے انتہائی مضبوطی کے ساتھ اس کی ٹانگ پکڑی ہوئی تھی۔ صفدر نے پیچھے کی طرف ہو کر پانی میں ہی دو تین مکے اس ایجنٹ کو مارے مگر پانی میں اس پر یہ مکے کسی طرح بھی کارگر ثابت نہ ہوئے۔ دیگر ایجنٹ بھی شڑاپ شڑاپ کی آوازیں سن کر ان کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے اور صفدر کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ خود کو اس ایجنٹ سے کیسے چھڑائے۔ وہ ایجنٹ چھپکلی کی طرح اس سے چپکا ہوا تھا۔ صفدر نے دیکھا کہ ریڈ کراس ایجنسی کے دیگر ایجنٹ بھی ان کے قریب پہنچ چکے تھے اور انہوں نے ان دونوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔

اچانک پانی میں ایک تیز لہر اٹھی اور پانی میں کھلبلی سی مچ گئی۔ پانی میں شڑاپ شڑاپ کی تیز آوازیں ابھرنے لگیں اور ریڈ کراس

ایجنسی کے ایجنٹ صفدر کو چھوڑ کر ہاتھ پیر مارتے ہوئے ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ جو ایجنٹ صفدر سے چھپکلی کی طرح چپکا ہوا تھا اس نے بھی صفدر کو چھوڑ دیا تھا۔ صفدر کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ ان ایجنٹوں کو کیا ہو گیا ہے۔ وہ صفدر کو چھوڑ کر ادھر ادھر کیوں بھاگ رہے تھے مگر اگلے ہی لمحے ساری سچویشن صفدر پر واضح ہو گئی۔ دریا میں دو مگرمچھ آ گئے تھے اور وہ جبڑے پھیلائے ایجنٹوں کو پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے اور تمام ایجنٹ خود کو بچانے کے لئے ہاتھ پیر مارتے ہوئے ادھر ادھر پھیلتے جا رہے تھے۔ صفدر نے بھی ان مگرمچھوں کو دیکھا تو وہ بھی بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ پانی میں ہلچل مچی ہوئی تھی۔ ریڈ کراس ایجنسی کے تمام ایجنٹ اپنے آپ کو بچانے کے لئے ادھر ادھر پھیل گئے تھے جس کی وجہ سے ان کی توجہ صفدر کی طرف سے ہٹ گئی تھی۔ چونکہ دریا آگے دائیں طرف مڑ رہا تھا اس لئے صفدر تیزی سے اسی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پانچ منٹ کے بعد صفدر دریا کے کنارے پر پہنچ گیا۔ اس نے سر نکال کر دیکھا تو وہ دریا کی دوسری طرف کنارے پر موجود تھا اور تین آدمی تیزی سے تیرتے ہوئے اس کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ وہاں ہیلی کاپٹر کے ساتھ ساتھ دو جیپیں بھی موجود تھیں۔ ہیلی کاپٹر کے قریب ہی ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا جس کے ہاتھ میں دوربین تھی اور وہ دوربین آنکھوں سے لگائے اسی طرف دیکھ رہا تھا جس طرف صفدر موجود تھا۔ صفدر سمجھ گیا کہ وہ

ادھیڑ عمر ریڈ کراس ایجنسی کا چیف کرنل پاول ہے۔ دوسرے ہی لمحے ادھیڑ عمر آدمی نے دوربین ایک طرف پھینکی اور اپنی جیب سے مشین پسٹل نکال کر صفدر پر فائرنگ کرنے لگا۔ گولیاں صفدر کے اردگرد سے گزر گئیں اور صفدر نے فوراً ایک چٹان کی طرف چھلانگ لگا دی۔ وہ چٹان کے پیچھے جا گرا اور زمین پر گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ دریا سے تین ایجنٹ بھی نکل کر اسی چٹان کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ صفدر نے انہیں دیکھ لیا تھا اس لئے اس نے مشین پسٹل نکالا جو جیکٹ کی خفیہ وائر پروف جیب میں ہونے کی وجہ سے پانی سے محفوظ رہا تھا اور ان پر فائرنگ کر دی۔ وہ تینوں چیختے ہوئے وہیں ڈھیر ہو گئے۔ اسی لمحے صفدر پر گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی مگر صفدر یکلخت چٹان کے پیچھے دبک گیا جس کی وجہ سے گولیاں چٹان پر پڑیں۔ صفدر اٹھا اور جھکے جھکے انداز میں ایک طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے صفدر کو ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو صفدر سمجھ گیا کہ وہ ہیلی کاپٹر اسی کی طرف آ رہا ہے اور پھر جیسے ہی اسے ہیلی کاپٹر دکھائی دیا تو وہ بجلی کی سی تیزی سے ایک چٹان کے پیچھے دبک گیا۔ ہیلی کاپٹر ہلکی رفتار سے اڑتا ہوا اس چٹان کے اوپر سے گزرنے لگا۔ صفدر نے دیکھا کہ ہیلی کاپٹر میں کرنل پاول بیٹھا نیچے جھانک رہا تھا۔ اسی لمحے صفدر کو ایک اور ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ ہیلی کاپٹر کی آواز مغرب کی طرف سے آ رہی تھی۔ صفدر نے دیکھا کہ ایک اور ہیلی اس

طرف آ رہا تھا جس کی پرواز نیچی تھی۔ صفدر سمجھ گیا کہ اس ہیلی کاپٹر میں بھی ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹ سوار ہوں گے جنہیں کرنل پاول نے اسے پکڑنے کے لیئے بلایا ہوگا۔ صفدر کے چہرے پر ذرا بھی پریشانی کے تاثرات نہیں تھے۔ وہ ہیلی کاپٹر بھی اس کے سر کے اوپر سے گزرتا چلا گیا اور پھر تھوڑی دور جا کر وہ فضا میں معلق ہو گیا تو اسی لمحے رسی کی سیڑھی نیچے آئی اور پھر ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹ رسی کی سیڑھی سے تیزی سے نیچے اترنے لگے۔ ان کے کاندھوں پر مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔ صفدر چند لمحے ان کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ اٹھا اور اس نے پوری قوت سے اس دوڑ لگا دی جس طرف جیپیں موجود تھیں۔ صفدر کسی نہ کسی طریقے سے ایک جیپ حاصل کرنا چاہتا تھا تا کہ وہ اس پہاڑی علاقے سے نکل سکے۔ گو وہ جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا جیپ کی طرف بڑھ رہا تھا مگر ہیلی کاپٹر میں بیٹھے ادھیڑ عمر نے اسے دیکھ لیا تھا اس لئے ہیلی کاپٹر مڑ کر اس کی طرف آنے لگا۔ اسی وقت دوسرے ہیلی کاپٹر سے اترنے والے افراد نے بھی زمین پر اترتے ہی مشین گنوں کا رخ صفدر کی طرف کر کے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی لیکن اس دوران صفدر نے فضا میں ہی چھلانگ لگا دی اور وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا چٹان کے پیچھے جا گرا تھا۔ زمین پر گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور سڑک کی طرف دوڑ لگا دی۔ جس طرح دریا دائیں طرف مڑ رہا تھا اسی طرح سڑک بھی اسی طرف ہی مڑ رہی

تھی۔

اچانک دوڑتے ہوئے صفدر کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی دہکتا ہوا انگارہ اس کی بائیں ٹانگ میں گھس گیا ہو۔ گولی لگنے سے صفدر لڑکھڑا گیا۔ اسے ایک زوردار ٹھوکر لگی اور وہ اڑتا ہوا منہ کے بل زمین پر آ گرا۔ زمین پر گرتے ہی صفدر اٹھ کر ایک اور چٹان کے پیچھے ہو گیا اور اس نے مشین پسٹل سے اپنے پیچھے آنے والوں پر فائرنگ کی تو اسی وقت ایک کربناک چیخ بلند ہوئی۔ صفدر چند لمحے چٹان کے پیچھے دبکا رہا پھر وہ اٹھا اور سڑک کی طرف دوڑنے لگا۔ گو ٹانگ میں گولی لگنے سے صفدر کو شدید تکلیف ہو رہی تھی مگر وہ اس تکلیف کو برداشت کر رہا تھا۔ جلد ہی وہ سڑک پر کھڑی دو جیپوں کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے پہلی جیپ کے اندر جھانکا تو اس جیپ میں کوئی بھی سوار نہیں تھا البتہ صفدر کو اگنیشن میں چابی لگی ہوئی نظر آ گئی۔ صفدر اچھل کر جیپ میں سوار ہو گیا۔ اس نے جیپ اسٹارٹ کی اور پھر جیپ کسی بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح آگے بڑھنے لگی۔ دونوں ہیلی کاپٹر بھی تیزی سے اس کے پیچھے آ رہے تھے اور جیپ اور ہیلی کاپٹروں کے درمیان فاصلہ لمحہ بہ لمحہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ صفدر کی ٹانگ سے خون نکل رہا مگر اسے اس کی پرواہ نہیں تھی۔ اس نے جیپ میں نظریں دوڑائیں پھر اسے جیپ میں پڑے ایک بیگ سے منی میزائل گن مل گئی۔ ہیلی کاپٹر جیپ کے قریب پہنچ چکے تھے اور پھر دوسرے ہی لمحے اس پر فائرنگ

ہونے لگی۔ صفدر نے یکلخت بریک پیڈل پر دباؤ ڈالا تو جیپ کے ٹائر چرچرا اٹھے اور جیپ سڑک پر ترچھی ہو کر کھڑی ہو گئی۔ اسی لمحے دونوں ہیلی کاپٹر اس کے اوپر سے فائرنگ کرتے گزرتے چلے گئے۔ اس دوران صفدر نے خود کو نیچے کر لیا تھا جس کی وجہ سے گولیوں نے ونڈ سکرین چکنا چور کر دی تھی اور کئی گولیاں ڈرائیونگ سیٹ پر بھی لگی تھیں۔ اگر صفدر سیٹ پر سیدھا بیٹھا ہوتا تو یقیناً وہ اب تک گولیوں کا نشانہ بن چکا ہوتا۔

دونوں ہیلی کاپٹر تھوڑی ہی دور جانے کے بعد دائیں بائیں مڑے اور واپس جیپ کی طرف آنے لگے۔ صفدر نے تیزی سے منی میزائل گن اٹھا کر اس کا رخ ایک ہیلی کاپٹر کی طرف کر کے اس کا ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحے ایک منی میزائل ہیلی کاپٹر سے ٹکرایا تو ہیلی کاپٹر ایک دھماکے سے تباہ ہو گیا اور اس کے جلتے ہوئے ٹکڑے زمین پر آ گرے۔ اس سے پہلے کہ صفدر دوسرے ہیلی کاپٹر کو نشانہ بناتا، دوسرا ہیلی کاپٹر تیزی سے جیپ کے اوپر سے گزر گیا اور جب تک صفدر اس کا نشانہ لیتا وہ ایک پہاڑ کے پیچھے چلا گیا۔ صفدر نے اپنی ٹانگ کی طرف دیکھا تو اس کی ٹانگ سے خون مسلسل نکل رہا تھا۔ صفدر کو جیپ کے ڈیش بورڈ میں ایک بڑا رومال مل گیا۔ صفدر نے رومال کو پھاڑ کر پٹیوں کی طرح ٹانگ پر باندھ دیا۔ چند لمحوں بعد اس کی ٹانگ سے خون نکلنا بند ہو گیا تھا۔ گو ہیلی کاپٹر پہاڑ کے پیچھے چلا گیا تھا مگر اس کی آواز مسلسل فضا

میں گونج رہی تھی جس کا مطلب تھا کہ ہیلی کاپٹر پہاڑ کے پیچھے موجود ہے۔ اسی لمحے صفدر کو تین افراد دکھائی دیئے جو مشین گنیں سنبھالے دوڑتے ہوئے صفدر کی طرف آ رہے تھے۔ صفدر نے انہیں دیکھتے ہی جیپ سے نیچے اتر کر ایک میزائل ان کی طرف فائر کر دیا میزائل ایک چٹان سے ٹکرا گیا۔ ساتھ ہی کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور چٹان کے ٹکڑوں کے ساتھ ساتھ ان تینوں افراد کے چیتھڑے بھی فضا میں اڑ گئے۔ ہیلی کاپٹر کی آواز بدستور آ رہی تھی۔ صفدر دوبارہ جیپ میں سوار ہوا اور دوسرے ہی لمحے جیپ ایک بار پھر آگے بڑھ گئی۔ تھوڑی دور جانے کے بعد صفدر نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسے ہیلی کاپٹر پہاڑ کے پیچھے سے نکلتا ہوا دکھائی دیا۔

صفدر نے جیپ کی رفتار بڑھا دی۔ وہ جلد از جلد پہاڑی علاقے سے نکل کر شہر پہنچنا چاہتا تھا کیونکہ اس کی ٹانگ میں شدید درد ہو رہا تھا اور خون بھی آہستہ آہستہ رسنا شروع ہو گیا تھا جس سے صفدر کی پتلون تر ہو رہی تھی۔ ہیلی کاپٹر بدستور اس کے پیچھے آ رہا تھا اور صفدر سوچ رہا تھا کہ جب تک وہ اس ہیلی کاپٹر کو تباہ نہیں کرے گا وہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ اچانک صفدر کی جیپ کی رفتار کم ہونا شروع ہو گئی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ لگتا ہے پٹرول ختم ہو گیا ہے''...... صفدر نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔ دوسرے ہی لمحے جیپ تھوڑی دور جا کر ایک جھٹکے سے رک گئی۔ جیسے ہی جیپ رکی تو ہیلی کاپٹر میں بیٹھے کرنل

پاول نے قریب پہنچتے ہی جیپ پر بم پھینک دیا۔ یہ صفدر کی خوش قسمتی تھی کہ کرنل پاول کے بم پھینکنے سے پہلے ہی صفدر نے بائیں طرف چھلانگ لگا دی تھی۔ جیسے ہی بم جیپ پر گرا تو جیپ ایک دھماکے سے فضا میں اچھلی اور کافی بلندی پر پہنچ کر واپس سڑک پر آ گری۔ دوسرے ہی لمحے جیپ میں آگ بھڑک اٹھی۔ صفدر ہوا کے پریشر کی وجہ سے اڑتا ہوا کافی دور ایک چھوٹی سی کھائی میں جا گرا تھا جسے کرنل پاول نہیں دیکھ سکا تھا۔ منی میزائل گن بدستور صفدر کے ہاتھ میں تھی۔ کھائی میں گرنے سے صفدر کے حلق سے دلخراش چیخ نکل گئی۔ چونکہ ہیلی کاپٹر کی آواز سے سارا علاقہ گونج رہا تھا اس لئے صفدر کی چیخ ہیلی کاپٹر کی آواز میں ہی دب کر رہ گئی تھی۔ صفدر چند لمحے کھائی میں پڑا تکلیف کی شدت سے کراہتا رہا پھر وہ گھسٹتے ہوئے کھائی کے کنارے پر آیا اور تھوڑا سا سر نکال کر ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھنے لگا۔

ہیلی کاپٹر زمین پر اتر رہا تھا اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر سڑک کے درمیان میں اترا تو کرنل پاول اچھل کر نیچے اترا اور جلتی ہوئی جیپ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور وہ انتہائی چوکنا تھا۔ جیپ سوکھی لکڑی کی طرح جل رہی تھی۔ کرنل پاول خوف بھری نظروں سے جلتی ہوئی جیپ کو دیکھ رہا تھا۔

”پاکیشائی جاسوس تو چھلاوا بنا ہوا تھا مگر بالآخر میرے ہاتھوں مارا ہی گیا اور اس کے ساتھ ہی فارمولا بھی جل گیا ہے۔ کاش

پاکیشائی ایجنٹ فارمولا لیبارٹری سے نہ اڑا پاتا“...... کرنل پاول کی حسرت بھری آواز سنائی دی تو صفدر کے چہرے پر خفیف سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

کرنل پاول چند لمحے جلتی ہوئی جیپ کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ واپس مڑا اور ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ جیسے ہی ہیلی کاپٹر میں بیٹھا تو ساتھ بیٹھے پائلٹ نے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند کرنا شروع کر دیا جبکہ کرنل پاول جلتی ہوئی جیپ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے صفدر کھائی سے باہر نکل آیا اور اس نے منی میزائل گن کا رخ ہیلی کاپٹر کی طرف کر دیا۔ اچانک کرنل پاول کی نظر صفدر پر پڑی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔ اس سے پہلے کہ وہ مشین گن کا رخ صفدر کی طرف کرتا، صفدر نے منی میزائل گن کا ٹریگر دبا دیا۔ اسی لمحے ایک منی میزائل نکل کر ہیلی کاپٹر سے ٹکرا گیا۔ ہیلی کاپٹر فضا میں دھماکے سے پھٹ گیا اور اس کے جلتے ہوئے ٹکڑے ادھر ادھر گرنے لگے۔

صفدر نے منی میزائل گن ایک طرف پھینکی اور پھر اس نے زمین پر بیٹھ کر اپنی پنڈلی سے بندھا ہوا خنجر نکالا اور اس خنجر سے اپنی بائیں ٹانگ سے گولی نکالنے لگا۔ گو اسے گولی نکالتے ہوئے بہت تکلیف ہو رہی تھی مگر ٹانگ سے گولی نکالنا بھی ضروری تھا ورنہ زیادہ خون نکل جانے کی وجہ سے اسے کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد صفدر اپنی ٹانگ سے گولی نکالنے میں کامیاب ہو

ہی گیا۔ گولی نکالنے کے بعد اس نے وہی رومال کی پٹیاں دوبارہ اپنے زخم پر باندھ لیں۔ پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس طرف بڑھنے لگا جس طرف دوسری جیپ موجود تھی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد صفدر جیپ کے قریب پہنچ گیا۔ اگنیشن میں چابی موجود تھی اس لئے صفدر نے جیپ میں سوار ہونے کے بعد جیپ اسٹارٹ کی اور اسے آگے بڑھا دیا۔

دانش منزل کے میٹنگ ہال میں اس وقت سیکرٹ سروس کے تمام ممبران موجود تھے اور وہ سب تحسین بھری نظروں سے صفدر کی طرف دیکھ رہے تھے اور اس سے مشن کے بارے میں تفصیلات پوچھ رہے تھے۔ صفدر متاگن سے دارالحکومت باسکو میں راڈف کے پاس پہنچا تھا۔ وہاں اس نے اپنی زخمی ٹانگ کی بینڈیج کرائی تھی اور رات کو چارٹرڈ طیارے کے ذریعے وہ روسیاہ سے پاکیشیا کے لئے روانہ ہو گیا تھا۔ پاکیشیا پہنچنے سے پہلے صفدر نے اپنی کامیابی کی اطلاع ایکسٹو کو دے دی تھی اور ایکسٹو نے اسے دانش منزل کے میٹنگ ہال میں پہنچنے کی ہدایت کی تھی۔ پھر ایکسٹو نے جولیا کو بھی فون کر کے تمام ممبران کو دانش منزل کے میٹنگ ہال میں پہنچنے کی ہدایت کر دی تھی اور اس کی ہدایت پر تمام ممبرز دانش منزل کے میٹنگ ہال میں موجود تھے لیکن عمران حسب معمول ابھی تک نہیں آیا تھا۔

''یہ عمران صاحب ابھی تک نہیں آئے''...... صفدر نے عمران کے بارے میں پوچھا۔

''عمران صاحب پہنچنے ہی والے ہیں۔ میٹنگ میں آنے سے پہلے میری ان سے بات ہوئی تھی اور وہ اپنے فلیٹ سے نکل رہے تھے۔تم جانتے تو ہو کہ وہ جان بوجھ کر ہمیشہ میٹنگ میں لیٹ پہنچتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سب نے یوں اثبات میں سر ہلا دیئے جیسے انہیں کیپٹن شکیل کی بات سے اتفاق ہو۔

''دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے مگر عمران صاحب کی عادت نہیں چھوٹ سکتی اور نہ ہی کوئی ان کو عادت چھوڑنے پر مجبور کر سکتا ہے''......صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر چیف حکم دیں تو عمران صاحب اپنی عادت بدل سکتے ہیں۔ مجال ہے وہ چیف کا حکم ٹال سکیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''صفدر۔ ہم سب کو تمہاری کامیابی پر بے حد خوشی ہو رہی ہے۔ اتنی خوشی ہو رہی ہے کہ ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں''...... جولیا نے تحسین بھری نظروں سے صفدر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ سب اللہ کا فضل ہے کہ میں کامیاب لوٹا ہوں ورنہ ریڈ کراس ایجنسی کے ایجنٹوں نے تو مجھے ہر طرف سے گھیرنے کی سرتوڑ کوششیں کی تھیں تا کہ وہ مجھے ہلاک کر کے فارمولا حاصل کر سکیں''......صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''صفدر کے کامیابی سے واپس لوٹنے کے بعد اب ہمارے لئے بھی کسی مشن پر اکیلے جانے کے چانسز ہیں اور مجھے امید ہے کہ آئندہ ہم سب باری باری کسی مشن پر جائیں گے''...... چوہان نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''دیکھو آئندہ مشن کے لئے کس ممبر کا انتخاب ہوتا ہے''۔ صدیقی نے کہا پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی، اسی لمحے عمران میٹنگ ہال میں داخل ہوا تو سب کی نظریں بے اختیار اس کی طرف اٹھ گئیں۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ''...... عمران نے کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ مائینڈ نہ کریں تو''...... خاور نے عمران سے کہا۔

''ہاں پوچھو۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو''......عمران نے چونک کر خاور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ ہمیشہ میٹنگ میں لیٹ کیوں آتے ہیں''...... خاور نے پوچھا۔

''بہت اچھا سوال کیا ہے تم نے۔ دراصل ہر بار میرے ساتھ کوئی نہ کوئی مسئلہ پیش آ جاتا ہے۔ جیسے آج میری کار کا ٹائر پنکچر ہو گیا تھا اور مجھے ٹائر تبدیل کرتے ہوئے دیر ہو گئی اسی لئے میں میٹنگ میں دیر سے پہنچا ہوں۔ پچھلی بار جب مجھے تمہارے چوہے

نے میٹنگ کی اطلاع دی تو میں اس وقت سو رہا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''عمران۔ میں نے تم سے کئی مرتبہ کہا ہے کہ چیف کا احترام کیا کرو لیکن تم باز نہیں آتے۔ پتہ نہیں تم کس مٹی کے بنے ہوئے ہو''۔ جولیا نے غصے سے کہا۔

''چوہے کو چوہا نہ کہوں تو کیا بلی کہوں۔ ارے تمہارے چوہے نے آج تک مجھے اپنا دیدار نہیں کرایا اور میں اس کی شکل دیکھنے کو ترس رہا ہوں لیکن مجال ہے کہ چوہے کو مجھ پر ذرا بھی ترس آ جائے اور وہ مجھے اپنی شکل دکھا دے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اور تمہاری یہ حسرت کبھی بھی پوری نہیں ہو سکے گی''...... تنویر نے کہا تو سب کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''کوئی بات نہیں۔ میں جب بھی تمہیں دیکھا کروں گا تو میں یہی سمجھ لیا کروں گا کہ میں نے تمہارے چوہے کی شکل دیکھ لی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ تنویر نے برا سا منہ بنا لیا۔ پھر اسی لمحے میٹنگ ہال میں ایکسٹو کی آواز گونجی۔

''عمران۔ تم میٹنگ میں دیر سے کیوں آئے ہو''...... ایکسٹو کی سرد آواز سنائی دی۔

''سس۔ سس۔ سوری۔ چچ۔ چیف۔ وہ۔ دراصل میری

کار پنکچر ہو گئی تھی اور مجھے ٹائر تبدیل کرتے ہوئے دیر ہو گئی تھی''۔ عمران نے خوف سے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ تمام ممبرز عمران کی بوکھلاہٹ اور گھبراہٹ پر مسکرا رہے تھے۔

''او کے۔ لیکن آئندہ میں تمہارا کوئی بہانہ نہیں سنوں گا''۔ ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

''تھینک۔ تھینک یو۔ چچ۔ چیف''...... عمران نے اسی لہجے میں کہا۔

''او کے۔ یہ میٹنگ صرف صفدر کی کارکردگی بتانے اور اس کا حوصلہ بڑھانے کے لئے بلائی گئی ہے۔ صفدر نے جس جانفشانی اور بہادری سے اس مشن پر اکیلے کام کرتے ہوئے فارمولا حاصل کیا ہے وہ نہ صرف قابل تحسین ہے بلکہ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ میں آئندہ بھی ممبرز کو باری باری مشن پر اکیلا بھیجا کروں گا تاکہ تمام ممبرز کو اپنی صلاحیتیں دکھانے کا کھل کر موقع مل سکے اور وہ عمران کے بغیر کام کر سکیں۔ ویل ڈن صفدر، ویل ڈن۔ تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم واقعی سپر ایجنٹ ہو''...... ایکسٹو کی اس بار سرد لہجے کی بجائے نرم آواز سنائی دی تو صفدر کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔

''تھینک یو چیف''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چونکہ تمہاری ٹانگ ابھی زخمی ہے۔ تم اس وقت تک مکمل ریسٹ کرو گے جب تک تمہاری ٹانگ کا زخم مندمل نہیں ہو جاتا''۔

ایکسٹو نے اسی طرح نرم لہجے میں کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اس کے بعد ہال میں خاموشی چھا گئی جس کا مطلب تھا کہ ایکسٹو نے خفیہ مائیک بند کر دیا تھا۔ تمام ممبرز صفدر کو مبارک باد دینے لگے۔

"اگر آج صالحہ ہوتی تو صفدر کی کامیابی پر کتنا خوش ہوتی"۔ اچانک عمران نے کہا تو سب مسکرا دیئے جبکہ صفدر یوں شرمانے لگا جیسے دولہا شرماتا ہے۔

"میں نے صفدر کے مشن پر روانہ ہونے سے پہلے ہی صالحہ کو فون کر کے بتا دیا تھا اور اس نے صفدر کی کامیابی کے لئے بہت دعائیں کی تھیں"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب مسکراتی ہوئی نظروں سے جولیا کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا تم میری کامیابی کے لئے بھی دعائیں کرتی ہو"...... عمران نے جولیا سے پوچھا۔

"ہاں"...... جولیا نے بے اختیار جواب دیا تو ہال سوائے تنویر کے سب کے قہقہوں سے گونج اٹھا جبکہ جولیا شرمندہ شرمندہ ہو گئی۔

"بہت بدتمیز ہو تم"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"اچھا۔ اب میں چلتا ہوں"...... صفدر نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے خطاب لئے بغیر ہی جا رہے ہو"...... عمران نے اس کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"خطاب۔ کیسا خطاب کیا مطلب عمران صاحب"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔ دوسرے ممبرز بھی حیرت بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"صفدر۔ میں تمہاری کارکردگی سے بہت متاثر ہوا ہوں اور مجھے خوشی ہے کہ تم نے مشن پر تنہا کام کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ تم صلاحیتوں میں کسی سے کم نہیں ہو۔ تم نے تو اپنی کامیابی کی خوشی میں ہمیں مٹھائی نہیں کھلائی مگر میں اس خوشی کے موقع پر تمہیں خطاب دینا چاہتا ہوں۔ وہ خطاب ہے فاسٹ ایجنٹ۔ تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم سپر ایجنٹ ہونے کے ساتھ ساتھ فاسٹ ایجنٹ بھی ہو۔ ایسا فاسٹ ایجنٹ جس نے کم وقت میں مشن مکمل کیا ہے۔ ویری گڈ سپر اینڈ فاسٹ ایجنٹ صفدر"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اٹھ کر صفدر کو گلے سے لگا لیا جبکہ باقی ممبرز بھی صفدر کی تعریف کرنے لگے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ، منفرد اور اچھوتا ناول

مکمل ناول

سیکرٹ ڈیمانڈر

مصنف
خالد نور

☆ ایکریمین ایجنسی بلیک سٹون کا سپر ایجنٹ ایڈم کائے جس کا ریکارڈ شاندار تھا اور وہ اپنے کسی مشن میں ناکام نہیں ہوا تھا۔

☆ ایڈم کائے اپنی منگیتر گریٹا کے ساتھ پاکیشیا میں ایک مشن پر آیا۔ وہ مشن کیا تھا ——؟

☆ ایڈم کائے نے مشن مکمل کرنے کے لئے ایسا اچھوتا اور منفرد پلان بنایا کہ عمران بھی حیران رہ گیا۔ وہ پلان کیا تھا ——؟

☆ ایڈم کائے۔ جس نے دارالحکومت کا ایک بڑا پلازہ تباہ کر دیا۔ کیوں ——؟

☆ ایڈم کائے۔ جس نے ایک ہوٹل کو تباہ کر دیا اور صفدر اور کیپٹن شکیل ہوٹل کے ملبے تلے دب گئے۔ کیا وہ دونوں ہلاک ہو گئے ——؟

☆ ٹائیگر۔ جس نے ایڈم کائے کو ٹریس کر لیا تھا مگر ایڈم کائے کو معلوم ہو گیا تھا۔ کیسے ——؟

☆ گریٹا۔ دنیا کی واحد لڑکی جو چھپکلی سے نہیں ڈرتی تھی۔ کیا واقعی ایسا ممکن ہے ——؟

☆ وہ لمحہ۔ جب ایڈم کائے، جوزف اور جوانا کو بے ہوش کر کے گریٹا کو رانا ہاؤس سے نکال لے گیا۔ کیسے ——؟

☆ وہ لمحہ۔ جب ایڈم کائے نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موجودگی میں پاکیشیا کے وزیر ٹرانسپورٹ کو گولی مار دی اور وہ اسے نہ روک سکے۔ کیوں؟



ایک ایسا ناول جو آپ نے اس سے پہلے کبھی نہیں پڑھا ہوگا۔

سسپنس سے بھرپور ایک یادگار ناول

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں قطعی انوکھا اور منفرد انداز کا ناول



ہارڈ ٹاسک

☆ جولیا ___ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف جس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے دیا اور ایکریمیا کی سرکاری تنظیم گرین فورس کی ممبر بن گئی۔ کیا ایسا ممکن تھا ___؟

☆ جول کراس ___ گرین فورس کا سپر ایجنٹ، جس کا دعویٰ تھا کہ وہ کسی بھی مشن میں ناکام نہیں ہوا ___؟

☆ جول کراس ___ جو پاکیشیا میں خاص مشن پر آیا اور جولیا بھی اس کے ساتھ بطور لیڈی ایجنٹ آئی تھی۔

☆ وہ لمحہ ___ جب جولیا نے چوہان کو گولی ماردی۔ کیا چوہان ہلاک ہو گیا۔

☆ وہ لمحہ ___ جب جولیا نے نعمانی اور صدیقی کی کار کو بلاسٹ کر دیا جب وہ دونوں اس میں موجود تھے۔ انتہائی حیرت انگیز سچویشن۔

☆ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان جول کراس اور جولیا کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے لیکن انہیں کامیابی نہیں مل رہی تھی۔ کیوں؟

☆ جولیا اور ایکسٹو کے درمیان خوفناک فائٹ۔ پھر کیا ہوا ___؟

☆ عمران اور جول کراس کے درمیان مارشل آرٹ کا خوفناک مظاہرہ۔ کیا عمران جول کراس سے مات کھا گیا ___؟

☆ وہ لمحہ ___ جب جول کراس نے دانش منزل میں گھس کر ایکسٹو پر ریز فائر کر دی۔ پھر کیا ہوا ___؟



☆ وہ لمحہ ___ جب ایکسٹو نے جول کراس کے سامنے خود کو بے نقاب کر دیا۔ کیا واقعی ایکسٹو نے نقاب اتار دیا؟

(تحریر۔ خالد نور)

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

علی عمران اور کرنل فریدی کا زیرو لینڈ کے ایجنٹوں سے ایڈونچرس ٹکراؤ



سلور ایجنٹ



مصنف
ارشاد العصر جعفری

☆☆ ــــ سنگ ہی اور تھریسیا، عمران کو اغوا کرنے لگے تو جولیا ان کے سامنے چٹان بن کر کھڑی ہوگئی۔ جولیا اور تھریسیا کے درمیان خونی لڑائی۔ جس میں جولیا کو شکست ہوئی اور سنگ ہی اور تھریسیا، عمران اور جولیا کو اغوا کر کے لے گئے۔

☆☆ ــــ عمران اور جولیا غائب تھے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ان کی تلاش میں سرگرداں تھے لیکن ان کا کہیں نام ونشان نہیں مل رہا تھا۔

☆☆ ــــ سلور سٹی۔ ایک ایسا سائنٹیفک سٹی جہاں سے زیرو لینڈ نے پوری دنیا کو کنٹرول کرنا تھا۔ مگر کیسے ــــــ؟

☆☆ ــــ عمران، جولیا اور کرنل فریدی کو اغوا کر کے زیرو لینڈ پہنچا دیا گیا تھا؟

☆☆ ــــ کرنل فریدی کے تمام ساتھی بے بسی کی تصویر بنے ہوئے تھے اور زیرو لینڈ کے ایجنٹ ان پر گولیوں کی بارش کرنا چاہتے تھے کہ ایک پراسرار شخصیت نے ان کی جان بچالی۔ وہ پراسرار شخصیت کون تھی ــــــ؟

پراسرار شخصیت، جس نے سلور سٹی میں عمران اور کرنل فریدی کی بھی مدد کی اور کرنل فریدی نے اس شخصیت کو سلور ایجنٹ کا خطاب دے دیا۔ سلور ایجنٹ کون تھا؟

☆☆ ــــ وہ بھیانک اور دل لرزا دینے والا منظر جب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو آدم خور جنگلی آگ پر بھوننے لگے ــــــ؟

☆☆ ــــ سلور سٹی سے فرار کی تمام کوششوں میں ناکامی اور مایوسی کے بعد عمران اور کرنل فریدی نے زیرو لینڈ کا حصہ بننے کا فیصلہ کرلیا ــــــ؟



وحشت وہیبت کے خوفناک لمحات، انتہائی حیرت انگیز واقعات، جنگل ایڈونچر، ایک ایسا ناول جو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں مزاح، ایکشن، ایڈونچر اور خوف ودہشت
میں لپٹی ہوئی لازوال داستان

ماورائی نمبر



ڈیول ورلڈ

مصنف
ارشاد العصر جعفری

☆ وحشت وبربریت کے وہ سنسنی خیز لمحات۔ جب تنویر کو اس کے فلیٹ میں قتل کر کے اس کی لاش کو آگ لگا دی گئی۔

☆ ذیلون۔ ایک خطرناک شیطانی عامل، جس نے عمران کو شیطانی عمل سے پاگل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ کیا عمران پاگل ہو گیا ——؟

☆ عمران نے جولیا، صفدر اور خاور کو الٹا لٹکا کر ان کے نیچے آگ لگا دی۔ کیا یہ حرکت عمران نے پاگل ہو جانے کی وجہ سے کی تھی۔ یا ——؟

☆ ذیلون۔ عمران کے ساتھ موت کا کھیل کھیلنے لگا۔ موت کے اس بھیانک کھیل کا انجام کیا ہوا ——؟

☆ خوف کے وہ بھیانک لمحات۔ جب عمران اور اس کے ساتھی ریت کے طوفان میں تنکوں کی طرح اڑ گئے۔

☆ دنیا کا خوفناک ترین صحرا۔ صحرائے نشکان۔ جس کے ریتلے طوفان میں عمران اور اس کے ساتھی زندہ دفن ہو گئے۔

☆ زندگی میں پہلی بار عمران کے دل میں موت کا خوف پیدا ہوا کیونکہ وہ موت کو اپنی جانب بڑھتے ہوئے دیکھ رہا تھا لیکن بے بسی کی وجہ سے وہ حرکت کرنے سے بھی قاصر تھا۔

☆ ذیلون۔ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کے درمیان فتح کے جشن کا اعلان کر دیا۔

☆ گریٹ لینڈ کی ایجنسیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جاسوسی کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی گریٹ لینڈ کی جاسوسی کر رہے تھے ——؟

☆ عمران اور اس کے ساتھیوں کو جلتی ہوئی برقی بھٹی میں ڈالا جانے لگا تو؟

☆ عمران۔ شیطانی طاقتوں کے خوف سے ایک کمرے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ پھر کیا ہوا ——؟

☆ ہزاروں خونخوار کتوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ کیا وہ اس حملے سے بچ پائے ——؟

☆ عمران اور اس کے ساتھی کھلے سمندر میں غوطے کھا رہے تھے کہ مگرمچھوں کی ایک بڑی تعداد نے ان پر حملہ کر دیا۔ پھر کیا ہوا ——؟

☆ جوزف نے جولیا کو بے ہوش کیا اور پھر اس پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ جوزف نے ایسا کیوں کیا ——؟

قدم قدم رقص اجل، لمحہ لمحہ خوف ودہشت، سطر سطر سسپنس،
ایکشن اور مزاح سے بھرپور یادگار اور لازوال ناول۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com